مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہ

"جس نے رسول کی اطاعت کی، تحقیق اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔"

مَنْ اَحْيَا سُنَّتِىْ فَقَدْ اَحَبَّنِىْ وَمَنْ اَحَبَّنِىْ كَانَ مَعِىَ فِى الْجَنَّةِ

"جس نے میری سنت کو زندہ کیا اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔"

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری زندگی اپنائیں

جلد اوّل

یہ کتاب اہل اسلام کیلئے ایک قیمتی سرمایہ ہے، جس سے وضو، غسل اور نماز سنت کے مطابق سیکھی جاسکتی ہے، اس کتاب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو، غسل اور نماز کا مکمّل نقشہ مستند ذخیرہ کتب سے جمع کیا گیا ہے۔ جس کا مطالعہ ہر مسلمان کیلئے نہایت ضروری ہے۔

وہ نہ پہنچے گا کبھی اللہ تعالیٰ تک
راہِ سنت پر نہ ہو جس کا قدم

نقشِ قدم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں جنت کے راستے
اللہ تعالیٰ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

تالیف

حضرت مولانا محب اللہ قریشی صاحب

فاضل: جامعہ خیر المدارس شیخ ماندہ ضلع کوئٹہ

:مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْاَطَاعَ اللّٰہ: **ترجمہ**: جس نے رسول کی اطاعت کی،تحقیق اس نے اللہ تعالٰی کی اطاعت کی۔

:مَنْ اَحْيَاسُنَّتِيْ فَقَدْاَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ: **ترجمہ**:جس نے میری سنت کو زندہ کیا اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

پیاری زندگی اپنائیں

(جلداوّل)

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنت کے راستے
اللہ تعالٰی سے ملاتے ہیں سنت کے راستے
وہ نہ پہنچے گا کبھی اللہ تعالٰی تک
راہِ سنت پہ نہ ہو جس کا قدم

یہ کتاب اہل اسلام کیلئے ایک قیمتی سرمایہ ہے، جس سے وضو، غسل اور نماز سنت کے مطابق سیکھی جا سکتی ہے،اور حضور اکرم ﷺ کے وضو،غسل اور نماز کا جو پورا نقشہ ہے معلوم ہوسکتا ہے۔اس کتاب میں رسول اکرم ﷺ کے وضو،غسل اور نماز کا مکمل نقشہ مستند ذخیرۂ کتب سے جمع کیا گیا ہے۔جس کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے نہایت ضروری ہے۔

(تالیف)

حضرت مولانامحبّ اللّٰہ قریشی صاحب

(فاضل:جامعہ خیرالمدارس شیخ ملندہ ضلع کوئٹہ)

انتساب

میں اپنی اِس کتاب کوحضور اکرم ﷺ کے اُن
مقدس شاگردوں کی طرف منسوب کرتا ہوں
جنہوں نے براہِ راست حضور اکرم ﷺ سے دین
سیکھ کر پھر اپنا تن، من ،دھن سب کچھ قربان کر کے
حضور اکرم ﷺ کی ایک ایک سنت کو محفوظ کر کے
اُمت تک پہنچا کر اُمت پر عظیم احسان فرمایا ہے
رضی اللّٰہ تعالٰی عنھم اجمعین

فہرست مضامین

وضو کے فضائل اور برکات..... 96

سنت کے مطابق وضو اپنانے کا طریقہ..... 106

وضو سے متعلق چند ضروری مسائل..... 129

سنت کے مطابق غسل کرنے کا طریقہ اور اس کے مسائل..... 136

سنت کے مطابق غسل اپنانے کا طریقہ..... 141

سنت کے مطابق نماز پڑھنے کا نقشہ اور اس کے مسائل..... 156

نیت سے متعلق چند مسائل..... 179

سنت کے مطابق نماز اپنانے کا طریقہ..... 183

تکبیرِ تحریمہ کا نقشہ..... 184

تکبیرِ تحریمہ اور تکبیراتِ انتقالیہ سے متعلق چند مسائل..... 191

قیام کا نقشہ..... 194

قیام سے متعلق چند مسائل..... 201

رکوع کا نقشہ..... 202

رکوع سے متعلق چند مسائل..... 209

قومہ کا نقشہ..... 216

قومہ سے متعلق چند مسائل..... 221

سجدے کا نقشہ..... 223

سجدہ سے متعلق چند مسائل..... 239

قعدہ کا نقشہ..... 242

تشہد سے متعلق چند مسائل..... 251

سلام کا نقشہ..... 256

سلام سے متعلق چند مسائل..... 258

دعا کا نقشہ..... 263

دعا سے متعلق چند مسائل..... 268

عرضِ مؤلف

میرے محترم دوستو!

منازلِ قُرب الٰہی کی ابتدا بھی اتباعِ سنت ہے اور انتہا بھی اتباعِ سنت ہے۔
یعنی اللہ تعالیٰ جل شانہ کی محبت کی ابتدا بھی اتباعِ سنت پر موقوف ہے اور انتہا بھی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنی محبت کے لئے :فَاتَّبِعُوْنِیْ: کی قید لگائی، کہ اگر تم مجھ سے محبت کرنا چاہتے ہوں تو میرے نبی کی اتباع کرو، اور جب تم نبی کی اتباع کروگے تو تمھیں کیا انعام ملے گا؟ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ: اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا۔
معلوم ہوا کہ محبت کی ابتدا بھی سنت کی اتباع پر موقوف ہے اور اس کی انتہا یعنی محبوبیت عند اللہ (اللہ تعالیٰ جل شانہ کے نزدیک محبوب بننا) بھی سنت کی اتباع کا ثمرہ ہے، کیونکہ :فَاتَّبِعُوْنِیْ: پر :یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ: کی ترتیب منصوص ہے۔
اگر آج اُمت سنت کے راستہ پر آجائے تو اس کی دُوری حضوری سے تبدیل ہوجائے گی اور تمام مسائل حل ہوجائیں گے۔ بقول شاعر:

مؤمن جو فدا نقشِ کفِ پائے نبی ﷺ ہو
ہو زیرِ قدم آج بھی عالَم کا خزینہ
گر سنتِ نبوی کی کرے پیروی اُمت
طوفاں سے نکل جائے گا پھر اس کا سفینہ

اللہ تعالیٰ جل شانہ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اس کتاب کو میرے لئے اور میرے والدین کیلئے اور میرے بہن بھائیوں کے لئے (جنھوں نے تمام دنیاوی ضروریات سے بے پرواہ کر کے مجھے دین کی اشاعت اور خدمت کے لئے وقف کردیا ہے) قیامت تک صدقۂ جاریہ اور اپنی رضا کا ذریعہ بنائے۔

:فجزاهم اللّٰه احسن الجزاء:

اٰمين يا ربّ العٰلمين بحرمة سيّدالمرسلين عليه الصّلاة والتّسليم

(العارض)

محبّ اللّٰه قريشى

تاریخ:22:2:2023ء

سنت کے مطابق وضو، غسل اور نماز کو مسلمانوں میں رائج کرنے کی شدید ضرورت ہے

میرے محترم قارئین کرام!

دنیا کے تمام انسانوں میں صرف حضور اکرم ﷺ کی ہی ذاتِ مبارکہ کو یہ شرف حاصل ہوا ہے کہ آپ ﷺ کے اقوال وافعال، وضع قطع، شکل وشباہت، رفتار وگفتار، اندازِ گفتگو، طرزِ زندگی، طریق معاشرت، کھانے پینے، چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، ہنسنے اور بولنے کی ہر ہر ادا مبارک بعینہٖ اسی طرح محفوظ کی گئی ہے جس طرح آپ ﷺ سے سرزد ہوئی ہے۔

ہمارے لئے یہ بات باعث افتخار ہے کہ ہمیں جس پیغمبر ﷺ کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے ان کی مبارک زندگی کا ایک ایک لمحہ چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی ہمارے پاس موجود ہے۔

سابقہ محدّثین عظام اور علماء کرام نے اپنی ذمہ داری نبھاتے ہوئے حضور اقدس

ﷺ کی ساری زندگی، بعد والے انسانوں تک پہنچائی۔اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اس حیاتِ طیبہ کو سیکھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے اور اس کو ساری اُمت میں پھیلایا جائے۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اُس شخص کے چہرے کو تر و تازہ رکھے جس نے میری بات کو سنا، اس پر عمل کیا پھر اس کو محفوظ کیا اور لوگوں تک اس کو ایسے پہنچایا جیسے اُس کو سنا۔(خطبات فقیر:ج:ص 270)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص لوگوں کو صحیح طریق ہدایت کی طرف بلائے تو ان تمام لوگوں کے عمل کا ثواب اس کو ملے گا، جو اس کا اتباع کریں، بغیر اس کے کہ ان کے ثواب میں کچھ کمی کی جائے۔اور جو شخص کسی گمراہی کی طرف لوگوں کو دعوت دے، تو اس پر ان سب لوگوں کا گناہ لکھا جائے گا، جو اس کا اتباع کریں گے بغیر اس کے کہ ان کے گناہوں میں کچھ کمی کی جائے۔(جواھر الفقہ:ج 1:ص 468)

اِس حیات طیبہ کو ساری اُمت میں کس طرح پھیلایا جائے

اس کے لئے بہترین ترتیب یہ ہے کہ اس کتاب کی تعلیم.....مدرسہ کی ہر درسگاہ میں، اسکول اور کالج کے ہر کلاس میں، ہر مسجد میں اور ہر گھر میں، ایک وقت مقرر کر کے اس کی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا جائے۔تا کہ سنت کے مطابق وضو اور غسل کرنا اور نماز پڑھنا اُمت میں عام ہو جائے۔

لھذا.....!

آپ اگر مسجد کے امام ہے،تو آپ ایک وقت متعین کر کے اپنے مقتدیوں کو سنت کے مطابق وضو،غسل اور نماز کا طریقہ اور نقشہ بتائیں اور دکھلائیں۔

آپ اگر پیر صاحب ہے،تو آپ ایک وقت متعین کر کے اپنے مریدوں کو سنت کے مطابق وضو،غسل اور نماز کا طریقہ اور نقشہ بتائیں اور دکھلائیں۔

آپ اگر مدرس یا ٹیچر ہے،تو آپ ایک وقت متعین کر کے اپنے شاگردوں کو سنت کے مطابق وضو،غسل اور نماز کا طریقہ اور نقشہ بتائیں اور دکھلائیں۔

آپ اگر شوہر ہو،تو آپ ایک وقت متعین کر کے اپنے بیوی اور بچوں کو سنت کے مطابق وضو،غسل اور نماز کا طریقہ اور نقشہ بتائیں اور دکھلائیں۔

آپ اگر والد ہو،تو آپ ایک وقت متعین کر کے اپنے بچوں اور بچیوں کو سنت کے مطابق وضو،غسل اور نماز کا طریقہ اور نقشہ بتائیں اور دکھلائیں۔

آپ اگر بھائی ہو،تو آپ ایک وقت متعین کر کے اپنے بہن بھائیوں،اور والدین کو سنت کے مطابق وضو،غسل اور نماز کا طریقہ اور نقشہ بتائیں اور دکھلائیں۔

آپ اگر بیٹا ہو،تو آپ ایک وقت متعین کر کے اپنے بہن بھائیوں اور والدین کو سنت کے مطابق وضو،غسل اور نماز کا طریقہ اور نقشہ بتائیں اور دکھلائیں۔

آپ کے اگر دوست ہیں تو آپ ایک وقت متعین کر کے اپنے دوستوں کو سنت کے مطابق وضو،غسل اور نماز کا طریقہ اور نقشہ بتائیں اور دکھلائیں۔

آپ جس بھی عہدہ پر فائز ہو،تو آپ ایک وقت متعین کر کے اپنے ماتحتوں کو سنت کے مطابق وضو،غسل اور نماز کا طریقہ اور نقشہ بتائیں اور دکھلائیں۔

نوٹ

اس میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ مکمل وضو یا غسل یا نماز کا طریقہ اور نقشہ ایک ساتھ نہ بتائیں بلکہ تھوڑا تھوڑا اِن کو بتایا جائے۔اس کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا جائے کہ نیچے لکھے گئے وضو،غسل اور نماز کی سنتوں میں سے مثلاً وضو کی دو سنتیں ان کو بتا کر اس پر عمل کرنے کی تاکید فرمائیں،اور پانچ دن تک وضو کرتے ہوئے اُن دونوں سنتوں پر عمل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔جب وہ دونوں چیزیں ان کی عادت بن جائیں پھر دو اور سنتیں ان کو بتا کر اس پر عمل کرنے کی تاکید فرمائیں،اور پانچ دن تک وضو کے دوران اُن پر عمل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔اس طرح وہ بھی ان کی عادت بن جائے گی۔اسی طرح دو دو سنتیں بتا کر پانچ پانچ دن تک اُن دو سنتوں کو اپنانے کی کوشش کرتے رہیں،چند وقت میں ان کا پورا وضو سنت کے مطابق ہو جائے گا۔جب وضو مکمل ہو جائے،پھر اسی ترتیب سے غسل کی سنتوں کا سلسلہ شروع کیا جائیں،جب غسل بھی مکمل ہو جائیں،پھر اسی ترتیب پر نماز کی سنتوں کا سلسلہ شروع کیا جائے۔آہستہ آہستہ ان کی غسل اور نماز بھی سنت کے مطابق ہو جائیں گے۔

اسی طرح وضو،غسل اور نماز کی سنتیں بتانے کے ساتھ ساتھ،ترتیب وار ان چیزوں میں سے ایک ایک چیز بھی ان کو سنایا کریں،تا کہ ان کے اندر سنت زندگی اپنانے کا شوق اور جذبہ پیدا ہو جائے۔

1.....اتباعِ سنت کی اہمیت اور حیثیت۔

2.....اتباعِ سنت کی فضیلت۔

3.....سنتوں سے اعراض کرنے پر وعیدیں۔

4.....قبولیتِ عمل کے لئے ایک ضروری شرط یہ بھی ہے کہ وہ نیک عمل سنت کے

مطابق ہو۔

5.....حضرات صحابہ کرامؓ اور اسلافؒ کا اہتمام سنت۔

6.....صحابہ کرامؓ کو اُمورِ غیر مسنونہ سے اجتناب کا بڑا اہتمام تھا۔

7.....صحابہ کرامؓ کی پیروی کرنے اور بدعت سے بچنے کا حکم۔

8.....بدعت کی مذمت۔

گذارش

وقت کی کمی کی وجہ سے مذکورہ بالا آٹھ موضوعات کو مختصراً تحریر کر دیئے ہیں۔ لہذا قارئین کرام سے درخواست کی جاتی ہے کہ اِن موضوعات سے متعلق اگر کسی کو کوئی حدیث شریف یا کوئی واقعہ مل جائے تو وہ مجھ تک پہنچا دیں تاکہ دوسرے ایڈیشن میں ان کو بھی اِس کتاب کا حصہ بنائیں۔ **(رابطہ اور واٹس اپ نمبر: 0312,8298496)**

علماء کا فریضہ ہے کہ اُمت کو سنت زندگی بتائیں

جس وقت بدعات ومنکرات دنیا میں پھیل جائیں، اُس وقت کے اہل علم کے لئے حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اُن کو اُس وقت اپنے علم کا اظہار کرنا چاہئے۔اور جو ایسا نہ کرے اس پر سخت وعید فرمائی ہے۔حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

:اذاحدث فی امتی البدع وشتم اصحابی ،فلیظھرالعالم علمہ فمن لم یفعل فعلیہ لعنۃ اللّٰہ والملئکۃ والناس اجمعین:

ترجمہ: جب میری امت میں بدعتیں پیدا ہو جائیں اور میرے صحابہ کرامؓ کو بُرا کہا جائے تو اُس وقت کے عالم پر لازم ہے کہ اپنے علم کو ظاہر کرے،اور جو ایسا نہ کرے گا تو اس پر لعنت ہے،اللہ تعالیٰ جل شانہ کی اور فرشتوں کی اور سب انسانوں کی۔

چنانچہ ہر زمانہ، ہر دور کے علماء نے اپنے اپنے زمانہ میں فتنوں کے طوفان میں نبی کریم ﷺ کی سنت کے صحیح طریقہ کو روشن کیا،اور بدعات ومحدثات کی تلبیس کو دُور کیا۔

لہذا اِس وقت ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم بھی لوگوں کو حضور اکرم ﷺ کی سنت زندگی بتائیں اور اِس پر عمل کروانے کی کوشش کرے۔(جواھر الفقہ:ج 1:ص 454)

میرے محترم علماء کرام!

اگر قیامت کے دن حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ کفار جب اپنی چیزوں کو متعارف کرار ہے تھے،آج کفر نے موبائل فون بنا کر ہر کچے اور پکے مکان تک پہنچا دیا،تاجر سے لے کر بکریاں چرانے والے تک پہنچا دیا،مسجد سے لے کر بیت اللہ کے دروازے تک

پہنچا دیا۔اللہ تعالیٰ جل شانہ کے نبی پوچھیں گے جب کافروں نے اپنی چیزوں کا اتنا تعارف کروایا تھا، بتاؤ، مولویو! تم نے میرے اسلام کا تعارف کروایا؟ قرآن کا تعارف کروایا؟ میری سنت کا تعارف کروایا؟ لوگوں کے ہاتھ میں تانبا تھا انہوں نے تانبے کو سونا بنا دیا، تمہارے ہاتھ میں سونا تھا تم نے سونے کو کیوں نہ لوگوں کے سامنے پیش کیا؟ میری سنت کا غم کیوں نہ کھایا؟ اگر اللہ تعالیٰ جل شانہ کے حبیب ﷺ نے پوچھا تو ہم کیا جواب دیں گے؟
(خطبات فقیر: ج28:ص144)

سنت کا انکار کرنا کفر ہے

سوال: اگر کوئی مسلمان داڑھی یا مسواک کا مذاق اُڑاتا ہے تو شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: صورتِ مسئولہ میں سنت کا استخفاف اور اس کی توہین صریح کفر ہے۔ ایسا آدمی شرعاً کافر ہو جائے گا۔ اگر ایمان کی تجدید نہیں کرے گا تو اس کی موت کفر پر ہوگی، اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا ناجائز ہوگا، اور اس کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی جائے گی۔(جواھر الفتاویٰ: ج5: ص75)

2.....سنت، آنحضرت ﷺ کے طریقے کا نام ہے۔ آنحضرت ﷺ کی کسی چیز کا مذاق اُڑانے والا کھلا کافر ہے۔ اگر وہ پہلے مسلمان تھا تو مذاق اُڑانے کے بعد مرتد ہو گیا۔
(آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ج2: ص63)

اتباعِ سنت کی اہمیت اور حیثیت

1.....حضرت مکحولؒ فرماتے ہیں کہ سنت (رسول اللہ ﷺ کا عمل) قرآن کی مراد کو بیان کرتی ہیں۔ (شمائل کبریٰ: ج 1: ص 19)

2.....امام شاطبیؒ فرماتے ہیں کہ گویا سنت، کتاب اللہ کے احکام کیلئے بمنزلۂ تفسیر و شرح کے ہے۔ (شمائل کبریٰ: ج 1: ص 19)

3.....حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا گیا آپ ﷺ کے اخلاق کیا تھے؟ تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا: تم نے قرآن نہیں پڑھا ہے؟ یعنی آپ ﷺ کے اخلاق و احوال قرآن کریم کی عملی تصویر تھی۔

لہذا آپ ﷺ کے اخلاق و احوال کی اتباع گویا کلام الٰہی کی اتباع ہے۔ اس سے بڑھ کر آپ ﷺ کی سنت کی اہمیت اور کیا ہو گی۔ (شمائل کبریٰ: ج 1: ص 19)

4.....میرے محترم دوستو! قرآن کریم نے جس طرح اپنی اتباع و اطاعت کا حکم دیا ہے اسی طرح اس نے سنت کی اتباع کا بھی حکم دیا ہے۔ نیز قرآن کریم نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کی اتباع اور آپ ﷺ کے منع کردہ اُمور سے اجتناب کا بھی حکم دیا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کی اتباع کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کیجئے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ. وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ الرَّحِيْمٌ:

ترجمہ: اے نبی! لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کردے گا، وہ بہت بخشنے والا مہربان ہے۔

ایک جگہ ارشاد فرمایا: لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا:

ترجمہ: تمہارے لئے رسول اکرم ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے، اس شخص کے لئے جو کوئی اُمید رکھتا ہے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی اور پچھلے دن کی اور یاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ۔

یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ جل شانہ سے ملنے اور آخرت کا ثواب حاصل کرنے کی اُمید رکھتے ہیں اور کثرت سے اللہ تعالیٰ جل شانہ کو یاد کرتے ہیں، ان کے لئے رسول اکرم ﷺ کی ذات بہترین نمونہ ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ:

ترجمہ: جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔

گویا رسول اکرم ﷺ کی اتباع اللہ تعالیٰ جل شانہ کی اطاعت بھی ہے، اللہ تعالیٰ جل شانہ کی محبت کے حصول کا ذریعہ بھی، ہمارے گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ بھی، جنت میں رسول اکرم ﷺ کے قرب کا ذریعہ بھی، رسول اکرم ﷺ سے محبت کا اظہار بھی، رسول اکرم ﷺ کی قدر شناسی کی علامت بھی، اور زندگی میں سکون و راحت کا ذریعہ بھی۔

تو بندے کو اور کیا چاہیئے؟ کیا اس سے بڑی کامیابی؟ کیا اس سے بڑی سعادت؟ کیا اس سے بڑی بھلائی؟ کیا اس سے بڑی دولت؟ کیا اس سے بڑا اعزاز بھی کوئی ہوسکتا ہے.....؟؟؟

یاد رکھیئے! ہمارے لئے صراط مستقیم یہی ہے کہ ہم رسول اکرم ﷺ کی کامل اتباع شعوری طور پر کریں۔ جب ہم اپنی اَناؤں کو رسول اکرم ﷺ کی اداؤں پر فدا کرتے ہوئے رسول اکرم ﷺ کے نقش قدم پر چلتے جائیں گے تو ہمارے کردار اور شخصیت میں عظمت اور بلندی پیدا ہوتی چلی جائے گی۔ اس کا عظیم انعام یہ ملے گا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ ہمیں اپنا محبوب بنالے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا وعدہ ہے۔ بقول شاعر:

کی محمد ﷺ سے وفا تُو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اسوۂ حسنہ اپنا کر ہم نہ صرف اپنے مسائل حل کر سکتے ہیں بلکہ پوری انسانیت کے لئے ایک نمونہ بن کر ان کی رُشد و ہدایت کا ذریعہ بھی بن سکتے ہیں۔

زندگی کے ہر شعبہ کے متعلق رسول اکرم ﷺ کی دی ہوئی قولی و عملی ہدایت پر ایسا عمل کرو جیسا کہ عمل کرنے کا حق ہے، پھر دیکھو کہ وہ عقدِ محبت جس کا وعدہ حدیث میں کیا گیا ہے یقیناً نافذ ہو کر رہے گا۔

میرے محترم قارئین کرام!

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضور اکرم ﷺ کو ساری دنیا بلکہ رہتی دنیا تک کے انسانوں کے واسطے رحمت بنا کر بھیجا۔ حضور اکرم ﷺ کی ایک ایک ادا، اللہ تعالیٰ جل شانہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے اور جو بھی حضور اکرم ﷺ کے مبارک طریقوں کو اپناتا چلا جائے گا اللہ تعالیٰ جل شانہ سے قریب ہوتا چلا جائے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اسے بھی اپنا محبوب بنالیں گے۔ ہر عمل میں حضور اکرم ﷺ کی اتباع جہاں انسان کی سب سے بڑی خوش نصیبی ہے وہاں حضور اکرم ﷺ سے سچی محبت کی علامت بھی ہے۔

رسول اکرم ﷺ سے محبت کا دعویٰ تو سب کرتے ہیں مگر اس دعوے میں کون کس

قدر سچا ہے؟اس کا اندازہ اس کے عمل سے ہوگا۔جو جس قدر اس دعوے میں سچا ہوگا،اسی قدر وہ رسول اکرم ﷺ کے لائے ہوئے دین پر عمل پیرا اور رسول اکرم ﷺ کی اتباع میں مستعد ہوگا۔کیونکہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ:جس نے میری سنت کو محبوب رکھا اس نے مجھے محبوب رکھا اور جس نے مجھے محبوب رکھا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

محبت ایک مخفی چیز ہے۔کسی کو کسی سے محبت کم ہے یا زیادہ ہے اس کا کوئی پیمانہ بجز اس کے نہیں کہ حالات اور معاملات سے اندازہ کیا جائے۔محبت کے کچھ آثار اور علامات ہوتی ہیں کہ ان سے پہچانا جائے۔

یہ لوگ جو اللہ تعالیٰ جل شانہ سے محبت کے دعویدار اور محبوبیت کے متمنی تھے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اُن لوگوں کو اِن آیات میں اپنی محبت کا معیار بتلایا ہے۔یعنی اگر دنیا میں آج کسی شخص کو مالک حقیقی کی محبت کا دعویٰ ہو تو لازم ہے کہ اس کو اتباع محمدی ﷺ کی کسوٹی پر آزما کر دیکھ لے،سب کھرا کھوٹا معلوم ہو جائے گا۔جو شخص جتنا سچا ہوگا اتنا ہی حضور اقدس ﷺ کی اتباع کا زیادہ اہتمام کرے گا۔

موجودہ دور میں جبکہ رسول اکرم ﷺ کی محبوب سنتوں سے بیگانگی بڑھتی جارہی ہے اور مسلمان اپنے دین اسلام کی تعلیمات چھوڑ کر غیروں کے طور طریقے اختیار کر رہے ہیں،سنتوں کی جگہ بدعات اور غیر مسلموں کی راہ ورسم جنم اپنا رہے ہیں۔اس بات کی شدید ضرورت تھی کہ مسلمانوں کو بار بار اسلامی تعلیمات اور رسول اکرم ﷺ کی سنتوں کی طرف دعوت دی جائے۔

اس کتاب میں رسول اکرم ﷺ کے وضو،غسل اور نماز سنت کے مطابق ادا کرنے کی ہدایات و سنتیں نقل کی گئی ہیں۔لہذا اس پر خود بھی عمل کریں اور دوسرے مسلمانوں تک پہنچانے کی بھی کوشش کریں۔

سنت پر عمل کرنا بہتر ہے
یا کرامت کا ظاہر ہونا

(1)

حضرت مجدد الف ثانی صاحبؒ کی خدمت میں ایک بزرگِ چشتیہ حاضر ہوکر عرض کرنے لگے کہ مجھ کو کئی سال نسبت حق میں قبض تھا، آپ کے حضرت خواجہ باقی صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور قبض کی شکایت کی تو حضرت خواجہ صاحبؒ کی توجہ و دعا سے میری حالتِ قبض، بسط سے بدل گئی، آپ بھی کچھ توجہ فرمائیں، کیونکہ حضرت خواجہ صاحبؒ نے اپنے تمام خلفاء اور مریدین کو آپ کے حوالہ کر دیا۔ تو حضرت مجدد الف ثانی صاحبؒ نے ان کے جواب میں فرمایا: کہ میرے پاس تو اتباعِ سنت کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔

یہ سنتے ہی اُس بزرگ پر حال طاری ہوا اور کثرتِ نسبت اور قوتِ باطنی کے اثرات سے سرہند شریف کی زمین جنبش کرنے لگی۔ حضرت مجدد الف ثانی صاحبؒ نے ایک خادم سے فرمایا کہ: طاق میں سے مسواک اُٹھا لاؤ، حضرت مجدد الف ثانی صاحبؒ نے مسواک کو زمین پر ٹیک دیا، اُسی وقت زمین ساکن ہوگئی، اور اُس بزرگ کی کیفیت جذبی بھی جاتی رہی۔

اس کے بعد حضرت مجدد الف ثانی صاحبؒ نے اُس بزرگ سے فرمایا: کہ تمہاری

کرامت سے زمین سرہند جنبش میں آگئی اور اگر فقیر دعا کرے تو انشاءاللہ سرہند کے مردے زندہ ہو جائیں لیکن میں تمہاری اس کرامت (زمین کی جنبش) سے اور اپنی اس کرامت سے کہ (دعا سے سرہند شریف کے تمام مردے زندہ ہو جائیں) وضو کے شروع میں بطریق سنت مسواک کرنا بدرجہا افضل جانتا ہوں۔(فتاوی رحیمیہ:ج2:ص195)

(2)

امام ربانی، شیخ احمد سرہندی، مجدد الف ثانی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اگر ساری دنیا کی کرامتیں ہم سے چھین لیں اور اتباعِ سنت ہمیں دے دیں تو خوش نصیبی کے سوا کچھ نہیں ہے۔اور اگر ساری دنیا کی کرامتیں ہمیں دے دیں اور اتباعِ سنت چھین لیں تو ساری دنیا کی بدبختی کے سوا کچھ نہیں۔

ایک شخص حضرت جنید بغدادیؒ کے پاس 9 سال تک رہا۔ایک دن وہ کہنے لگا: حضرت! مجھے اجازت دیں کہ میں کسی اور شیخ کے پاس جاتا ہوں۔حضرت نے پوچھا خیریت تو ہے؟وہ کہنے لگا:حضرت! میں 9 سال تک آپ کی خدمت میں رہا اور میں نے آپ کی کوئی کرامت نہیں دیکھی۔حضرت نے فرمایا: آپ مجھے یہ بتائیں کہ اِن 9 سالوں میں آپ نے مجھے کوئی کام خلافِ سنت کرتے ہوئے دیکھا ہے؟وہ کہنے لگا نہیں۔حضرت فرمانے لگے کہ اس سے بڑی اور کیا کرامت ہو سکتی ہے کہ 9 سال میں ایک کام بھی حضور اکرم ﷺ کی سنت کے خلاف نہیں کیا۔گویا یہ سب سے بڑی کرامت ہے۔

(خطبات فقیر:ج11:ص170)

اتباعِ سنت کی فضیلت

(1)

حضوراکرمﷺ نے فرمایا: جس نے میری سنت سے محبت کی یعنی اس پر عمل کیاتو اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ رہے گا۔

(مشکوۃ شریف:ص30)

(2)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپﷺ نے فرمایا: میری سنت کے مٹنے کے وقت میری سنت کو زندہ کرنے والے کو سو شہیدوں کا ثواب ملتا رہے گا۔

(مشکوۃ شریف:ص30)

فائدہ نمبر 1: یعنی جس وقت سنتوں کو لوگ چھوڑ چکے ہوں، سنت کا رواج نہ ہو، اس سنت سے غافل ہوں، اس سنت کو سنت نہ سمجھ رہے ہوں، اس سے غفلت برت رہے ہوں، تو ایسی صورت میں اور ایسے وقت میں جو آپﷺ کی کسی بھی سنت کو رائج کرے گا یعنی خود عمل کرے گا دوسروں کو اس کی ترغیب دے گا اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

مثلاً اِس وقت سنت کے مطابق شادی بیاہ متروک ہے۔عوام تو کیا خواص بلکہ اہل علم وفضل کے زمرہ میں رہنے والے اشخاص بھی اس سنت سے غافل اور تارک ہیں۔ ایسی حالت میں مثلاً خاص مسنون طریقہ سے نکاح اور رخصتی اور ولیمہ کرنے والا اس عظیم ثواب کا حامل ہوگا۔(شمائل کبریٰ:ج1:ص213)

فائدہ نمبر 2: اس کو سو شہدوں کا ثواب کیوں ملتا ہے؟ اس کے متعلق حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلویؒ نے ایک بڑی اچھی بات تحریر فرمائی ہیں:

:من تمسک بسنتی عندفسادأمتی فلہ اجر مائۃ شھید: کہ اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔کیونکہ شہید حقیقی کو جو کفار کے مقابلہ میں لڑ کر شہد ہو، زخم کی تکلیف ایک بار اُٹھانی ہوتی ہے،اس واسطے وہ ایک شہید کا ثواب پاتا ہے،اور یہ شخص جو ایسے زمانہ میں کہ کفار اور فساق کا غلبہ ہورہا ہے،سنتِ نبوی ﷺ پر چلنے میں ہر طرف سے طعن اور تشنیع کے زخم سے ہردم جراحتِ جسمانی و روحانی کے اَلم اور رنج میں گرفتار رہتا ہے، اس لئے اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔(فتاوی رحیمیہ:ج2:ص193)

(3)

حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں: سنت،مثل کشتی حضرت نوح علیہ السلام کے ہے،جو اِس پر سوار ہوا نجات پائی اور جو پیچھے رہا غرق ہوا۔(شمائل کبریٰ:ج1:ص 23)

(4)

حضرت عمرو بن عوفؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میرے بعد کسی ایک سنت کو میری اُن سنتوں میں سے زندہ کیا جو مرچکی تھیں،بس اس زندہ کرنے والے کے لئے تمام لوگوں جیسا ثواب ہے۔جو اس پر عمل کریں گے بغیر اس کے کہ اس پر عمل کرنے والوں کے اجر میں کوئی کمی آئے۔(شمائل کبریٰ:ج1:ص216)

36

(5)

حضرت ابراہیم ادہمؒ سے روایت ہے کہ میں ایک جنازہ لے چلا اور دعا کی کہ یااللہ! میری موت میں برکت دے، جنازہ کے اندر سے آواز آئی کہ موت کے بعد بھی برکت کی دعا کرو، میں اس آواز سے ڈرا اور میت کو دفن کر کے قبر کے پاس بیٹھا، دیکھا کہ قبر سے ایک آدمی نکلا جو خوبصورت چہرہ کا تھا، اس سے خوشبو آتی تھی، کپڑے نہایت صاف پہنے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا تُو کون شخص ہے؟ اس نے جواب دیا میں وہی ہوں جس نے جنازہ کے اندر سے آواز دی تھی، میں رسول اللہ ﷺ کی سنت ہوں، یہ بندہ مجھ پر عمل کرتا تھا، میں دنیا میں اس کی حفاظت کرتا تھا اور قبر میں اس کے واسطے نور رہوں گا اور اس کا دوست بنوں گا اور قیامت کے دن اس کو جنت میں داخل کروں گا۔

(میت کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا: ج1: ص382)

(6)

حضرت ابن شہاب زہریؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں اہل علم (حضرات صحابہ کرامؓ) سے یہ بات پہنچی ہے کہ سنتوں کو مضبوطی سے پکڑنا نجات کا باعث ہے۔

(شمائل کبریٰ: ج1: ص214)

(7)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے حلال کھایا، سنتوں پر عمل کیا، لوگوں کو اپنی تکلیف اور اذیت سے محفوظ رکھا، جنت میں داخل ہوگا۔

(شمائل کبریٰ: ج1: ص215)

(8)

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص سنتوں کو مضبوطی

سے پکڑے رہے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

فائدہ: مضبوطی سے پکڑنے کا مطلب یہ ہے کہ اہتمام اور پابندی سے اس پر عمل کرے، جستجو اور تلاش کر کے اس پر تاکید سے عمل کرے، اس سے فرض واجب نہ ہونے کی وجہ سے غفلت نہ کرے جیسا کہ بعض لوگ سنت کا لفظ سن کر عملاً بے توجہی اور غفلت برتتے ہیں۔(شمائل کبریٰ:ج1:ص216)

(9)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تم میں دو چیزوں کو چھوڑے جارہا ہوں۔ جس کی وجہ سے تم میرے بعد گمراہ نہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی کتاب اور میری سنت۔

فائدہ نمبر 1 : مطلب یہ ہے کہ میرے بعد جو کتاب اللہ کو اور میری سنت کو پکڑے رہے گا گمراہ نہ ہوگا۔

اس سے معلوم ہوا کہ سنت پر پابندی سے عمل کرنے والا گمراہ نہ ہوگا۔ خصوصاً آخر زمانہ میں جبکہ گمراہی عام ہوجائے گی سنتوں پر اہتمام و تاکید سے عمل کرنے والا گمراہی سے محفوظ رہے گا۔

فائدہ نمبر 2 : کتنی بڑی دولت ہے کہ سنتوں پر عمل کرنے والا کبھی گمراہ نہ ہوگا۔(شمائل کبریٰ:ج1:ص216)

(10)

آپ ﷺ نے فرمایا جس نے میری سنت کی حفاظت کی تو اللہ تعالیٰ جل شانہ چار باتوں سے اس کی تکریم (عزت) کرے گا۔

1.....نیک لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت پیدا کردے گا۔

2.....فاجر لوگوں کے دلوں میں ہیبت ڈال دے گا۔

3.....رزق وسیع کر دے گا۔

4.....دین میں پختگی پیدا کر دے گا۔(شمائل کبریٰ:ج 1:ص 23)

(11)

جب اللہ تعالیٰ جل شانہ کسی بندے سے خوش ہوتے ہیں تو اسے سنت پر عمل کرنا بے ساختگی کے ساتھ نصیب ہوجاتا ہے،اس کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی،اس کا ہر کام خودبخود سنت کے مطابق ہوتا چلا جاتا ہے۔(خطبات فقیر:ج 11:ص 170)

(12)

حضرت ملا علی قاری صاحبؒ نے ایک عجیب و دلچسپ واقعہ بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرعون اور اس کے ساتھیوں کو پانی میں غرق کیا تو فرعون کا وہ مسخرہ (مسخرہ کرنے والا) غرق نہیں ہوا جو سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہر چیز،لباس،کلام، انداز بیان وغیرہ میں نقل اُتارتا تھا اور اپنی حرکات وسکنات سے قوم کو ہنسایا کرتا تھا۔

تو سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ جل شانہ کے بارگاہ میں عرض کیا کہ:اے پروردگار! یہ تو باقی فرعونیوں سے زیادہ مجھے تکلیف پہنچاتا تھا اور اس پر عذاب نہیں آیا؟تو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا: ہم نے اس کو اس لئے غرق نہیں کیا کہ وہ آپ کے لباس میں تھا(یعنی آپ کی طرح لباس زیب تن کیا تھا)اور اللہ تعالیٰ اُس شخص کو عذاب نہیں دیتا ہے جو اپنے حبیب کی شکل وصورت میں ہو۔

اس کے بعد ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:دیکھئے! جو شخص اہل حق کی مشابہت باطل ارادے سے اختیار کرتا ہے تو اس کو ظاہری نجات حاصل ہوتی ہے بلکہ بسا اوقات یہ حقیقی نجات تک پہنچا دیتا ہے تو کیا حال ہوگا اُس شخص کا جو انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام کی

مشابہت تعظیم وتشریف کے قصد سے اپنائے ۔(فقھی ضوابط :ج4:ص55)

(13)

ایک حدیث شریف میں ہے کہ فتنہ کے زمانہ میں سنت کے مطابق نیک عمل کرنے والے کا ثواب پچاس آدمیوں کے عمل کے برابر ثواب رکھتا ہے،اور وہ پچاس بھی آج کے نہیں، بلکہ صحابہ کرامؓ میں سے پچاس آدمی ۔(جواھر الفقہ:ج1:ص454)

(14)

حضرت بشر حافی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:اے بشر!تم جانتے ہو کہ تمہیں حق تعالیٰ جل شانہ نے سب اقران پر فوقیت وفضیلت کس سبب سے دی ہے؟میں نے کہا:یا رسول اللہ ﷺ!میں واقف نہیں ۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:اس فضیلت کا سبب یہ ہے کہ تم میری سنت کا اتباع کرتے ہو اور نیک لوگوں کی عزت کرتے ہو اور اپنے بھائیوں کی خیر خواہی کرتے ہو اور میرے صحابہؓ اور اہل بیتؓ کی محبت رکھتے ہو۔

(جواھر الفقہ:ج1:ص475)

(15)

حضرت ابوعلی جوازنی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ بندہ کی نیک بختی کی علامت یہ ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ جل شانہ اور حضور اکرم ﷺ کی اطاعت آسان ہوجائے ،اور اس کے افعال سنت کے مطابق ہوجاویں ۔(جواھر الفقہ:ج1:ص476)

(16)

حضرت ابواسحاق رقاشی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ معلوم کرنا چاہے کہ حق تعالیٰ جل شانہ کی نظر میں،میں محبوب ہوں یا نہیں؟تو اللہ تعالیٰ جل شانہ کی محبت

کی علامت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طاعت اوراس کے رسول ﷺ کی متابعت کو سب کاموں پر ترجیح دے۔اور دلیل اس بات کی حق تعالیٰ جل شانہ کا یہ ارشاد ہے:قل ان کنتم تحبّون اللّٰہ فاتّبعونی:(جواھر الفقه:ج 1:ص 485)

(17)

حضرت امام اوزاعی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ جل شانہ کو خواب میں دیکھا،اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ارشادفرمایا:اے عبدالرحمٰن !تم :امر بالمعروف: اور :نھی عن المنکر: کرتے ہو؟ میں نے کہا:اے میرے پروردگار! آپ کے فضل وکرم سے کرتا ہوں ۔اس کے بعد پھر میں نے کہا:اے رب العالمین ! مجھے اسلام پر موت نصیب فرما۔اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ارشادفرمایا:و علی السنة:اسلام کے ساتھ سنت پر موت آنے کی بھی دعااور تمنا کرو۔(فتاوی رحیمیه:ج 2:ص 194)

(18)

حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی صاحبؒ فرماتے ہے کہ حضورا کرم ﷺ کی اتباع میں خاص برکت کا راز یہ ہے کہ جو شخص حضورا کرم ﷺ کی ہیئت (وضع) بناتا ہے،اس پر اللہ تعالیٰ جل شانہ کو محبت اور پیار آتا ہے کہ یہ میرے محبوب ﷺ کا ہم شکل ہے۔پس یہ وصول کا سب سے اقرب طریق ہے(یعنی اللہ تعالیٰ جل شانہ تک پہنچنے کا سب سے قریب راستہ ہے)۔(فتاوی رحیمیه:ج 2:ص 194)

(19)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص لوگوں کو صحیح طریقِ ہدایت کی طرف بلائے تو ان تمام لوگوں کے عمل کا ثواب اس کو ملے گا،جو اس کا اتباع کریں،بغیر اس کے کہ ان کے ثواب میں کچھ کمی کی جائے۔اور جو شخص کسی گمراہی کی طرف

لوگوں کودعوت دے،تو اس پران سب لوگوں کا گناہ لکھا جائے گا، جواس کا اتباع کریں گے بغیر اس کے کہ ان کے گناہوں میں کچھ کمی کی جائے۔(جواھر الفقہ:ج 1:ص 468)

(20)

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:اللہ تعالیٰ اُس شخص کے چہرے کوتر وتازہ رکھے جس نے میری بات کوسنا،اس پر عمل کیا پھر اس کومحفوظ کیااور لوگوں تک اس کو ایسے پہنچایا جیسے اُس کوسنا۔(خطبات فقیر:ج:ص 270)

(21)

شیخ احمد سرہندی،امام ربانی،حضرت مجدد الف ثانی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ دوپہر کے وقت سنتِ قیلولہ کی نیت سے تھوڑی دیر کیلئے سوجانے پر وہ اجر ملتا ہے جوکروڑہا نفلی شب بیداریوں پر انسان کونہیں ملتا۔(خطبات فقیر:ج 28:ص 127)

(22)

ایک بزرگ لکھتے ہیں کہ میں بچپن میں مدرسے جاتا تھا،ایک بوڑھی عورت تھی، جب بھی وہ مجھے دیکھتی تو مجھے بلاتی، مجھے پیار کرتی، گھر لے جاتی، مجھے کھانے پینے کی چیزیں دیتی۔پھر جب میں جانے لگتا تو کہتی کہ بچہ! پھر کبھی آنا۔کیونکہ کھانا پینا ملتا تھا، میں بھی بار بار جاتا تھا۔

ایک دن میں نے اُس بوڑھی اماں جی سے پوچھا کہ اماں جی! کیا وجہ ہے کہ آپ مجھے اتنا پیار کرتی ہے؟ مجھے اتنا کھلاتی پلاتی ہے؟

یہ الفاظ کہنے تھے کہ اُس بڑھیا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور وہ بڑھیا رُو کر کہنے لگی:ایک میرا بیٹا بھی تھا جو بالکل تمہاری شکل وصورت کی مانند تھا۔بچے! جب کبھی تم میرے سامنے آتے ہو تو مجھے اپنا بیٹا یاد آ جاتا ہے۔میں تمہیں شربت پلاتی ہوں، میں تصور کرتی

ہوں کہ اپنے بیٹے کو پلا رہی ہوں، جب تمہیں کھانا کھلاتی ہوں، تو میں تصور کرتی ہوں کہ اپنے بیٹے کو کھلا رہی ہوں۔ تمہارے آنے سے مجھے بیٹے کی یاد آ جاتی ہے۔

میرے محترم دوستو!

اب ذرا سوچئے.....! اگر ایک ماں کو بیٹے سے مشابہت رکھنے والے بندے کو دیکھ کر اپنے بیٹے کی یاد آ جائے اور اس پر مہربان ہو جاتی ہے تو جب ہم اللہ تعالیٰ جل شانہ کے پیارے پیغمبر حضور اکرم ﷺ کی سنت زندگی کو اپنائیں گے تو اللہ تعالیٰ جل شانہ ہمیں دیکھ کر کتنے خوش ہو جائیں گے، اور کتنی مہربانی اور رحمتیں فرمائیں گے۔

(خطبات فقیر: ج 28: ص 134)

(23)

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور جادوگروں کا مقابلہ ہونا تھا، تو فرعون نے یہ کہا کہ اس مقابلے کو میں خود دیکھوں گا۔ ان کے ہاں دستور یہ تھا، رواج یہ تھی کہ جب بادشاہ مقابلہ دیکھنے کیلئے آتا تو فریقین ایک روایتی لباس جو اُن کا پروٹوکول ہوتا تھا وہ پہن کر آتے تھے۔

چنانچہ جب جادوگروں کے ساتھ مقابلہ تھا تو حکومت کے جو لوگ تھے انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بہت پریشر دینے کی کوشش کی کہ آپ جادوگروں کا لباس پہن کر آئیں، مگر وہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے نبی تھے وہ کیسے اس بات کو مان سکتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صاف کہہ دیا کہ میں نے جو جبہ پہنا ہوا ہے میں اس جبہ کے ساتھ ہی آؤں گا۔ اب فرعون کے وزراء سوچنے بیٹھ گئے کہ کیا کریں؟ تھک ہار کر ان کے ذہن میں خیال آیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تو بات نہیں مانتے، کیوں نہ ہم جادوگروں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسا لباس پہنا دیں، تاکہ فرعون کے سامنے ہماری عزت بچ جائے۔ چنانچہ انہوں

نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح جبے بنوائے اور جادوگروں کو پہنا دیئے کہ یہ دونوں فریقین ایک لباس میں تو ہوں گے۔

اب جب مقابلہ ہوا تو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کامیاب فرمادیا مگر اس کے ساتھ جادوگروں نے بھی کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔فرعون بڑا غضبناک ہوا،اس نے کہا کہ ایک طرف کا ہاتھ کاٹوں گا اور دوسری طرف کی ٹانگ کاٹوں گا، بازو اور ٹانگ تا کہ ان بیلنس رہے،تم کھڑے بھی نہ ہوسکو۔اب وہ ایمان کی حلاوت دیکھ چکے تھے، چنانچہ انہوں نے کہا: فاقض ماانت قاض: جو کرسکتا ہے تُو ،وہ کرگزر۔

جب انہوں نے اتنی قربانی دی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بڑا تعجب ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر گئے اور اللہ رب العزت کی خدمت میں عرض کیا کہ یا اللہ! آپ نے تو مجھے نام لے کر فرعون کے پاس بھیجا تھا:اذھب الی فرعون انہ طغی: جاؤ فرعون کے پاس کہ وہ باغی بن گیا۔تو نام لے کر اس کی طرف بھیجا،اور فرعون کو تو ہدایت نہیں ملی،اور جادوگروں کو ہدایت مل گئی۔اللہ رب العزت نے فرمایا:اے میرے پیارے کلیم! میں نے تمہیں فرعون کی طرف بھیجا تھا،لیکن جب میں ہدایت کا فیصلہ کرنے لگا تو میری رحمت نے اس بات کو پسند کیا کہ پہلے ہدایت ان کو دوں جن کو میرے کلیم کے ساتھ ظاہری مشابہت ہوگئی تھی۔

میرے محترم قارئین کرام!

اگر جادوگر مجبور ہو کر ایک نبی علیہ السلام کی مشابہت پا لیتے ہیں تو وہ انعام کے حقدار بن جاتے ہیں،اگر اُمت محمد ﷺ کا کوئی اُمتی حضور اکرم ﷺ کی محبت میں ڈوب کر حضور اکرم ﷺ سے مشابہت پانے کی کوشش کرے گا تو اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف سے اسے کتنا انعام ملے گا۔(خطبات فقیر:ج 28:ص 132)

(24)

ایک شخص بہت مکار تھا، لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے بزرگوں کی صورت اختیار کر کے بیٹھ گیا۔

وہ شخص فنِ تصوف حاصل کر کے شیخ بن کر بیٹھ گیا اور لوگوں کو اَوراد، اذکار، اشغال اور مراقبات وغیرہ تلقین کرنے لگا، لوگوں کا بہت زیادہ رجوع ہونے لگا اور بہت سے لوگ تائب ہو کر اولیاء اللہ بن گئے۔

ایک دن اُن اولیاء اللہ کو خیال آیا کہ چلیں آج مکاشفہ میں اپنے حضرت کا مقام دیکھتے ہیں۔ سب مل کر متوجہ ہوئے مگر حضرت والا کا کہیں بھی کوئی مقام نظر نہ آیا، بہت حیران ہوئے اور سوچا کہ خود حضرت ہی سے ان کا مقام پوچھتے ہیں۔ حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہم سب نے مل کر حضرت کے مقام کو تلاش کرنے کی کوشش کی مگر کہیں بھی آپ کا مقام نظر نہیں آیا۔ آپ خود ہی ہمیں اپنا مقام بتا دیں۔

اس کا جواب تو بہت آسان تھا یوں کہہ سکتے تھے کہ: تم تو ابھی پیدا ہوئے اور میرا مقام تلاش کرنے لگ گئے، میرا مقام تو بہت بلند ہے، بیسیوں سال تم مجاہدہ کرتے رہو پھر کہیں جا کر میرے مقام کا شاید ہی پتہ چلے، کس کام میں لگ گئے ہو، چلو اپنا کام کرو۔

مگر اہل اللہ کی صورت بنانے اور ذکر اللہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ جل شانہ کی رحمت ان کی طرف متوجہ ہوئی۔ صاف کہہ دیا:

سچی بات یہ ہے کہ میرے اندر کچھ بھی نہیں، مکار ہوں، مال وجاہ کی ہوس سے اولیاء اللہ کا روپ دھار رکھا ہے۔

اُن اولیاء اللہ نے کہا چلو سب مل کر دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ! ان کا ہم پر بہت احسان ہے، ان کے بتائے ہوئے نسخوں سے ہمارے گناہ چھوٹے، تیری محبت اور تیرا تعلق

نصیب ہوا، یا اللہ! انہیں بھی اولیاء اللہ کی فہرست میں داخل فرما۔

اُن بزرگوں کی دعا قبول ہوگئی اور اللہ تعالیٰ جل شانہ نے انہیں بھی ولی اللہ بنادیا، اور اپنے تعلق، قرب اور محبت سے نوازا۔

میرے محترم قارئین کرام!

ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی دستگیری کیوں ہوئی ؟اس لئے کہ انہوں نے اللہ والوں کی، اللہ تعالیٰ جل شانہ کے محبوب بندوں کی صورت اختیار کی ہوئی تھی، اگرچہ دنیا حاصل کرنے کے لئے یہ صورت بنائی تھی مگر اللہ تعالیٰ جل شانہ کو اس کا یہ عمل پسند آیا کہ انہیں بھی اپنے محبوب ومقرب بندوں کی فہرست میں داخل فرمالیا۔

غور کرنے کا مقام:

دنیا حاصل کرنے کے لئے اولیاء اللہ کی نقل اُتارنے والے کو جب اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنا محبوب بنالیتے ہیں اور اس کے ساتھ ان کی دستگیری ہوتی ہے تو جو کوئی خالص اللہ تعالیٰ جل شانہ کے لئے اپنے پیاری نبی کریم ﷺ اور اہل اللہ کی نقل اُتارے گا اور ان کی شکل وصورت اختیار کرے گا، کیا اللہ تعالیٰ جل شانہ اسے محروم چھوڑ دیں گے؟ اپنا محبوب نہیں بنائیں گے؟ اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی دستگیری نہیں ہوگی؟

(احسن الفتاوی:ج9:ص120)

سنتوں سے اعراض کرنے پر وعیدیں

(1)

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے ان چھ پر لعنت کی ہے اور اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ان پر لعنت فرمائی ہے، اور ہر نبی کی دعا مقبول ہوتی ہے (لہذا میری لعنت مقبول ہے)۔

1.....خدا تعالیٰ جل شانہ کی کتاب پر زیادتی کرنے والا۔

2.....خدا تعالیٰ جل شانہ کی تقدیر کو جھٹلانے والا۔

3..... ہماری اُمت پر مسلط ہو کر ظلم کرنے والا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے معزز بندوں کو ذلیل کرے اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ذلیل بندوں کو عزت دے۔

4.....اللہ تعالیٰ جل شانہ کے حرام کو حلال کرنے والا۔

5.....میرے اہل بیت کی بے حرمتی کرنے والا جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا۔

6.....سنتوں کو ترک کرنے والا۔

فائدہ: ترکِ سنت کی وعید پر یہ حدیث بہت اہم اور رونگٹے کھڑے کر دینے والی ہے۔کہ آپ ﷺ نے اور خدا تعالیٰ جل شانہ نے جن چھ افراد پر لعنت فرمائی ہے ان میں ایک آپ ﷺ کی سنتوں کا تارک، سنتوں کی رعایت نہ کرنے والا، اپنی زندگی اور اپنے رہن سہن کے اسلامی اُمور میں سنتوں سے غفلت اور سستی کرنے والا بھی ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا محرومی ہوگی؟ (شمائل کبریٰ: ج 1: ص 215)

(2)

حضرت عمران بن حصینؓ فرماتے کہ قرآن کریم (کے احکام) کو خدائے پاک نے اُتارا۔ سنتوں کو نبی پاک ﷺ نے متعین کیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا میری اتباع کرو۔ خدا کی قسم! اگر تم میری اتباع نہ کرو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ (شمائل کبریٰ: ج 1: ص 214)

(3)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری سنت سے اعراض کیا (یعنی چھوڑ دیا اور غفلت برتی تو وہ) ہم میں سے نہیں۔

(شمائل کبریٰ: ج 1: ص 214)

(4)

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ: جس نے سنت کو ہلکا سمجھا اور اس کے ادا کرنے میں سستی کی تو اس کو فرائض سے محرومی کی سزا ملے گی۔ مطلب یہ ہے کہ اس کے فرائض چھوٹنے لگیں گے۔ انجامِ کار کبائر کا مرتکب ہوگا۔

(شمائل کبریٰ: ج 1: ص 23)

(5)

جان بوجھ کر رسول اللہ ﷺ کی سنت چھوڑنا بہت بُرا عمل ہے۔

(فتاویٰ ندوۃ العلماء: ص 121)

(6)

حضرت ابراہیم بن ادہمؒ سے کسی نے دریافت کیا کہ حق تعالیٰ جل شانہ نے قرآن کریم میں دعا قبول فرمانے کا وعدہ کیا ہے، فرمایا: ادعونی استجب لکم: مگر ہم بعض کاموں کے لئے زمانہ دراز سے دعا کر رہے ہیں، قبول نہیں ہوتی، اس کا کیا سبب

ہے؟ آپؒ نے فرمایا کہ:تمہارے قلوب مر چکے ہیں،اور مُردہ دل کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ اور موتِ قلوب کے دس سبب ہیں۔اُن میں سے ایک سبب یہ ہے کہ تم نے حضور اکرم ﷺ کی محبت کا دعویٰ تو کیا،مگر حضور اکرم ﷺ کی سنت کو چھوڑ بیٹھے۔یعنی موتِ قلب کا سبب ترکِ سنت ہے۔(جواھر الفقه:ج 1:ص 473)

(7)

حضرت ابومحمد عبداللہ بن منازلؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص سنن کی اضاعت میں مبتلا ہوتا ہے،وہ بہت جلد بدعات میں مبتلا ہوجاتا ہے۔(جواھر الفقه:ج 1:ص 486)

(8)

ایک شاعر تھے،انہوں نے فارسی زبان میں نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں کچھ اشعار لکھے،جو بہت بہترین اشعار تھے۔ایران کے ایک سنی مسلمان بزرگ نے جب وہ اشعار پڑھے تو ان کو بڑے اچھے لگے۔انہوں نے ارادہ کیا کہ میں جاکر اس شاعر کی زیارت کروں۔چنانچہ وہ ایران سے روانہ ہوکر اُس شاعر کے علاقہ میں پہنچ گئے،لوگوں سے پوچھتے پوچھتے اُس شاعر کا پتہ چلا،جب وہ ملنے کے لئے آئے تو دیکھا کہ وہ شاعر ایک حجام کی دوکان میں بیٹھے ہوئے داڑھی کٹوا رہے تھے۔اب یہ بزرگ تو اس کے بارے میں کچھ اور ہی تصور لے کر آئے تھے،کہ کتنا نیک اور صالح انسان ہوگا،لیکن جب اس بزرگ نے اس کی یہ حالت دیکھی تو شاعر کو مخاطب کرکے فرمایا:ریش می تراشی: تم داڑھی منڈوا رہے ہو؟

اس پر شاعر نے جواب دیا:ریش می تراشم بلے دلِ کسے نہ می خراشم :میں ریش تر شوا رہا ہوں کسی بندے کا دل تو نہیں دکھا رہا۔

بزرگ نے کہا:نہیں،میرے دوست!:بلے دلِ رسول ﷺ می خراشی:

تم حضور اکرم ﷺ کے دل کو تکلیف پہنچا رہے ہو۔

جب بزرگ نے یہ بات کی تو شاعر کے دل پر چوٹ پڑی، ان کے اوپر عجیب کیفیت طاری ہوگئی۔ اس نے سچی توبہ کر کے کہا:

جزاك اللّٰه كه چشم باز كردى　　　مرا باجانِ جاں ہمراز كردى

تجھے اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے تُو نے میری آنکھوں کو کھول دیا۔ تُو نے میرے جان جاں سے ہم راز بنا دیا۔

اسی طرح ایک اور بزرگ تھے جو روزانہ ایک لاکھ مرتبہ درود شریف پڑھ کر حضور اکرم ﷺ کو ہدیہ بھیجتے تھے، یہ ان کا معمول تھا۔ ایک رات ان کو حضور اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی، انہوں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے نبی ﷺ سامنے ہیں مگر آپ ﷺ کے سینے مبارک پر کچھ زخم کے نشانات ہیں۔ میں حیران و پریشان ہوا، میں نے پوچھا، اے اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی ﷺ! یہ آپ ﷺ کے سینہ مبارک پر نشان کیسے؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے اُمت کے کچھ لوگ میری سنتوں کو توڑتے ہیں، میرے سینے پر زخم لگاتے ہیں اور مجھے دُکھ پہنچاتے ہیں، میری سنت کو توڑ کر میرے سینے کو زخم لگاتے ہیں۔

آپ سوچیے تو سہی! طالب علم ہو، قرآن پڑھنے اور پڑھانے والا ہو، حدیث پڑھنے اور پڑھانے والا ہو، اور پھر سنت کو نظر انداز کر دے تو اللہ تعالیٰ جل شانہ کے پیارے حبیب ﷺ کے دل پر کیا گزرتی ہوگی۔

میرے محترم قارئین کرام!

سنت کے ٹوٹنے سے اللہ تعالیٰ جل شانہ کے پیارے حبیب ﷺ کو تکلیف ہوتی ہے۔ اگر ہم سنت کے خلاف کام کریں گے تو اللہ تعالیٰ جل شانہ کے نبی ﷺ کو تکلیف پہنچائیں گے۔ (خطبات فقیر: ج28: ص142)

(9)

میرے محترم مسلمانو! اگر نبی کریم ﷺ نے یہ سوال کر دیا کہ بتاؤ میرے اُمتیو! میں عرفات میں رُویا، اپنی بیویوں کیلئے نہیں، اپنے بچوں کیلئے نہیں، اپنی امت کیلئے رُویا، مزدلفہ میں اُمت کیلئے رویا، حطیم میں امت کیلئے رویا، میں غلافِ کعبہ کو پکڑ کر اُمت کیلئے رویا، میں اتنی لمبی اللہ تعالیٰ جل شانہ کی عبادت کرتا تھا کہ میرے پاؤں پر ورم آجاتا تھا، پھر اس کے بعد میں دعائیں مانگتا تھا، میری ریش تر ہو جاتی تھی، میں امت کیلئے رویا، میرے امتیو! تم نے میرے ان آنسوؤں کی کیا قدر کی؟ تم اپنے ہاتھوں سے میری سنتوں کو توڑ دیتے تھے۔

جب تمہارے گھروں میں شادی کا موقع آتا تھا تو تم آپس میں مشورے کرتے تھے کہ فلاں چچا ناراض ہے، اس کی بھی منت کر کے منالیا جائے، فلاں خالہ ناراض ہے، اس کو بھی منالیا جائے، فلاں رشتہ دار خفا ہے، اس کو بھی منالیا جائے، تم سب کو مناتے تھے حتیٰ کہ گھر کا ڈرائیور ناراض ہوتا اس کو بھی منالیتے، گھر کا نوکر ناراض ہوتا، اس کو بھی منالیتے، گھر کی ماسی ناراض ہوتی، اس سے بھی معافی مانگ کے منالیتے تھے کہ شادی کا موقع ہے سب کو منالو۔ تم سب کو مناتے تھے لیکن جب شادی کا وقت آتا تھا تو میری سنتوں کو گھر سے نکال دیتے تھے، کاش! تم نے مجھے بھی منالیا ہوتا، گھر کے خادموں کی طرح تم نے میرا اتنا بھی خیال نہ رکھا۔

اب کل قیامت کے دن حضور اکرم ﷺ نے پوچھ لیا کہ تمہارے گھر میں ایک روپے کا بلب بچہ توڑ دیتا تھا، ماں تھپڑ لگا دیتی تھی لیکن میری سنت کو چھوڑ دیتا تھا کوئی بھی نہیں پوچھتا تھا، تم نے میری سنت کی قدر ایک روپے کے برابر بھی نہ کی، آج میں تمہاری شفاعت کیسے کروں؟ سوچو تو سہی! پھر ہمارا کیا بنے گا؟ ہمیں واقعی آج اس کا احساس کرنا چاہئے اور

اپنے ہر عمل کو سنت کے مطابق کرنا چاہئے۔

قیامت کے دن اگر حضورا کرم ﷺ نے پوچھ لیا کہ میرے امتیو! تم نے میری سنت کا کتنا غم کھایا؟ میری سنتوں پر کتنا عمل کیا؟ بتائیں ہم اُس وقت کیا جواب دیں گے؟

کہنے والے نے کہا:

کسی غم گسار کی محنتوں کا عجیب میں نے صلہ دیا
جسے میرے غم نے گھلا دیا اسے میں نے جی سے بھلا دیا

حضورا کرم ﷺ ہمارے غم میں گھل جاتے تھے، آج ہم ان کو بھول جاتے ہیں، ہمیں نہ کھاتے ہوئے سنتیں یاد ہوتی ہیں، نہ پیتے ہوئے سنتیں یاد ہوتی ہیں، نہ سوتے ہوئے سنتیں یاد ہوتی ہیں، نہ جاگتے ہوئے سنتیں یاد ہوتی ہیں، نہ لباس میں سنتیں یاد ہوتی ہیں، نہ بال رکھنے میں سنتیں یاد ہوتی ہیں، بلکہ فیشنوں کے دل دادہ اور کفار اور فرنگیوں کے طریقوں کو اپنانے کے لئے خوش ہوتے ہیں۔

میرے محترم قارئین کرام!

جب ہماری یہ حالت ہوگی تو قیامت کے دن ہم حضورا کرم ﷺ کو کیا جواب دیں گے؟ آج وقت ہے نبی کریم ﷺ سے وفا دکھانے کا، ان کی شفاعت کا سہارا ہے، اگر قیامت کے دن حضورا کرم ﷺ نے کہہ دیا: یارب! انّ قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا: تو پھر ہمارا کیا بنے گا؟

لہذا ہر مسلمان پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ حضورا کرم ﷺ کی سنت کو اپنے سینے سے لگالیں، آپ ﷺ کے طریقوں پر عمل پیرا ہو، تا کہ اگر ملک الموت آئے، اور ہمارے اعضا کو ٹٹولے سنت نبوی ﷺ سے مزین نظر آئیں، ہمارے دلوں کو ٹٹولے عشق نبوی ﷺ سے بھرا نظر آئے، اور ہم کل قیامت کے دن محبوب ﷺ کے سامنے حاضر ہوں تو

اللہ تعالیٰ جل شانہ کے پیارے نبی ﷺ خوش ہوں اور مسکرا کر دیکھیں، ہاں میری سنت کا شیدائی، میری طریقوں کو اپنانے والا، میرے نقش قدم پر چلنے والا، آج آ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے حبیب ﷺ اپنے ہاتھوں سے حوضِ کوثر کا پانی پلائیں گے۔

(خطبات فقیر: ج28: ص145)

(10)

مصر کے علاقہ میں قلعہ بولس فتح نہیں ہو رہا تھا، حضرت عمرو بن عاصؓ نے سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ کو خط لکھا کہ: اے امیر المؤمنین! دو مہینے ہو گئے ہیں محاصرہ کئے ہوئے ہیں اور آٹھ ہزار فوج میرے پاس ہے، ہمیں فوج کی امداد بھیجو اور دعا بھی کرو اور طریقہ بھی بتلاؤ۔ سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ خط پڑھ کر رُونے پڑھے۔ ساتھیوں نے پوچھا: حضرت خط کہاں سے آیا ہے؟ سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا: مصر سے۔ ساتھی سمجھے کہ شاید سارے ساتھی شہید ہو گئے ہیں۔ سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا: نہیں۔ ساتھیوں نے پوچھا: کیا حضرت عمرو بن عاصؓ شہید ہو گئے ہیں؟ سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا: نہیں۔ ساتھیوں نے پوچھا: حضرت! کیا فلاں ساتھی شہید ہو گئے ہیں؟ سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا نہیں۔ ساتھیوں نے پوچھا: حضرت! پھر آپ روتے کیوں ہیں؟ سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا: دو ماہ ہو چکے ہیں قلعے کا محاصرہ کئے ہوئے اور قلعہ فتح نہیں ہو رہا، میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ: قَدْ تَرَكُوا سُنَّةً مِنْ سُنَنِ النَّبِيِّ ﷺ: کہ آنحضرت ﷺ کی کوئی سنت رہ گئی ہے جس کی وجہ سے قلعہ فتح نہیں ہو رہا۔

سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ نباض تھے، سمجھ گئے کہ کمی کیا ہوئی ہے۔ فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کی کوئی سنت رہ گئی ہے، اور بات بھی یہی تھی کہ ساتھیوں نے مسواک کی سنت کو چھوڑ دیا تھا، اور جب سنت پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فتح عطا فرما دی۔

(ذخیرۃ الجنان فی فھم القرآن:ج15:ص329)

(11)

حضرت عبداللہ بن مبارک مروزیؒ نے اپنی زندگی کے تین حصے کئے تھے،ایک سال حج کو جاتے،ایک سال غزوہ میں تشریف لے جاتے اور ایک سال علم کا درس دیتے۔

ایک مرتبہ ایک غزوہ میں تشریف لے گئے وہاں کفار کا قلعہ فتح نہیں ہو رہا تھا تو آپؒ رات کو اس فکر میں سو گئے،خواب میں دیکھا حضور اقدس ﷺ فرما رہے ہیں اے عبداللہ! کس فکر میں ہو؟ عرض کیا:یا رسول اللہ ﷺ! کفار کے اس قلعہ پر قادر نہیں ہوتا ہوں، اس فکر میں ہوں۔حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:وضو مسواک کے ساتھ کیا کرو(تم لوگوں سے یہ سنت چھوٹ گئی ہے جس کی نحوست سے کفار پر غالب نہیں آ رہے ہو)۔حضرت عبداللہ بن مبارکؒ خواب سے بیدار ہوئے،مسواک کے ساتھ وضو کیا اور نمازیوں کو بھی حکم دیا انہوں نے بھی مسواک کے ساتھ وضو کیا۔

قلعہ کے نگہبانوں نے اُوپر سے نمازیوں کو مسواک کرتے دیکھا،اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ایک خوف ان کے دلوں میں ڈالا(کہ یہ اپنے دانتوں کو درختوں کے ٹہنیوں سے تیز کر رہے ہیں)وہ نیچے گئے اور قلعہ کے سرداروں سے کہا کہ یہ فوج جو آئی ہے آدم خور معلوم ہوتی ہے،دانتوں کو تیز کر رہے ہیں تاکہ ہم پر فتح پائیں تو ہمیں کھائیں۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے یہ دہشت اُن کے دلوں میں بٹھا دی،اور مسلمانوں کے پاس قاصد بھیجا کہ تم مال چاہتے ہو یا جان؟ عبداللہ بن مبارکؒ نے فرمایا:نہ مال چاہتے ہیں نہ جان۔تم سب اسلام قبول کرلو،چھٹکارہ پاؤ۔اس سنت کے ادا کرنے کی برکت سے وہ سب مسلمان ہو گئے۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص475)

قبولیتِ عمل کیلئے ایک ضروری شرط یہ بھی ہے کہ وہ نیک عمل سنت کے مطابق ہو

1.....حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ کوئی قول وعمل اور نیت ٹھیک نہیں ہوتی جب تک رسول اللہ ﷺ کے سنت طریقے کے مطابق نہ ہو۔
(فتاوی رحیمیہ: ج 6: ص 60)

2.....حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا بغیر اخلاص اور سنت کی موافقت کے۔(فتاوی رحیمیہ: ج 6: ص 60)

3.....شیخ عبدالقادر جیلانی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ: کوئی عمل اُس وقت تک قبول نہیں جب تک اس میں اخلاص نہ ہو اور وہ سنت کے موافق نہ ہو۔
(فتاوی رحیمیہ: ج 2: ص 73)

4.....حضرت احمد بن ابی الحواریؒ فرماتے ہیں کہ: جو بھی عمل اتباعِ سنت کے بغیر کیا جائے گا وہ باطل ہے۔(فتاوی رحیمیہ: ج 2: ص 73)

5.....اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ایک فرشتہ ہے، ہر روز پکارتا ہے کہ جو کوئی سنت کے

خلاف کرے گا تو اس کو آنحضرت ﷺ کی شفاعت حاصل نہ ہوگی۔

(فتاوی رحیمیہ:ج2:ص138)

6....حضرت فضیل بن عیاضؒ آیت کریمہ: لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا: کی تفسیر کرتے تھے: یعنی جو عمل خالص اللہ تعالیٰ جل شانہ کے لئے ہو مگر سنت کے مطابق نہ ہو تو وہ مقبول نہیں ہے، اسی طرح جو عمل سنت کے مطابق ہو مگر خالص اللہ تعالیٰ جل شانہ کے لئے نہ ہو وہ بھی مقبول نہیں ہوتا۔ عمل وہی مقبول ہوتا ہے جو خالص اللہ تعالیٰ جل شانہ کے لئے ہو اور سنت کے مطابق بھی ہو۔(فتاوی رحیمیہ:ج6:ص60)

7....حضرت ابو محمد بن عبدالوہاب ثقفی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ صرف وہی اعمال قبول فرماتے ہیں جو صواب (یعنی سنت کے مطابق) اور درست ہوں، اور صواب اور درست میں بھی صرف وہی اعمال مقبول ہیں جو خالص (اس کے لئے) ہوں، اور خالص میں سے بھی وہی مقبول ہیں جو سنت کے مطابق ہوں۔

(جواھر الفقہ:ج1:ص479)

8....حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ: حضور ﷺ کی اقتداء کے بغیر کوئی شخص ہرگز: تقرب الی اللّٰہ: حاصل نہیں کرسکتا، اور جو شخص حضور اکرم ﷺ کی اقتداء کے بغیر: تقرب الی اللّٰہ: کا دعویٰ کرے وہ کاذب ہے۔(جواھر الفقہ:ج1:ص482)

9....حضرت احمد بن ابی الحواریؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص کوئی عمل بغیر اتباعِ سنت کے کرتا ہے، اس کا عمل باطل ہے۔(جواھر الفقہ:ج1:ص481)

10....قاضی ثناء اللہ پانی پتی صاحبؒ: ارشاد الطالبین: میں ایک حدیث نقل فرماتے ہیں: ان القول لایقبل مالم یعمل به وکلاھما لایقبل بدون المنیة والعمل والنیة لاتقبل مالم توافق السنة: قول وعمل، بلا صحیح نیت کے

مقبول نہیں ہوتے، اور قول وعمل اور نیت مقبول ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ سنت کے موافق ہو۔(فتاوی رحیمیہ:ج2:ص173)

11۔۔۔حضور اکرم ﷺ نے حُبِ رسول ﷺ اور حُبِ خدا کا معیار یہ فرمایا کہ تم میں سے کسی کا بھی ایمان قابل ذکر نہیں ہے جب تک یہ صورت نہ ہو کہ اس کی چاہ (اس کا جذبہ اور رجحانِ خاطر) اس کے تابع نہ ہو جائے جس کو میں لے کر آیا ہوں۔

(فتاوی رحیمیہ:ج6:ص209)

12۔۔۔حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ جس نے اسلام میں نئی بات ایجاد کی اور اسے بہتر سمجھا تو اس نے حضرت محمد ﷺ کو احکامِ خداوندی کی تبلیغ میں (معاذ اللہ) خیانت اور کمی کرنے والا ٹھہرایا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے: الیوم اکملت لکم دینکم: (آج میں نے دین مکمل کر دیا)۔ تو جو کام حضور اقدس ﷺ کے مبارک زمانہ میں دین میں داخل نہیں تھا (جس کو نہ خود آپ ﷺ نے کیا اور نہ کرنے کی ترغیب دی) وہ آج بھی دین میں شامل نہیں ہو سکتا۔

الغرض کوئی بھی انفرادی یا اجتماعی کام جس طرح حضور اکرم ﷺ نے کیا ہے اسی طرح کرنا، اطاعت اور فرمان برداری ہے، اور جس قدر مشابہت بڑھتی رہے گی اس کام کی فضیلت بڑھتی رہے گی اور اس میں کمال پیدا ہوتا رہے گا اور جتنا وہ مشابہت ہونے سے ہٹتا رہے گا ناقص ہوتا رہے گا اور بالکل ہٹا ہوا ہو گا تو بدعت وضلالت ہو گا۔

(فتاوی رحیمیہ:ج6:ص62)

13۔۔۔حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ فرماتے ہیں کہ: ہر وہ کام جس کے متعلق حضور اقدس ﷺ کی طرف سے ترغیب نہ ہو، اُس کی ترغیب، اور جس کا وقت مقرر نہ ہو، اُس کا وقت مقرر کر لینا حضور اقدس ﷺ کے خلاف ہے اور مخالفتِ سنت حرام ہے۔

(فتاوی رحیمیہ:ج6:ص63)

14۔۔۔حضرت امام غزالی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اگر تم کوئی کام حضور اقدس ﷺ کے کہنے کے بغیر کرو، اگر چہ وہ بشکل عبادت ہی ہو تو وہ عبادت نہیں بلکہ گناہ ہے۔

(فتاوی رحیمیہ:ج6:ص60)

15۔۔۔حضرت خواجہ محمد معصومؒ فرماتے ہیں کہ دنیا اور آخرت کی کامیابی حضور اقدس ﷺ کی اتباع پر موقوف ہے، جہنم سے نجات اور دخولِ جنت بسبب حضور اقدس ﷺ کی اطاعت پر موقوف ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ جل شانہ کی رضامندی حضور اقدس ﷺ کی پیروی کے ساتھ مشروط ہے۔ توبہ، زہد وتقویٰ، توکل وتحمل حضور اکرم ﷺ کے طریقہ کے بغیر مقبول نہیں ہے، ذکر وفکر، ذوق وشوق حضور اکرم ﷺ سے تعلق کے بغیر ناقابل اعتبار ہے۔ سنت نبوی ﷺ کی روشنی کے بغیر صراط مستقیم دشوار ہے اور راہِ نبوت اختیار کئے بغیر حصولِ نجات، محض خیال ہے۔(فتاوی رحیمیہ:ج6:ص60)

16۔۔۔حضرت امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ سنت طریقے پر اپنے آپ کو مضبوطی سے جمائے رکھو، جہاں قوم (جماعت صحابہؓ) ٹھہر گئی تم بھی ٹھہر جاؤ، جو اُن بزرگوں (صحابہ کرامؓ) نے فرمایا وہی تم بھی کہو، جس کے بیان سے یہ حضرات (صحابہ کرامؓ) رُک گئے تم بھی رُک جاؤ (عقل نہ چلاؤ) اور اپنے سلف صالحینؒ کے راستہ پر چلتے رہو۔

اسی لئے سورج گرہن کی نماز باجماعت پڑھی جاتی ہے کہ ثابت ہے اور چاند گرہن کی نماز الگ الگ پڑھی جاتی ہے کہ ثابت نہیں ہے۔

عیدالاضحیٰ کے روز عیدگاہ آتے جاتے زُور سے تکبیر پڑھتے ہیں کہ ثابت ہے اور عیدالفطر میں آہستہ آواز سے پڑھتے ہیں کہ زور سے ثابت نہیں ہے۔

جمعہ کی نماز کے لئے دو اذانیں اور ایک اقامت کہی جاتی ہے کہ ثابت ہے اور عید

کے لئے نہ اذان کہی جاتی ہے نہ اقامت کہ ثابت نہیں ہے۔

نماز وتر ہلال رمضان دیکھ کر با جماعت پڑھتے ہے کہ ثابت ہے اور عید الفطر کا چاند دیکھتے ہی الگ الگ پڑھنے لگ جاتے ہیں کہ جماعت ثابت نہیں ہے۔
(فتاوی رحیمیہ:ج6:ص61)

17۔۔۔امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ:کسی عبادت کو خاص کر لینا کسی وقت یا کسی جگہ کے ساتھ جس کے لئے نبی کریم ﷺ کی کوئی حدیث یا حکم نہیں ہے،ممنوع ہے،اور اس کو عقیدہ بنالینا حرام ہے۔(فتاوی رحیمیہ:ج6:ص63)

18۔۔۔حضرت ابن عباسؓ نے حضرت طاؤس کو عصر کے بعد نوافل پڑھتے دیکھ کر رُوکا اور فرمایا کہ یہ خلاف سنت ہے۔(فتاوی رحیمیہ:ج6:ص205)

19۔۔۔مشہور واقعہ ہے کہ سیدنا حضرت امیر معاویہؓ نے خانہ کعبہ کا طواف کیا۔تو آپؓ نے چاروں کوشوں کو بوسہ دیا۔حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا:صرف دو کوشوں یعنی حجر اسود اور اس کے جانب دوسرے کوشہ(رکن یمانی) کو حضور اکرم ﷺ نے بوسہ دیا تھا۔ حضرت معاویہؓ نے اُس وقت تو جذبہ میں فرمایا:اس باعظمت بیت کا کوئی حصہ قابلِ ترک نہیں(گویا ہر طرف بوسہ دینا چاہئے) مگر جب حضرت ابن عباسؓ نے قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی :لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ: یعنی تمہارے لئے اللہ تعالٰی کا رسول ﷺ بہترین نمونہ ہے۔تو اب حضرت معاویہؓ کا سر تسلیم خم تھا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا:بیشک آپ کی بات صحیح ہے،لیکن باعث اجر و ثواب اور باعث برکت وہی ہے جو حضور اکرم ﷺ سے ثابت ہے۔(فتاوی رحیمیہ:ج1:ص67)

20۔۔۔ایک طرف تو قرآن کریم کا یہ اعلان:الیوم اکملت لکم دینکم: یعنی میں نے آج تم پر اپنا دین مکمل کر دیا،دوسری طرف عبادات کے نئے نئے طریقے نکال

کر عملاً یہ دعویٰ کہ شریعت اسلام کی تکمیل آج ہورہی ہے۔کیا کوئی مسلمان جان کراس کوقبول کرسکتا ہے؟

اس لئے یقین کیجئے کہ عبادات کا جوطریقہ حضورا کرمﷺ اور صحابہ کرامؓ نے اختیارنہیں کیا،وہ دیکھنے میں کتناہی دلکش اور بہترنظر آئے،وہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اوراس کے رسولﷺ کے نزدیک اچھانہیں ۔اسی کوحضرت امام مالکؒ نے فرمایا:مالم یکن یومئذ دینا لایکون الیوم دینا:یعنی جوکام اُس زمانہ میں دین نہیں تھا،اُس کوآج بھی دین نہیں کہا جاسکتا۔

حضورا کرمﷺاور صحابہ کرامؓ نے ان طریقوں کو(معاذاللّٰہ)ناواقفیت کی بناءپر چھوڑا تھا،نہ سستی یاغفلت کی بناءپر بلکہ ان کوغلط اورمضر سمجھ کر چھوڑا تھا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں کہ:آج اگرکوئی شخص صبح کی نمازدوفرض کے بجائے چارفرض پڑھ لے یامغرب کے تین فرض کے بجائے چارفرض پڑھنے لگے، یاروزہ مغرب تک رکھنے کے بجائے عشاء کے بعدتک رکھے،توہرسمجھدارمسلمان اس کوبُرا اورغلط اورناجائز کہے گا۔حالانکہ اس غریب نے بظاہرتو کوئی گناہ کا کام نہیں کیا،کچھ تسبیحات (رکعات کی زیادتی کی صورت میں)زیادہ پڑھیں،کچھ اللہ تعالیٰ جل شانہ کانام زیادہ لیا۔ پھراس کوباتفاق بُرااورناجائز سمجھنا کیاصرف اسی لئےنہیں کہ اس نے حضورا کرمﷺ کے بتلائے ہوئے اورسکھائے ہوئے طریقہ عبادت پر زیادتی کرکے عبادت کی صورت بدل ڈالی،اوراایک طرح سے اس کادعویٰ کیا کہ شریعت کوحضورا کرمﷺ نے مکمل نہیں کیاتھا،اس نے کیاہے۔یا:معاذاللّٰہ: حضورا کرمﷺ نے ادائے امانت میں کوتاہی اورخیانت برتی ہے کہ یہ نئے اورمفیدطریقہائے عبادت لوگوں کونہیں بتلائے۔

حقیقت یہ ہے کہ عبادات شرعیہ میں اپنی طرف سے قیدوں،شرطوں کااضافہ

شریعت محمدیہ کی ترمیم اور تحریف ہے، اس لئے اس کو شدت کے ساتھ روکا گیا ہے۔
(جواھر الفقه: ج 1: ص 461)

21۔۔۔حضرت ابوحمزہ بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو حق کا راستہ معلوم ہوجاتا ہے، اس پر چلنا بھی سہل ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جل شانہ تک پہنچانے والے راستے کے لئے کوئی رہبر و رہنما بجز سنت رسول ﷺ کے احوال وافعال واقوال میں متابعت کے نہیں (یعنی احوال، اقوال اور افعال میں حضور ﷺ کی اتباع کرنے سے ہی اللہ تعالیٰ جل شانہ تک انسان پہنچ سکتا ہے، اس کے بغیر نہیں پہنچ سکتا) (جواھر الفقه: ج 1: ص 485)

22۔۔۔حضور اکرم ﷺ سے جو عمل جس طرح ثابت ہو، اسی طرح عمل کرنا یہی اصل اتباع ہے، اس کے خلاف طریقہ اختیار کرنا بظاہر وہ بڑا عمدہ ہی دکھائی دیتا ہو مگر وہ شریعت میں مذموم ہی ہوگا۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت براء بن عازبؓ کو ایک دعا سکھلائی جس میں: امنت بکتٰبک الذی انزلت ونبیک الذی ارسلت: کے الفاظ ہیں۔ حضرت براء بن عازبؓ نے از روئے تعظیم نبی کے بجائے رسول کا لفظ کہا، یعنی: نبیک الذی ارسلت: کے بجائے: رسولک الذی ارسلت: پڑھا تو حضور اکرم ﷺ نے فوراً ٹوکا۔ ان کے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا: یہ کہو: نبیک الذی ارسلت: یعنی لفظ نبی ہی پڑھنے کا حکم دیا جو زبان مبارک سے نکلا ہوا تھا۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: تم میں سے کسی کا بھی ایمان قابل ذکر نہیں جب تک کہ یہ صورت نہ ہو کہ اس کی چاہت (اس کا جذبہ اور رجحان خاطر) اس (شریعت) کے تابع نہ ہو جس کو لے کر میں آیا ہوں۔ (فتاوی رحیمیه: ج 2: ص 172)

23۔۔۔امام غزالی صاحبؒ اپنے ایک خصوصی شاگرد کو لکھتے ہیں کہ: تم کو سمجھ لینا

چاہئے کہ طاعت وعبادت کیا چیز ہے؟ سنو! حضور اکرم ﷺ کی فرماں برداری کا نام عبادت ہے قولاً وفعلاً، اوامر میں بھی نواہی میں بھی۔ اگر تم کوئی کام بدون حضور اکرم ﷺ کے کرو اگر چہ وہ بشکل عبادت ہی ہو تو وہ عبادت نہیں بلکہ گناہ ہے۔

دیکھو! نماز کیسی اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے مگر مکروہ اوقات میں یا غصب کردہ زمین میں نماز پڑھنا گناہ ہے، اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ کے خلاف ہے، اور لہو ولعب اچھی چیز نہیں مگر اپنی بی بی کے ساتھ لہو ولعب باعث اجر ہے، کیونکہ بحکم شارع علیہ الصلوۃ والسلام ہے۔

تو معلوم ہوگیا کہ عبادت کی حقیقت فرماں برداری ہے نہ کہ محض نماز، روزہ۔ کیونکہ نماز، روزہ بھی اسی وقت عبادت میں شمار ہوتا ہے جبکہ وہ حضور اکرم ﷺ کے حکم کے مطابق ہو۔

تو بیٹا! تمہارے احوال واقوال کو شریعت کے تابع ہونا چاہئے، اس لئے کہ کوئی علم وعمل بدون اجازت شارع علیہ السلام کی سراسر گمراہی اور اللہ تعالیٰ جل شانہ سے دُوری کا سبب ہے۔ (فتاوی رحیمیہ: ج2: ص181)

24.... اللہ تعالیٰ جل شانہ کے نزدیک عمل کے مقبول ہونے کی دو شرطیں ہیں۔ ایک یہ کہ اخلاص کے ساتھ ہو اور دوسرا یہ کہ وہ عمل سنت کے مطابق ہو۔ ارشاد خداوندی ہیں: ومن احسن دینا ممّن اسلم وجهه لله وهو محسن: یعنی اُس شخص سے بہتر کسی کا طریقہ نہیں ہوسکتا جس میں دو باتیں پائی جائیں۔ ایک: اسلم وجهه: اپنی ذات کو اللہ تعالیٰ جل شانہ کے سپرد کردے، ریاکاری، دنیا سازی، شہرت اور ناموری کے لئے نہیں بلکہ اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ جل شانہ کو راضی کرنے کیلئے عمل کرے۔ دوسرے: وهو محسن: یعنی وہ عمل بھی درست طریقہ پر کرے۔

امام ابن کثیرؒ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ درست طریقہ پر عمل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس عمل کا خودساختہ طرز نہ ہو بلکہ شریعت مطہرہ کے بتلائے ہوئے طریقہ پر ہو، اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیم کے مطابق ہو۔

امام رازیؒ: لیبلوکم ایکم احسن عملا: کی تفسیر میں فرماتے ہیں: احسن عملا: سے مراد عمل مقبول ہے، اور عمل مقبول وہ ہے جو خالص ہو اور صواب ہو۔ اگر عمل خالص ہے مگر صواب نہیں تو وہ مقبول نہیں ہے، اسی طرح صواب ہے مگر خالص نہیں تو وہ عمل بھی مقبول نہیں۔ عمل خالص وہ جو محض اللہ تعالیٰ جل شانہ کی خوشنودی کے لئے کیا جائے اور صواب وہ ہے جو سنت کے مطابق ہو۔ (فتاوی رحیمیہ: ج2: ص182)

25۔۔۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ تین صحابہؓ حضور اکرم ﷺ کی عبادت کا حال معلوم کرنے کے لئے ازواج مطہراتؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ کی عبادت کا حال معلوم کر کے کہنے لگے کہ کہاں ہم اور کہاں حضور اکرم ﷺ۔ آپ ﷺ تو وہ ہیں کہ آپ ﷺ کی اگلی پچھلی تمام خطائیں معاف کر دی گئیں (یعنی حضور اکرم ﷺ تو گناہوں سے بالکل معصوم ہے، لہذا آپ ﷺ کو زیادہ عبادت کی ضرورت نہیں)۔

ان میں سے ایک صحابیؓ نے کہا کہ میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے صحابیؓ نے کہا کہ میں ہمیشہ روزے رکھوں گا، کبھی ترک نہ کروں گا۔ تیسرے صحابیؓ نے کہا کہ میں کبھی شادی نہیں کروں گا (آزاد رہ کر خوب عبادت کروں گا)۔ حضور اکرم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا تم ایسا ایسا کہتے تھے؟ سن لو! خدا کی قسم میں تم سے زیادہ متقی ہوں، اس کے باوجود روزے بھی رکھتا ہوں اور نہیں بھی رکھتا، تہجد بھی پڑھتا ہوں آرام بھی کرتا ہوں، نکاح بھی کرتا ہوں (یہ میرا طریقہ ہے) جس نے میرا طریقہ چھوڑا وہ میرا نہیں ہے۔

مذکورہ حدیث شریف میں غور کیجئے!

ایک صحابیؓ نماز کے متعلق عرض کرتے ہیں کہ میں پوری رات نماز پڑھتا رہوں گا، دوسرا صحابیؓ عہد کرتا ہے کہ میں پوری عمر روزہ رکھوں گا، تیسرا صحابیؓ عہد کرتا ہے کہ میں عورتوں سے الگ تھلگ رہ کر عبادت میں مشغول ہوں گا۔ بتلائیں! ظاہراً ان چیزوں میں کیا کوئی خرابی اور قباحت ہے؟ مگر حضور اقدس ﷺ نے اسے پسند نہیں فرمایا۔ دراصل اس میں قباحت یہی تھی کہ یہ حضور اقدس ﷺ کے طریقہ اور منشاء کے خلاف تھا، اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اُن حضرات صحابہ کرامؓ کو تنبیہ فرمائی۔

(فتاوی رحیمیہ:ج2:ص170)

26.....اگر درزی کے پاس آپ کپڑے لے جائیں اور آپ کہیں کہ اس سائز کے مطابق میرے کپڑے بنادیں۔ کچھ دنوں کے بعد جب آپ کپڑے لینے گئے تو آپ نے دیکھا کہ درزی نے آپ کے جو کپڑے بنائے ہے اس کا سائز مختلف ہے، گلا مختلف ہے، آستین مختلف ہے، وغیرہ وغیرہ۔ تو کیا آپ وہ کپڑے قبول کریں گے؟ بالکل قبول نہیں کریں گے، آپ کہیں گے کہ آپ نے میرا کپڑا ضائع کردیا ہے۔

اگر ہم ایک انچ کا فرق برداشت نہیں کرسکتے تو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے بھی اپنے پیارے حبیب ﷺ کو نمونہ بنا کر بھیجا ہے، اور قرآن کریم میں اعلان فرمادیا: لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ: تمہارے لئے حضور اکرم ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔ اب اگر ہم اس نمونے کی پیروی نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ہاں کیسے قبول کی جائے گی؟ (خطبات فقیر:ج28:ص123)

27.....ہم نے دیکھا کہ شہروں سے باہر سلاٹر ہاؤس بنے ہوتے ہیں، جہاں جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے۔ وہاں گورنمنٹ کا ایک آدمی متعین ہوتا ہے، جو جانور صحیح

طریقے سے ذبح ہوتا ہے وہ اس گوشت کے اوپر مہر لگا دیتا ہے،اور جب دوکاندار یہ جانور لے کر شہر کی طرف جاتے ہیں تو شہر میں پولیس کے بندے موجود ہوتے ہیں،وہ چیک کرتے ہیں کہ دکھاؤ مہر لگی ہے یا نہیں۔اگر مہر لگی ہو تو جانے دیتے ہیں،مہر نہ لگی ہو تو کہتے ہیں کہ کیا پتہ کوئی مردہ جانور کی کھال اُتار کر لا رہا ہوں کھلانے کے لئے،وہ اس کو روک دیتے ہیں۔

جس طرح دنیا کی حکومت مہر لگے جانور کو اندر جانے دیتے ہیں،قبول کرتے ہیں،قیامت کے اللہ تعالیٰ جل شانہ کا یہی معاملہ ہوگا۔جس بندے کے جس جس عمل پر سنت کی مہر لگی ہوگی اسے قبول کیا جائے گا اور جو سنت کی مہر سے خالی ہوگا اسے رد کر دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے تک آنے کے تمام راستوں کو بند کر دیا سوائے اُس راستے کے جس پر نبی کریم ﷺ چلے،انہیں نقش قدم پر جو چلے گا وہ اللہ تعالیٰ جل شانہ تک پہنچے گا۔(خطبات فقیر: ج28:ص124)

28.....عام طور پر دیکھا ہے کہ جب انسان نماز پڑھتا ہے تو ایک امام ہوتا ہے، باقی مقتدی ہوتے ہیں۔امام جو کرتا ہے مقتدیوں کو کرنا پڑتا ہے۔امام نے قیام کیا،مقتدی بھی قیام کرے گا،امام نے رکوع کیا،مقتدی بھی رکوع کرے گا،امام:التحیات:میں بیٹھا تو مقتدی بھی:التحیات: میں بیٹھے گا، جو امام کرے وہی مقتدی کو کرنا ضروری ہوتا ہے،تب اس کی نماز مکمل ہوتی ہے۔اگر وہ امام کی پیروی نہ کرے،اقتداء نہ کرے تو اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔امام رکوع کر رہا ہے اور مقتدی سجدہ کر رہا ہے تو اس کی نماز ہی نہیں ہوگی۔ امام کی اقتدا ضروری ہے۔

زندگی گزارنے کے امام نبی کریم ﷺ ہے:

حضور اکرم ﷺ پوری زندگی گزارنے کے امام ہیں،ہماری زندگی ایک نماز کی

طرح ہے اور حضور اکرم ﷺ اس کے امام ہیں۔ہم مقتدی جس کام کو حضور اکرم ﷺ نے جس طریقے سے کیا اسی طریقے پر کریں گے تو اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ہاں قبول ہوگی اور اگر اپنی مرضی کے مطابق کریں گے تو اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ہاں یہ قبول نہیں ہوگی۔

(خطبات فقیر: ج 28: ص 122)

29.....ایک مرتبہ حضرت ابو یزید بسطامیؒ کے علاقے میں ایک بزرگ تشریف لائے، شہر میں اُس بزرگ کی ولایت اور بزرگی کا چرچا ہوا۔حضرت ابو یزید بسطامیؒ نے بھی زیارت کا قصد کیا، اور اپنے ایک رفیق سے کہا، چلو اُس بزرگ کی زیارت کر آویں۔

حضرت ابو یزید بسطامیؒ اپنے رفیق کے ساتھ اُس کے مکان پر تشریف لے گئے، یہ بزرگ گھر سے نماز کے لئے نکلے، جب مسجد میں داخل ہوئے تو قبلہ کی جانب تھوک دیا۔ ابو یزید بسطامیؒ یہ حالت دیکھتے ہی واپس ہو گئے، اور اس کو سلام بھی نہیں کیا۔اور فرمایا کہ: یہ شخص حضور اکرم ﷺ کے آداب میں سے ایک ادب پر مامون نہیں کہ اس کو ادا کر سکے، اس سے کیا توقع رکھی جائے کہ یہ کوئی ولی اللہ ہو۔

امام شاطبیؒ اس واقعہ کو نقل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں کہ حضرت ابو یزید بسطامیؒ کا یہ ارشاد ایک اصل عظیم ہے۔جس سے معلوم ہوا کہ تارکِ سنت کو درجۂ ولایت حاصل نہیں ہوتا، اگرچہ ترکِ سنت بوجہ ناواقفیت ہونے کے ہوا ہو۔(جواهر الفقه: ج 1: ص 478)

حضرات صحابہ کرامؓ اور اسلافؒ کا اہتمام سنت

میرے محترم قارئین کرام!

صحابہ کرامؓ، اللہ تعالیٰ جل شانہ اور حضور اقدس ﷺ کے ان ارشادات مبارکہ کی مثالِ کامل اور بہترین نمونہ تھے۔ ایک طرف اُن کو بدعت سے بغض اور سخت ترین نفرت تھی تو دوسری جانب حضور اقدس ﷺ کی اتباع کے حریص، نقش قدم کے عاشق اور حضور اقدس ﷺ کے اشاروں پر جان دینے والے تھے۔ اس کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

(1)

حضرت عروہؓ نے کہا کہ حضرت امیر معاویہؓ نے مجھ سے کہا کہ میں رسول پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ کے کرتے کا بٹن کھلا تھا۔ اس پر حضرت عروہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امیر معاویہؓ کو خواہ گرمی رہے یا سردی، ہمیشہ کھلے بٹن میں دیکھا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ مکہ اور مدینہ کے درمیان: مقام شجرہ: میں قیلولہ کرتے اور

کہتے کہ حضور پاک ﷺ نے یہاں قیلولہ فرمایا ہے۔

فائدہ: دیکھئے! حضرات صحابہ کرامؓ عبادت کے علاوہ اُمور میں بھی سنتوں کا کس قدر اہتمام کرتے تھے۔

چونکہ آپ ﷺ نے ایسا کیا تھا اس وجہ سے حضرات صحابہ کرامؓ نے بھی اہتمام کیا، یہ ہے محبت کی علامت اور اتباع کا کمال۔ (شمائل کبریٰ: ج1: ص215)

(2)

حضرت معاویہ بن مرہؓ نے اپنے والد سے بیان کیا ہے کہ قبیلہ مزینہ کے لوگوں کے ساتھ میں نے بیعت کی تو آپ ﷺ کے کُرتے کے بٹن کو کھلا ہوا دیکھا۔ محدّث بیہقی صاحبؒ نے لکھا ہے کہ اس کے راوی حضرت عروہؓ نے کہا کہ میں نے معاویہؓ (جو اس حدیث کے ذکر کرنے والے ہیں) کو ہمیشہ گھنڈی نہ لگی قمیص میں پایا، خواہ گرمی ہو یا سردی۔

(آداب بیہقی: ص352)

(3)

یہ محبت اور کمال اتباع کی بات تھی کہ جیسا آپ ﷺ کو دیکھا اسی حال میں اپنے آپ کو رکھنا پسند کیا اور سردی کی تکلیف کی ازراہ محبت کوئی پرواہ نہ کی۔

(شمائل کبریٰ: ج1: ص152)

(4)

حضور اقدس ﷺ منبر پر تشریف فرما ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے: اجلسوا: بیٹھ جاؤ۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ مسجد کے دروازے پر ہیں (جہاں جوتیاں اُتاری جاتی ہیں) جیسے ہی ارشاد کانوں میں پڑتا ہے وہیں بیٹھ جاتے ہیں۔

(فتاوی رحیمیہ: ج6: ص209)

(5)

حضوراقدس ﷺ امامت فرمارہے تھے،نعلین (جوتے) پہنے ہوئے تھے، دفعۃً نعلین نکال دیتے ہیں،جن کے پاؤں میں نعل تھے وہ بھی فوراًاُتار دیتے ہیں۔نماز سے فراغت کےبعدحضوراقدس ﷺ نےفرمایا:آپ صاحبان نےنعل کیوں اُتار دیئے؟صحابہ کرامؓ نےعرض کیا:اس لئے کہ آپ ﷺ نے اُتار دیئے تھے۔حضوراقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:میں نے تو اس لئے اُتار دیئے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے بتایا کہ نعل میں کچھ نجاست لگی ہوئی ہے۔(فتاوی رحیمیہ:ج6:ص209)

(6)

حضوراقدس ﷺ کاارشاد ہے کہ جب غصہ آئےتو اگر کھڑا ہےتو بیٹھ جائے اور اگر بیٹھا ہےتو لیٹ جائے۔غصہ جاتا رہےگا۔سیدنا حضرت ابوذرغفاریؓ باغ میں پانی دے رہے تھےایک شخص نے ایسی حرکت کی کہ نالی کی پال ٹوٹ گئی اور پانی نکل کرباہر بہنےلگا۔حضرت ابوذرغفاریؓ کوغصہ آیا۔مگرفوراً حضوراقدس ﷺ کاارشادیاد آگیا۔اوروہیں کیچڑ اور پانی میں بیٹھ گئے،اورسارے کپڑے لت پت ہو گئے مگرحضوراقدس ﷺ کے ارشاد گرامی کی تعمیل میں تاخیر برداشت نہیں کی۔(فتاوی رحیمیہ:ج6:ص209)

(7)

سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ حج بیت اللہ کوتشریف لئے گئے،جب حجراسودکوبوسہ دینے لگےتو فرمایا:میں جانتاہوں کہ تُو پتھر ہے،نہ کسی کونفع پہنچاسکتا ہے نہ نقصان،اگرمیں نےیہ نہ دیکھاہوتا کہ حضوراقدس ﷺ نے تجھ کوبوسہ دیا ہےتو میں ہرگز بوسہ نہ دیتا۔

(فتاوی رحیمیہ:ج6:ص210)

(8)

صلح حدیبیہ کامشہور واقعہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ چودہ سو صحابہ کرامؓ کے ساتھ عمرہ کے لئے تشریف لئے گئے۔مکہ معظّمہ کے قریب مقام حدیبیہ تک پہنچے تھے کہ مشرکین مکہ نے آگے بڑھنے سے رُوک دیا۔حضور اقدس ﷺ نے جنگ کے بجائے صلح کو پسند کیا۔کفار قریش کی طرف سے عروہ بن مسعود بات چیت کرنے آئے، جو گفتگو کی اس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔یہاں یہ عرض کرنا ہے کہ عروہ بن مسعود نے اثناء گفتگو میں صحابہ کرامؓ کا حضور اقدس ﷺ کے ساتھ عشق کا جو رنگ دیکھا تو اس نے واپس جا کر قریش کے سرداروں سے کہا:

میں بادشاہوں کے درباروں میں جاتا رہتا ہوں، شاہ ایران اور شاہ روم اور شاہ حبش نجاشی کے درباروں کو میں نے دیکھے ہیں، میں نے کسی بادشاہ کے جانثاروں کو اپنے بادشاہ کی اتنی تعظیم کرتے ہوئے نہیں دیکھا جتنی تعظیم حضور اقدس ﷺ کے ساتھی حضور اقدس ﷺ کی کرتے تھے۔خدا کی قسم! میں نے یہ دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ کھنکارتے ہیں تو اس کھنکار کے ساتھ (لعاب دہن) کو زمین پر گرنے نہیں دیتے (کھنکار کسی کی ہتھیلی پر پڑتی ہے تو وہ فوراً اس کو اپنے چہرے پر اور اپنے بدن پر مل لیتا ہے، گویا عطر میسر آ گیا)، جہاں کسی بات کا اشارہ پاتے ہیں وہ تعمیل کے لئے جھپٹتے ہیں، حضور اقدس ﷺ وضو کرتے ہیں تو جو پانی گرتا ہے اس پر اس طرح ٹوٹ پڑتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے آپس میں لڑنے لگیں ہیں، جہاں حضور اقدس ﷺ نے کچھ بولنا شروع کیا سب دم بخود خاموش ہو جاتے ہیں اور حالت یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی تعظیم کی وجہ سے نظر اُٹھا کر نہیں دیکھتے۔

حضور اقدس ﷺ کے نقش قدم پر اس طرح جان نثاری اور فدائیت کی سینکڑوں مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔یاد رکھنے کی بات یہ کہ جو جان نثاران، دہن (لعاب مبارک)

70

کوزمین پر گرنے نہ دیں، کیا ممکن ہے کہ وہ حضور اقدس ﷺ کی کسی سنت کو نظر انداز کر دیں؟
(فتاوی رحیمیہ:ج6:ص211)

(9)

حضرت حذیفہؓ سفر میں تھے۔آپؓ کے ہاتھ مبارک سے کھاتے کھاتے لقمہ گر گیا۔حضرت حذیفہؓ اس کو اُٹھا کر صاف کر کے منہ میں ڈالنے لگے،عجمی لوگ یہ دیکھ رہے تھے،تو آپؓ کے خادم نے چپکے سے کہا:حضرت!ایسا نہ کیجئے۔یہ عجمی لوگ گرے ہوئے لقمے کو اُٹھا کر کھالینا بہت بُرا جانتے ہیں اور ایسے لوگوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

حضرت حذیفہؓ نے جواب دیا: کیا میں ان بے وقوفوں کی وجہ سے اپنے حبیب ﷺ کی سنت چھوڑ دوں؟(فتاوی رحیمیہ:ج1:ص54)

(10)

صلح حدیبیہ کے موقع پر جب حضرت عثمان غنیؓ کفار مکہ سے مذاکرات کے لئے تشریف لے جارہے تھے تو حضرت عثمان غنیؓ کے چچازاد بھائی نے جو آپؓ کے ساتھ تھا کہا کہ یہ آپ کا اِزار ٹخنوں سے اُونچا ہے اور مکہ کے جن رؤساء اور سرداروں سے آپ مذاکرات کے لئے جارہے ہیں وہ لوگ ایسے آدمی کو حقیر سمجھتے ہیں جس کا ازار ٹخنوں سے اُونچا ہو۔اس لئے آپ تھوڑی دیر کے لئے اپنا ٹخنہ ڈھک لیں اور ازار کو نیچے کرلیں تاکہ وہ لوگ آپؓ کو حقیر نہ سمجھیں۔حضرت عثمان غنیؓ نے جواب میں فرمایا:

:لا،هكذاازارة صاحبنار سول اللهﷺ: نہیں،یہ کام میں نہیں کرسکتا، اس لئے کہ میرے حضور اکرم ﷺ کا ازار ایسا ہی ہوتا ہے۔اب چاہے وہ لوگ مجھے حقیر سمجھیں یا ذلیل سمجھیں،اچھا سمجھے یا بُرا سمجھیں،اس کا مجھے کوئی پرواہ نہیں،بس میرے حضور اکرم ﷺ کا طریقہ یہ ہے اور میں اسی کو اختیار کروں گا۔(اصلاحی خطبات:ج5:ص307)

71

(11)

سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ نے حضور اکرم ﷺ کی سنت کو اتنا اپنایا تھا کہ بالکل حضور اکرم ﷺ کی نقل بن چکے تھے۔

جب ہجرت کے وقت حضور اکرم ﷺ اور حضرت صدیق اکبرؓ مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ گئے، مدینہ کے لوگ قبا کے مقام پر ان کے استقبال کیلئے تیار تھے۔ انہوں نے دو مسافروں کو آتے دیکھا مگر دونوں میں ان کو کوئی فرق نظر نہیں آیا، لباس ایک تھا، رفتار ایک تھی، چلنے اور بیٹھنے کا انداز اور ہر چیز ایک جیسی تھی، حتیٰ کہ مدینہ کے لوگ شبہ میں پڑ گئے کہ ان میں سے اللہ تعالیٰ جل شانہ کے نبی کون ہیں؟ لیکن تھوڑی دیر بعد انہوں نے دیکھا کہ سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنی چادر نکالی اور حضور اکرم ﷺ کے اوپر سایہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ اب پتہ چلا کہ امام کون ہے مقتدی کون تھا، اصل کون تھا اس کی نقل کون تھا، گویا اصل اور نقل اتنا مشابہ ہو چکے تھے کہ لوگوں کے لئے اصل اور نقل میں فرق کرنا دشوار ہو گیا تھا۔ اور باہر کے لوگ آ کر پوچھتے تھے: من منکم محمد: آپ میں محمد ﷺ کون ہیں؟ کیوں ضرورت پوچھنے کی پیش آتی تھی؟ اس لئے کہ سب ایک جیسے نظر آتے تھے۔ (خطبات فقیر: ج 28: ص 128)

(12)

ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے حبشہ کے، اور جو حبشی لوگ ہوتے ہیں ان کے سر پر جو بال ہوتے ہیں وہ چھوٹے ہوتے ہیں، کرلی ہوتے ہیں، لمبے نہیں ہوتے۔ وہ جب نہاتے، آئینے میں دیکھتے، ان کا جی چاہتا کہ میرے سر میں بھی مانگ اسی طرح نظر آئے جیسے نبی کریم ﷺ کی نظر آتی ہے۔ تو کنگھی سے اپنی مانگ بنانے کی کوشش کرتے تھے، مانگ بنتی نہیں تھی، انہیں اپنا سر اچھا نہیں لگتا تھا۔

نبی کریم ﷺ کی محبت میں ایک دن لوہے کی ایک گرم سلاخ تھی انہوں نے آگ میں سے نکالی اور اپنے سر پر پھیر لی، زخم ہو گیا، علاج معالجے سے ٹھیک ہو گیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے اپنے سر کو کیوں جلا لیا، اتنی تکلیف کیوں پہنچائی؟ فرمانے لگے: تکلیف تو بالآخر ختم ہو گئی، آئندہ میرا سر مانگ کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کے مبارک سر سے مشابہت پا گیا۔ سبحان اللّٰہ: کیا محبت تھی ان حضرات کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ۔

(خطبات فقیر: ج 28: ص 132)

(13)

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحبؒ کے پیچھے فرنگی نے پولیس لگا دی کہ ان کو گرفتار کرو، وارنٹ گرفتاری جاری کر دیا، حضرت کو پتہ چل گیا، چنانچہ حضرت چھپ گئے، جان بچانی تو ہر بندے پر فرض ہے۔ لوگ سمجھے کہ ابھی کچھ عرصہ روپوشی میں رہیں گے، اور تین دن کے بعد جو دیکھا تو حضرت پھر سب کے ساتھ ہیں۔ حضرت! آپ کے پیچھے تو فرنگی لگا ہوا ہے، فرمایا: ہاں! پھر آپ کیوں منظر پر آ گئے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی مبارک زندگی کو دیکھا تو مجھے تین دن غارِ ثور کے روپوشی کے نظر آئے۔ اس کے بعد نہیں۔ میں نے بھی اسی سنت پر عمل کیا، تین دن روپوش ہونے کے بعد میں پھر باہر چلا آیا۔

میرے محترم قارئین کرام!

جب جان کا خطرہ ہو، اُس وقت بھی سنت کو پسند کر لینا، سنت کو سینے سے لگا لینا، یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ (خطبات فقیر: ج 28: ص 136)

(14)

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحبؒ سنت کے عاشق تھے۔ ایک دفعہ ان کا قریبی دوست تھا، کہنے لگا: جناب! آداب۔ حضرت نے فرمایا: یہ کون ہے؟ اتنے زُور سے

ڈانٹا، پھر فرمایا: تمہیں نبی کریم ﷺ کی سنت: السلام علیکم: نہیں آتی۔ اتنا ڈانٹا کہ سلام کرنا ہے تو محبوب ﷺ کے طریقے کے مطابق کرو۔ (خطبات فقیر: ج28:ص 137)

(15)

ایک مرتبہ لوگوں نے کہا کہ دارالعلوم دیوبند میں پھول لگواؤ، کسی نے کہا فلاں پھول لگواؤ، کسی نے کہا کہ وہ پھول لگاؤ، بہت سارے لوگوں کی فرمائش پر وہ پھول لگوا دیئے۔ حضرت مدنی صاحبؒ نے فرمایا کہ کیکر کا درخت لگواؤ۔ اب علماء کو سمجھ نہ آیا۔ لوگوں نے کہا: حضرت صاحب! زیبائش کے لئے خوبصورت درخت ہیں، پھل وار درخت ہیں، کیکر سے تو کانٹوں کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ حضرت مدنی صاحبؒ نے فرمایا: کہ دارالعلوم کے اس گلستان میں کیکر کا درخت لگاؤ۔ کسی نے پوچھا کہ حضرت صاحب! کیکر کا درخت کیوں؟ حضرت مدنی صاحبؒ نے فرمایا کہ احادیث شریف سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بیعت رضوان کیکر کے درخت کے نیچے لی تھی۔ لہذا میں چاہتا ہوں کہ اس درخت کو دیکھوں تو مجھے محبوب کا عمل یاد آجائے۔ (خطبات فقیر: ج28:ص 138)

(16)

حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ کے بارے میں حضرت سلیمان بن یسارؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کی زندگی کوکئی سال قریب سے دیکھا اور اس نتیجے پر پہنچا کہ حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ اور صحابہ کرامؓ کی زندگی میں ایک فرق تھا۔ وہ کیا؟ کہ صحابہ کرامؓ کو نبی کریم ﷺ کے دیدار کا شرف حاصل تھا اور حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ کو نہیں تھا۔ اس کے علاوہ ان کی زندگی اور صحابہ کرامؓ کی زندگی میں مجھے کوئی فرق نظر نہیں آیا۔

(خطبات فقیر: ج28:ص139)

صحابہ کرامؓ کو اُمورِ غیر مسنونہ سے اجتناب کا بڑا اہتمام تھا

میرے محترم قارئین کرام!

حضرات صحابہ کرامؓ جن کو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے آخری نبی ﷺ کی رفاقت کے لئے منتخب فرمایا تھا اور جن کو اس دین کامل کا محافظ و مبلغ بنایا جو قیامت تک رہنے والا ہے وہ حضرات حضور اکرم ﷺ کی سنت کے اس قدر دلدادہ اور عاشق تھے کہ اُمت کا کوئی طبقہ یا کوئی فرد اس کی نظیر نہیں پیش کرسکتا اور خلافِ سنت افعال اور بدعات سے ایسے بیزار تھے کہ اس کی مثال نہیں پیش کی جاسکتی۔

مندرجہ ذیل واقعات و امثلہ میں آپ صحابہ کرامؓ کی دقتِ نظر کا جائزہ لیجئے، جو باتیں ہمیں بہت ہی معمولی معلوم ہوتی ہیں صحابہ کرامؓ کی نظر میں کتنی بڑی اور سخت تھیں اور برملا اس پر نکیر فرماتے تھے اور بڑے سے بڑے صاحب شوکت و حشمت کا دبدبہ اور رُعب ان کے لئے مانع نہیں بنتا تھا۔

1.....حضرت کعب بن عجرہؓ نے عبدالرحمٰن بن ام حکم کو خلافِ سنت بیٹھ کر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا تو غضبناک ہو کر فرمایا: دیکھو! خبیث بیٹھ کر خطبہ پڑھتا ہے۔

غور کیجئے! بیٹھ کر خطبہ دینا خلافِ سنت تھا، صحابہ کرامؓ سنت کے اتنے دلدادہ تھے اگر خلافِ سنت کوئی کام دیکھتے تو فوراً اُس پر نکیر فرماتے۔(فتاوی رحیمیہ: ج2:ص 178)

2.....حضرت عمارۃ بن رویبہؓ نے بشر بن مروان کو خطبہ میں ہاتھ اُٹھاتا ہوا دیکھ کر فرمایا: اللہ تعالیٰ جل شانہ ان چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو خراب کردے، میں نے رسول اکرم ﷺ کو ایسا کرتے نہیں دیکھا۔

دیکھئے! خطبہ میں ہاتھ اُٹھانا ثابت نہیں، اس لئے صحابیؓ نے اس پر کتنی سخت نکیر فرمائی اور بددعا کی۔(فتاوی رحیمیہ:ج2:ص133)

3.....امام نافع صاحبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ کے سامنے ایک شخص کو چھینک آئی، اس نے کہا: الحمدللّٰہ والسّلام علٰی رسول اللّٰہ: یہ زائد کلمہ :والسّلام علٰی رسول اللّٰہ: اپنے مفہوم کے لحاظ سے بالکل صحیح ہے مگر اس موقع پر چونکہ حضور اقدس ﷺ نے کہنے کی تعلیم نہیں دی، اس لئے اس اضافہ کو ناپسند کرتے ہوئے حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا: کہ آنحضرت ﷺ نے اس طرح تعلیم نہیں فرمائی۔

دیکھئے! چھینک کے وقت: الحمدللّٰہ: کے ساتھ :والسّلام علٰی رسول اللّٰہ: کہنے کا ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے اسے صحابیؓ نے ناپسند فرمایا۔

(فتاوی رحیمیہ:ج2:ص133)

4.....حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے ایک شخص کو دعا میں سینہ سے اُوپر تک ہاتھ اٹھاتا ہوا دیکھ کر اس کے بدعت ہونے کا فتوی دیا۔ دلیل میں فرمایا: کہ آنحضرت ﷺ کو دعا کے وقت (سوائے کسی خاص موقعہ کے) سینہ کے اوپر تک ہاتھ اُٹھاتے نہیں دیکھا۔

آنحضرت ﷺ بجز استسقاء کے کسی دوسرے موقعہ پر دعا میں سینہ سے اوپر ہاتھ نہ اُٹھاتے تھے، اس وجہ سے بدعت کا فتوی دیا۔(فتاوی رحیمیہ:ج2:ص135)

5.....خلیفۂ چہارم سیدنا حضرت علیؓ نے عید کے دن عیدگاہ میں عید کی نماز سے پہلے ایک شخص کو نفل نماز پڑھنے سے رُوک دیا، تو اس نے کہا: اے خلیفۂ چہارم سیدنا حضرت

علیؓ! مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ مجھے نماز پڑھنے پر عذاب نہ دے گا۔خلیفۂ چہارم سیدنا حضرت علیؓ نے فرمایا: مجھے بھی یقین ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جو کام نہیں کیا یا کرنے کی ترغیب نہیں دی ہے تو وہ کام عبث ہوگا، اور عبث کام بے کار اور بے فائدہ ہے۔پس ڈر ہے کہ حضور ﷺ کے طریقہ سے مخالف ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جل شانہ عذاب دے۔

سوچئے! نماز عبادت ہے، حضور اقدس ﷺ کے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، اللہ تعالیٰ جل شانہ کے قُرب کا ذریعہ ہے مگر عید کی نماز سے پہلے پڑھنا چونکہ سنت کے خلاف ہے اس لئے موجبِ عقاب ہے۔(فتاوی رحیمیہ: ج2: ص135)

6.....ایک شخص عصر کی نماز کے بعد دو رکعت پڑھتا تھا، اُس کو اس سے رُوکا گیا تو اس نے حضرت سعید بن المسیبؒ سے دریافت کیا: اے ابو محمد! کیا اللہ تعالیٰ جل شانہ مجھے نماز پڑھنے پر عذاب دیں گے؟ حضرت سعید بن المسیبؒ نے فرمایا: (عبادت موجبِ سزا وعتاب نہیں) لیکن اللہ تعالیٰ جل شانہ سنت کی مخالفت پر تجھے سزا دیں گے۔

سوچئے! نماز عبادت ہے، حضور اقدس ﷺ کے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، اللہ تعالیٰ جل شانہ کے قُرب کا ذریعہ ہے مگر عصر کی نماز کے بعد پڑھنا چونکہ سنت کے خلاف ہے اس لئے موجبِ عقاب ہے۔(فتاوی رحیمیہ: ج2: ص136)

7.....حضرت کعب بن عجرہؓ نے عبدالرحمٰن ابن ام حکم کو خلاف سنت خطبہ بیٹھ کر پڑھتے ہوئے دیکھا تو غضبناک ہو کر فرمایا: دیکھو! یہ خبیث بیٹھ کر خطبہ پڑھتا ہے۔

دیکھئے! مذکورہ طریقہ چونکہ حضور اقدس ﷺ سے ثابت نہیں تھا، اس لئے صحابیؓ سے برداشت نہ ہوسکا اور حاکمِ وقت پر بلا جھجک نکیر فرمائی۔(فتاوی رحیمیہ: ج2: ص136)

8.....حضرت عثمان بن ابی العاصؓ کو ختنہ میں بلایا گیا تو انکار کرتے ہوئے فرمایا: آنحضرت ﷺ کے زمانے میں ختنہ کے موقعہ پر نہ ہم جاتے تھے نہ ہمیں بلایا جاتا تھا۔

(فتاوی رحیمیہ:ج6:ص205)

9.....حضرت ابوسعید خدریؓ نے خلیفہ مروان بن حکم کو عید کی نماز سے پہلے خطبہ پڑھتے ہوئے دیکھا تو منع فرمایا، اور فرمایا کہ یہ خلافِ سنت ہے۔

(فتاوی رحیمیہ:ج2:ص179)

10.....حضرت عبداللہ ابن مغفلؓ کے فرزند ارجمند نے نماز میں:سورۃ الفاتحہ: شروع کرتے ہوئے جہراً:بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم: پڑھی تو حضرت عبداللہ بن مغفلؓ نے فوراً تنبیہ فرمائی۔ اور فرمایا:بیٹا! یہ بدعت ہے، بدعت سے الگ رہو۔ اور فرمایا: میں نے نبی کریم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبرؓ وسیدنا فاروق اعظمؓ وسیدنا عثمان غنیؓ کے ساتھ نماز پڑھی ہے میں نے جہراً:بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم: کسی سے نہیں سنی۔

غور کیجئے!:بسم اللّٰہ: آہستہ پڑھنے کے بجائے زُور سے پڑھنے کو صحابیؓ ناپسند کرتے ہیں اور اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ بدعت ہے اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبرؓ وسیدنا فاروق اعظمؓ وسیدنا عثمان غنیؓ میں سے کسی کو :بسم اللّٰہ:زُور سے پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔(فتاوی رحیمیہ:ج2:ص174)

11.....چاشت کی نماز حدیث شریف سے ثابت ہے(مگر گھر میں یا مسجد میں تنہا تنہا پڑھنا) اس کے برخلاف حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جب دیکھا کہ کچھ لوگ مسجد میں جمع ہو کر اور مظاہرہ کر کے پڑھتے ہیں تو آپؓ نے اسے ناپسند فرمایا اور بدعت قرار دیا۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بھی اس صورت کو ناپسند کیا اور فرمایا کہ:اگر تمہیں چاشت کی نماز پڑھنا ہی ہے تو اپنے گھروں میں پڑھو۔

غور کیجئے! چاشت کی نماز حدیث شریف سے ثابت ہے اور اس کی بڑی فضیلت ہے لیکن اہتمام کر کے مسجد میں جمع ہو کر علانیہ پڑھنے کا التزام حضور اکرم ﷺ سے ثابت

نہیں،اس وجہ سے جلیل القدر صحابی حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن مسعودؓ نے اسے پسند نہیں فرمایا اور جمع ہو کر علانیہ پڑھنے کو بدعت قرار دیا اور ہدایت فرمائی کہ گھروں میں پڑھو۔
(فتاوی رحیمیہ:ج2:ص174)

12....حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت امیر معاویہؓ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔حضرت امیر معاویہؓ نے خانہ کعبہ کے تمام کونوں کو بوسہ دیا،حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ حضورا کرم ﷺ اِن دونوں کونوں یعنی رکن یمانی اور حجرا سود کے علاوہ کسی اور گوشہ کو بوسہ نہیں دیا کرتے تھے۔حضرت امیر معاویہؓ نے فرمایا:اس مقدس گھر کی کوئی بھی چیز ایسی نہیں ہے جس کو چھوڑ دیا جائے (یعنی بوسہ نہ دیا جائے)۔حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا:لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ: یعنی تمہارے لئے حضورا کرم ﷺ کی ذات بہترین نمونہ ہے(اگر چہ خانہ کعبہ کا ہر ذرہ متبرک ہے مگر ہمیں وہ عمل کرنا چاہئے جو حضورا کرم ﷺ سے ثابت ہے)حضرت معاویہؓ نے فرمایا: آپ کا فرمان صحیح ہے۔
ملاحظہ کیجئے!بیت اللہ شریف کا ہر ذرہ یقیناً متبرک ہے مگر چونکہ تمام کونوں کو بوسہ دینا حضورا کرم ﷺ سے ثابت نہیں،اس لئے حضرت ابن عباسؓ نے اسے گوارہ نہیں کیا اور فوراً تنبیہ فرمائی۔(فتاوی رحیمیہ:ج2:ص178)

13....حضرت عمارہ بن رویبہؓ نے بشر بن مروان کو خطبہ میں دعا کے وقت ہاتھ اُٹھاتے ہوئے دیکھ کر فرمایا:اللہ تعالیٰ جل شانہ ان چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو خراب(برباد) کردے،میں نے حضورا کرم ﷺ کو خطبہ میں اس طرح ہاتھ اُٹھاتے ہوئے نہیں دیکھا۔
ملاحظہ کیجئے!دعا میں ہاتھ اُٹھانا آداب دعا میں سے ہے مگر چونکہ خطبہ میں دعا کے وقت ہاتھ اُٹھانا حضورا کرم ﷺ سے ثابت نہیں،اس لئے حضرت عمارہؓ نے اس پر سخت نکیر فرمائی۔(فتاوی رحیمیہ:ج2:ص178)

14۔۔۔حاصل کلام یہ کہ صحابہ کرامؓ کو بدعت اور خلاف سنت کاموں سے اتنی بیزاری تھی کہ اُمت کا کوئی طبقہ یا کوئی فرد اُس کی نظیر نہیں پیش کر سکتا۔حضرت عبداللہ بن مغفلؓ فرماتے ہیں کہ میں نے صحابہ کرامؓ میں سے کسی کو ایسا نہیں دیکھا کہ وہ بدعت سے زیادہ اُور کسی چیز سے بغض رکھتا ہو۔اسی مضمون کو شیخ سعدیؒ نے اشعار میں بیان فرمایا ہے:

بہ زہد و ورع کوش و صدق و صفا
و لیکن میفزائے بر مصطفیٰ ﷺ

یعنی پرہیز گاری و پارسائی وسچائی اور صفائی میں کوشش کر،لیکن آنحضرت ﷺ سے آگے نہ بڑھ۔مطلب یہ کہ جیسا اور جتنا کیا،اُسی طرح کر،اپنی طرف سے زیادتی نہ کر۔

خلافِ پیغمبر ﷺ کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

یعنی جو شخص پیغمبر ﷺ سے اُلٹی راہ اختیار کرے گا وہ کبھی منزلِ مقصود پر نہ پہنچ سکے گا۔

مپندار سعدی! کہ راہ صفا
تواں یافت جز بر پئے مصطفیٰ ﷺ

سعدی!ایسا گمان ہرگز نہ کر کہ آنحضرت ﷺ کی پیروی اور آپ ﷺ کے نقش قدم پر چلے بغیر صراط مستقیم اور صفائی کا راستہ پا سکو گے۔

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی!
کیں رہ کہ تو می روی بترکستان است

اے اعرابی!مجھے ڈر ہے کہ تو کعبۃ اللہ تک نہ پہنچ سکے گا کہ تُو نے جو راستہ اختیار کیا ہے وہ ترکستان کا ہے۔(فتاوی رحیمیہ:ج2:ص137)

صحابہ کرامؓ کی پیروی کرنے اور بدعات سے بچنے کا حکم

(1)

حضرت عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک روز ہمیں خطبہ دیا، جس میں نہایت مؤثر اور بلیغ وعظ فرمایا۔ جس سے آنکھیں بہنے لگیں، اور دل ڈر گئے۔ بعض حاضرینؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آج کا وعظ تو ایسا ہے جیسے رخصتی وصیت ہوتی ہے۔ تو آپ ﷺ ہمیں بتلائیں کہ ہم آئندہ کس طرح زندگی بسر کریں؟ اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ جل شانہ سے ڈرنے کی اور حکامِ اسلام کی اطاعت کرنے کی اگر چہ تمہارا حاکم حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ تم میں سے جو لوگ میرے بعد زندہ رہیں گے، وہ بڑا اختلاف دیکھیں گے، اس لئے تم میری سنت اور میرے بعد خلفاء راشدینؓ مھدیین کی سنت کو اختیار کرو، اور اس کو مضبوط پکڑو۔ اور دین میں نو ایجاد طریقوں سے بچو۔ کیونکہ ہر نو ایجاد طرز عبادت بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

(جواھر الفقہ: ج 1: ص 469)

(2)

جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ: تم ہمارے نقش قدم پر چلو اور بدعات ایجاد نہ کرو، تمہارے لئے ہماری اتباع ہی کافی ہے۔

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ ہر وہ عبادت جو حضور اکرم ﷺ کے صحابہؓ نے نہیں کی وہ تم بھی نہ کرو۔

اسی بناء پر حافظ ابن کثیرؒ تحریر فرماتے ہیں کہ: اہل سنت والجماعت کہتے ہیں کہ جو قول اور فعل حضور اکرم ﷺ کے صحابہ کرامؓ سے ثابت نہ ہو وہ بدعت ہے، کیونکہ اگر اس کام میں خیر ہوتی تو صحابہ کرامؓ اس کارِ خیر کو ہم سے پہلے ضرور کرتے، اس لئے کہ صحابہ کرامؓ نے کسی عمدہ خصلت کو تشنۂ عمل نہیں چھوڑا بلکہ وہ ہر کام میں سبقت لے گئے ہیں۔

(فتاوی رحیمیہ: ج2: ص180)

(3)

حضرت علامہ ابن الحاج ؒ فرماتے ہیں کہ: ہم اپنے اسلاف (صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ) کی اتباع کرنے والے ہیں مبتدع نہیں ہیں۔ جہاں وہ حضرات ٹھہر گئے ہم بھی وہیں ٹھہر جائیں گے (اپنی طرف سے کچھ اضافہ نہیں کریں گے)۔

(فتاوی رحیمیہ: ج2: ص180)

(4)

حضرت امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ: طریقۂ سنت پر اپنے آپ کو مضبوطی سے جمائے رکھو، جہاں قومِ (صحابہ کرامؓ کی جماعت) ٹھہر گئی تم بھی ٹھہر جاؤ، جو اُن بزرگوں نے کہا وہی تم بھی کہو، جس کے بیان سے وہ حضرات رُک گئے تم بھی رُک جاؤ (اپنی عقل نہ چلاؤ) اور اپنے سلف صالحین کے طریقہ پر چلو۔ (فتاوی رحیمیہ: ج2: ص180)

(5)

درود وسلام،صدقہ وخیرات،اموات کوایصال ثواب،متبرک راتوں میں نماز وعبادت،نمازوں کے بعد دعاوغیرہ یہ سب چیزیں عبادات ہیں،ان کی ضرورت جیسے آج ہے ایسے ہی عہد صحابہ کرامؓ میں بھی تھی۔ان کے ذریعہ ثواب آخرت اور رضائے الٰہی حاصل کرنے کا ذوق وشوق جیسے آج کسی نیک بندے کوہوسکتا ہے،حضوراکرمﷺ اورآپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ کوان سب سے زیادہ تھا۔کون دعویٰ کرسکتا ہے کہ اس کوصحابہ کرامؓ سے زیادہ ذوقِ عبادت اورشوقِ رضائے الٰہی حاصل ہے؟

حضرت حذیفہ بن یمانؓ فرماتے ہیں کہ:جوعبادت صحابہ کرامؓ نےنہیں کی،وہ عبادت نہ کرو۔کیونکہ پہلے لوگوں نے پچھلوں کے لئے کوئی کسرنہیں چھوڑی،جس کویہ پورا کریں۔اے مسلمانو!خداتعالیٰ جل شانہ سے ڈرواور پہلےلوگوں کےطریقے کواختیارکرو۔

نوٹ:اب دیکھنایہ ہے کہ جب یہ کام عہدصحابہ کرامؓ میں بھی عبادت کی حیثیت سے جاری تھے،توان کے ایسےطریقے اختیارکرنا جوحضوراکرمﷺ اورصحابہ کرامؓ نے اختیارنہیں کئے،ان کا فلسفہ اورحکمت کیا ہے؟یہ کس وجہ سے کررہے ہیں؟کیایہ مقصد ہے کہ ان عبادات کے یہ نئے طریقےحضوراکرمﷺ اورصحابہ کرامؓ کومعلوم نہ تھے جوآج ان دعوے داروں پرانکشاف ہوا ہے؟اس لئےصحابہ کرامؓ نے اختیارنہیں کئےاوریہ کررہے ہیں۔(معاذاللّٰہ)۔(جواھر الفقہ:ج 1:ص 460)

بدعت کی مذمت

بدعت اسے کہا جاتا ہے کہ جس کی اصل شریعت سے ثابت نہ ہو،یعنی قرآن وحدیث سے اس کا ثبوت نہ ملے،حضورا کرمﷺ،حضرات صحابہ کرامؓ،تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے مبارک زمانہ میں اس کا وجود نہ ہو،اوراس کو دین اور ثواب کا کام سمجھ کر کیا جائے۔(فتاوی رحیمیہ:ج2:ص165)

(1)

حضورا کرمﷺ ارشادفرماتے ہیں:بہترین فرمان اللہ تعالیٰ جل شانہ کی کتاب ہے اوربہترین سیرت اورنمونہ حضورﷺ کی سیرت اوراسوۂ حسنہ ہے، اوربدترین اُمور محدثات(بدعات)ہیں،اورہربدعت گمراہی ہے(چاہے بظاہراچھی نظرآتی ہو)۔
(فتاوی رحیمیہ:ج2:ص139)

(2)

حضورا کرمﷺ ارشادفرماتے ہیں:جس نے(دین میں)کوئی نئی بات ایجادکی یاکسی بدعتی کوپناہ دی تواس پراللہ تعالیٰ جل شانہ اورفرشتوں اورتمام لوگوں کی لعنت ہے،نہ اس کی فرض عبادت مقبول ہےاورنہ نفلی عبادت۔(فتاوی رحیمیہ:ج2:ص139)

(3)

حضورا کرمﷺ کاارشادہے سب سے بہترکلام،اللہ تعالیٰ جل شانہ کی کتاب ہےاورسب سے عمدہ طریقہ محمدﷺ کاطریقہ ہے،سب سے بُری چیز بدعتیں(نوایجاد چیزیں)ہیں،اورہربدعت گمراہی ہے۔(فتاوی رحیمیہ:ج2:ص168)

(4)

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی قوم نے بھی کوئی بدعت ایجاد کی تو اس کی وجہ سے اس جیسی سنت اُس قوم سے اُٹھالی جاتی ہے۔لہذا سنت کو مضبوطی سے پکڑے رہنا بدعت ایجاد کرنے سے بہتر ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ: پھر وہ سنت جو اُٹھالی جاتی ہے قیامت تک اُس قوم کو نہیں دی جاتی (بالفاظِ دیگر وہ قوم اُس سنت سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جاتی ہے)۔

مطلب یہ ہے کہ بدعت سے سنت کو عظیم نقصان پہنچتا ہے، بدعت سنت کی جگہ لے لیتی ہے اور رہا آخر سنت نیست و نابود ہو جاتی ہے۔(فتاوی رحیمیہ: ج2: ص 167)

(5)

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کو ایک شخص نے سلام پہنچایا، آپؓ نے فرمایا: میں نے سنا ہے کہ اس شخص نے بدعت ایجاد کی ہے۔اگر یہ سچ ہے تو میری طرف سے اس کو سلام پہنچانے کی کوئی حاجت نہیں۔(فتاوی رحیمیہ:ج6:ص 204)

(6)

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت ابن عمرؓ ایک مسجد میں گئے، وہاں ظہر کی اذان ہو چکی تھی، نمازیوں کا انتظار تھا کہ مؤذن نے تھویب کہی یعنی :الصلاۃ: الصلوۃ: پکارا، تاکہ نمازی آجائیں۔حضرت ابن عمرؓ نے فوراً فرمایا کہ ہمیں اس بدعتی کے پاس سے نکالو۔چنانچہ حضرت ابن عمرؓ اُس مسجد سے چلے گئے، وہاں نماز نہیں پڑھی۔
(فتاوی رحیمیہ:ج4:ص 170)

(7)

علامہ شاطبیؒ نے :کتاب الاعتصام: میں آیات قرآنیہ کا فی تعداد میں اس

موضوع پر جمع فرمائی ہیں، اُن میں سے دو آیتیں اس جگہ لکھی جاتی ہیں:

:ولا تکونوا من المشرکین ☆ من الّذین فرّقوا دینھم و کانوا شیعاً ،کلّ حزب بمالدیھم فرحون:

ترجمہ: مت ہو مشرکین میں سے جنہوں نے ٹکڑے ٹکڑے کیا اپنے دین کو اور ہو گئے فرقے اور پارٹیاں، ہر ایک پارٹی اپنے طرز پر خوش ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضور اکرم ﷺ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل فرمایا کہ اس سے مراد اہل بدعت کی پارٹیاں ہیں۔

:قل ھل انبئکم بالاخسرین اعمالا ،الّذین ضلّ سعیھم فی الحیٰوۃ الدّنیا وھم یحسبون انّھم یحسنون صنعا:

ترجمہ: آپ فرمائیں کہ کیا میں تمہیں بتلاؤں کہ کون لوگ اپنے اعمال میں سب سے زیادہ خسارہ والے ہیں، وہ لوگ جن کی سعی و عمل دنیا کی زندگی میں ضائع اور بیکار ہو گئی، اور وہ یہی سمجھ رہے ہیں کہ ہم اچھا عمل کر رہے ہیں۔

حضرت علیؓ اور حضرت سفیان ثوریؒ وغیرہ نے :اخسرین اعمالاً: کی تفسیر اہل بدعت سے کی ہے۔

اور بلاشبہ اس آیت میں اہل بدعت کی حالات کا پورا نقشہ کھینچ دیا گیا ہے کہ وہ اپنے خود تراشیدہ اعمال کو نیکی سمجھ کر خوش ہیں کہ ہم ذخیرۂ آخرت حاصل کر رہے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک اُن کے اعمال کا کوئی وزن نہیں ہے نہ کوئی ثواب ہے، بلکہ اُلٹا گناہ ہے۔(جواھر الفقہ:ج 1:ص 466)

(8)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص لوگوں کو صحیح

طریقِ ہدایت کی طرف بلائے تو ان تمام لوگوں کے عمل کا ثواب اس کو ملے گا، جو اس کا اتباع کریں بغیر اس کے کہ ان کے ثواب میں کچھ کمی کی جائے۔ اور جو شخص کسی گمراہی کی طرف لوگوں کو دعوت دے، تو اس پر ان سب لوگوں کا گناہ لکھا جائے گا، جو اس کا اتباع کریں گے بغیر اس کے کہ ان کے گناہوں میں کچھ کمی کی جائے۔ (جواھر الفقہ: ج 1: ص 468)

(9)

حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص کوئی بدعت ایجاد کرتا ہے وہ گویا یہ دعویٰ کرتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے (معاذاللّٰہ) رسالت میں خیانت کی کہ پوری بات نہیں بتلائی۔ (جواھر الفقہ: ج 1: ص 461)

(10)

حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ: بدعت والا آدمی جتنا زیادہ روزہ اور نماز میں مجاہدہ کرتا جاتا ہے، اتنا ہی اللہ تعالیٰ جل شانہ سے دور ہوتا جاتا ہے۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ: صاحبِ بدعت کے پاس نہ بیٹھو کہ وہ تمہارے دل کو بیمار کر دے گا۔

(جواھر الفقہ: ج 1: ص 471)

بدعتی کو توبہ کی توفیق نہیں ہوتی

1..... ابلیس کا مقولہ ہے کہ میں نے لوگوں کو گناہوں میں مبتلا کر کے تباہ و برباد کر دیا (جس کی وجہ سے وہ جہنم کے مستحق ہو گئے) تو لوگوں نے مجھے توبہ و استغفار سے ہلاک کر دیا (اس طرح انہوں نے میری محنت رائیگاں کر دی) جب میں نے یہ حالت دیکھی تو میں نے خواہشات نفسانی میں ان کو مبتلا کر کے ہلاک و برباد کر دیا (یعنی سنت کے خلاف ایسے اُمور ایجاد کئے جو ان کے خواہشات کے مطابق تھے) پس وہ سمجھتے ہیں کہ ہم ہدایت پر

ہیں، پس تو بہ واستغفار بھی نہیں کرتے ۔(فتاوی رحیمیہ:ج2:ص171)

2....حضرت سفیان ثوریؒ سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ بدعت ابلیس کو تمام گناہوں سے زیادہ محبوب ہے۔اس لئے کہ گناہوں سے تو توبہ ہوسکتی ہے اور بدعت سے توبہ نہیں کی جاتی ۔اور اس کا سبب یہ ہے کہ وہ تو یہ سمجھتا ہے کہ میں طاعت وعبادت کر رہا ہوں تو وہ نہ توبہ کرے گا نہ استغفار۔

ابلیس کا مقولہ یہ ہے کہ میں نے بنو آدم کی کمر معاصی اور گناہوں سے توڑ دی تو انہوں نے میری کمر توبہ واستغفار سے توڑ ی تو میں نے ان کے لئے ایسے گناہ نکالے ہیں کہ جن سے وہ نہ استغفار کرتے ہیں اور نہ توبہ،اور وہ بدعتیں ہیں عبادت کی صورت میں۔

(فتاوی رحیمیہ:ج2:ص171)

بدعتی قیامت کے دن آبِ کوثر سے محروم رہے گا

حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرمﷺ نے ارشاد فرمایا: میں حوض کوثر پر تم سے پہلے موجود ہوں گا، جو شخص میرے پاس آئے گا وہ اس کا پانی پئے گا اور جو ایک بار (یہ پانی) پی لے گا پھر اسے کبھی پیاس نہ ہوگی۔

کچھ لوگ میرے پاس وہاں آئیں گے جن کو میں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے مگر میرے اور اُن کے درمیان رکاوٹ ڈال دی جائے گی۔میں کہوں گا یہ تو میرے آدمی ہیں۔جواب ملے گا آپ نہیں جانتے انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا ایجاد کیا، یہ (سن کر) میں کہوں گا:سحقاًسحقاً: پھٹکار پھٹکار اُن لوگوں پر جنہوں نے میرے بعد میرا طریقہ بدل ڈالا۔

فائدہ: اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے حضور اکرم

ﷺ کی سنتوں کو چھوڑ کر دین میں نئی نئی بدعتیں ایجاد کر لی ہیں وہ قیامت کے دن حضور اکرم ﷺ کے حوض کوثر سے محروم رہیں گے۔ اِس سے بڑی محرومی کیا ہو سکتی ہے؟

(فتاوی رحیمیہ:ج2:ص172)

بدعتی کی تعظیم کرنا

حدیث شریف میں ہے کہ: جس نے بدعتی کی توقیر (تعظیم) کی اس نے اسلام (کی بنیاد) ڈھانے میں مدد کی۔ (فتاوی رحیمیہ:ج2:ص169)

بدعتی سے محبت کرنا

حضرت فضیل بن عیاض صاحبؒ فرماتے ہیں کہ: جو شخص کسی بدعتی سے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ جل شانہ اس کے نیک اعمال مٹا دیتا ہے اور اسلام کا نور اس کے دل سے نکال دیتا ہے۔

نوٹ: اس مقام سے خیال کرو کہ خود بدعتی کا کیا حال ہوگا۔

(فتاوی رحیمیہ:ج2:ص172)

بدعتی دین کو ناقص سمجھتا ہے

بدعت کی ایجاد و اختراع سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ (نعوذ باللّٰہ) دین ناقص تھا اور اس میں اس چیز کی کمی تھی جو بدعتی شخص بدعت ایجاد کر کے پوری کر رہا ہے (نعوذ باللّٰہ من ذٰلک)۔ اور یہ خیال بھی کفر ہے۔ کیونکہ ہمارا دین مکمل ہے اور اللہ تعالیٰ جل شانہ نے 23 سال کے عرصہ میں اپنے پیارے پیغمبر ﷺ پر وحی کے ذریعہ اس کی تکمیل فرمادی۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہیں:

:الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا: آج کے دن میں نے تمہارے لئے دین مکمل کردیا ہےاورتم پر اپنی نعمت پوری کردی اورتمہارے لئے اسلام کوبطور دین پسند کیا۔

یہ آیت کریمہ 9ہجری کو حجۃ الوداع کے موقع پرعرفہ کے دن عرفات کے میدان میں نازل ہوئی ،اورحضوراکرمﷺ نے جبل رحمت کے دامن میں اس کااعلان فرمایا۔اس لئے جمہورعلماءومفسرین کے نزدیک اس آیت کریمہ کے بعداحکام سے متعلق کوئی آیت نازل نہیں ہوئی۔تو جب دین مکمل ہوگیااوراس کی تکمیل کااعلان بھی اس طرح کردیا گیاتو پھراس میں بدعات کی پیوندکاری کی گنجائش کس طرح ہوسکتی ہے؟

توبدعتی شخص اپنی بدعت ایجادکرکے گویایہ ثابت کرناچاہتاہے کہ دین (نعوذباللہ)ناقص تھااورمیں اس طرح اس کی تکمیل کاسامان کررہاہوں،اس طرح وہ اپنے عمل سے اس آیت کریمہ کی تکذیب کرتا ہےاورکلام اللہ کی تکذیب کامجرم قرارپارہا ہے، اوراس کے ساتھ اللہ تعالیٰ جل شانہ اورحضوراکرمﷺ کی بھی تکذیب کاارتکاب کرتا ہے۔

مفتی اعظم ہند حضرت مولانامفتی محمدکفایت اللہ صاحبؒ لکھتے ہیں:اورفرمایا (حضوراکرمﷺ نے)کہ جوشخص بدعتی کی توقیراورتعظیم کرتا ہےوہ گویااسلام کے ڈھانے پر مددکرتا ہے،یہ کیوں؟اس لئے کہ بدعتی اللہ تعالیٰ جل شانہ اورحضوراکرمﷺ کی توہین کرتا ہے کہ اس کی کامل ومکمل شریعت میں اپنی طرف سے ایجادکرکے گویاخداتعالیٰ جل شانہ اور حضوراکرمﷺ کی جانب کوتاہی اورنقصان کی نسبت کرتا ہے یاخوداحکام تجویزکرکے اپنے لئے (تشریع احکام کا)خدائی منصب تجویزکرتا ہے،اس لئے وہ تو درحقیقت اسلام کوڈھارہا ہےاورجواس کی تعظیم وتکریم کرےوہ (نعوذباللّٰہ)اسلام کے ڈھانے میں اس کامددگار ہے۔(فتاوی رحیمیہ:ج2:ص189)

سنت کے مطابق وضو کرنے کا طریقہ اور اِس کے مسائل

کتاب کا یہ حصہ اہل اسلام اور محافظینِ وضو کے لئے ایک قیمتی سرمایہ ہے، جس سے سنت کے مطابق وضو سیکھی جا سکتی ہے، اور حضور اکرم ﷺ کے وضو کا طریقہ معلوم ہو سکتا ہے

(تالیف)

مولانا محبّ اللہ قریشی

(فاضل: جامعہ خیرالمدارس شیخ ماندہ ضلع کوئٹہ)

وضو کے مشروعیت کی وجہ

میرے محترم دوستو!

اسلام کا ہر ہر حکم فطرتِ انسانی سے ہم آہنگ اور اعتدال پر مبنی ہے۔اسی لئے اسلام نے باطنی پاکیزگی کی طرح ظاہری صفائی ستھرائی کو بھی بڑی اہمیت دی ہے ۔یہی وجہ ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے نہ صرف یہ کہ پاک صاف رہنے کی تلقین فرمائی ، بلکہ صفائی ستھرائی کا ایک پورا انتظام مرتب فرمادیا ہے۔پیشاب اور پاخانہ کے بعد استنجا کا حکم دیا گیا، جسم پر کوئی ناپاکی لگ جائے تو اُس کو دھونے کا حکم فرمادیا گیا،نماز کے لئے وضو کو ضروری قرار دیا گیا،اوراس میں اُن اعضا کو دھونے کا حکم دیا جوبار بار غبار آلود ہوکر میل کچیل سے زیادہ ملابس ہوں،اور اُن کا بار بار دھونا صحت کے لئے مفید بھی ہے،پھر اسی وضو کے دوران منہ کی صفائی کے لئے مسواک کی بھی خاص طور پر تاکید کی گئی اور مزید ترغیب وتشویق کی خاطر یہ خصوصی پروانہ بھی دیا گیا کہ قیامت کے دن وضو کے اعضا روشن ہوں گے اور نبی کریم ﷺ اُن اعضا سے خصوصی طور پر اپنی اُمت کو پہچانیں گے۔

پیش لفظ

میرے محترم دوستو!

اِس دورِ حاضر میں جہاں اور دیگر اُمورِ شرعیہ میں تکاسل،تغافل اور بے پرواہی میں اضافہ ہوا ہے اِسی طرح وضو کرنے میں بھی بے پرواہی،غفلت،مسائل سے ناواقفیت، خلافِ سنت اور مکروہ اُمور کا ارتکاب عام ہوا ہے۔

جو طبقہ عُرف میں ممتاز اور خواص کہلاتا ہے،جن کو اہلِ علم اور دیندار ہونے کا شرف حاصل ہے وہ بھی بسا اوقات وضو میں سنن و مستحبات کی رعایت اور سنت کے مطابق وضو کرنے سے غافل نظر آتے ہیں۔بھری مسجد میں سنت کے مطابق وضو کرکے آنے والے بہت کم لوگ نظر آتے ہیں۔

جہاں اس کا سبب تغافل اور دین سے بے پرواہی ہے وہیں اہم سبب طریقِ سنت سے جہالت اور نادانی اور سنن وآداب کا عدمِ استحضار اور ناواقفیت بھی ہے۔

یقیناً ہمارے لئے بہت بڑے خسارے اور رنج وافسوس کی بات ہے کہ سنت کے مطابق وضو نہ کیا جائے اور اس میں سنن وآداب کی رعایت نہ کی جائے،ایسی وضو سے بذمہ فرضیت کا سقوط تو ہوسکتا ہے مگر دینی و دنیاوی خوبیاں جو وضو سے وابستہ ہیں حاصل نہ ہوں گے،اور اس کے برکات وثمرات ظاہر نہ ہوں گے۔

لہذا وضو کو سنن و مستحبات کی رعایت کے ساتھ ادا کرنے کی کوشش کرے،اسے بوجھ سمجھ کر جلدی جلدی سے جان چھڑانے کی کوشش نہ کرے۔اطمینان،سکون،طمانیت کے

ساتھ سنن و آداب کی رعایت کرتے ہوئے ادا کرے تا کہ یہ بنیادی فریضہ کامل اور مکمل طور پر ادا ہو کر خداوند قدوس جل شانہ کی رضا و خوشنودی کا سبب بنے اور اس کے نفع و برکات کا آخرت کے علاوہ اس دنیا میں بھی حاصل ہو کر سعادت دارین کا سبب بنے۔

آج ہر چیز میں اچھائی اور کمال و حُسن مطلوب ہے مگر وضو جیسی دولت میں مفقود ہے، اس کی تلافی کے پیشِ نظر "یہ رسالہ" مرتب کیا گیا ہے۔ اس میں وضو کے تمام اعضاء کے متعلق سنن و آثار کو ذکر کیا گیا ہے۔ کہ آپ ﷺ کس اعضاء کو کس طریقے سے اور کس کیفیت سے دھوتے تھے، اس کی تفصیل، وضو کے سنن و آداب کو نہایت ہی بسط سے مستند حوالوں و ماخذ کے ساتھ بیان گیا ہے۔

کتاب کے اِس حصہ میں رسول اکرم ﷺ کے وضو کا مکمل طریقہ مستند ذخیرۂ کتب سے جمع کیا گیا ہے، کہ حضور اکرم ﷺ وضو میں اعضاء کو کس طرح دھوتے تھے۔

کتاب کا یہ حصہ اہل اسلام اور محافظینِ وضو کیلئے ایک قیمتی سرمایہ ہے، جس سے وضو سنت کے مطابق سیکھی جا سکتی ہے۔ اور حضور اکرم ﷺ کے وضو کا جو پورا طریقہ ہے معلوم ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو اُمت کے ہر فرد کے لئے آئینۂ عمل بنائیں، سنت کے مطابق وضو کی ترویج کا باعث بنائیں، اور رہتی دنیا تک اس کا استفادہ عام فرمائیں۔

یہ کتاب اس لائق ہے کہ مساجد میں اور دینی مجلسوں میں اور حسبِ سہولت گھروں میں پڑھ کر سنایا جائے، تا کہ سنت کے مطابق وضو کرنا اُمت میں عام ہو۔

(والسلام)

محب اللّٰہ قریشی

عرض مؤلف

الحمدللّٰه وکفی وسلم علی عباده الّذین اصطفی

وضو کوٹھیک ٹھیک سنت کے مطابق کرنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ہم لوگ بے فکری کے ساتھ وضو کے اعضاء جس طرح سمجھ میں آتا ہے، دھو لیتے ہیں، اور اس بات کی فکر نہیں کرتے کہ وہ اعضاء مسنون طریقے سے دھو لئے جائیں۔اس کی وجہ سے ہماری وضو سنت کے انوارات وبرکات سے محروم رہتی ہیں، حالانکہ ان اعضاء کوٹھیک ٹھیک دھو لینے سے نہ وقت زیادہ خرچ ہوتا ہے، نہ محنت زیادہ ہوتی ہے، بس ذرا سی توجہ کی بات ہے۔اگر ہم تھوڑی سی توجہ دے کر صحیح طریقہ سیکھ لیں اور اس کی عادت ڈالیں تو جتنے وقت میں ہم آج وضو کرتے ہیں، اتنے ہی وقت میں وہ وضو سنت کے مطابق ہو جائے گی، اور اس کا اجر وثواب بھی اور انوارات وبرکات بھی آج سے کہیں زیادہ ہوں گے۔

حضرات صحابہ کرامؓ کو وضو کا ایک ایک عمل خوب توجہ کے ساتھ سنت کے مطابق انجام دینے کا بڑا اہتمام تھا، اور وہ حضراتؓ ایک دوسرے سے سنتیں سیکھتے بھی رہتے تھے۔

اسی ضرورت کے پیش نظر احقر نے یہ رسالہ مرتب کیا، تا کہ ہماری وضو سنت کے مطابق ہو جائیں۔

وضو کے مسائل پر بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں بحمدللہ شائع ہو چکی ہیں، یہاں وضو کے تمام مسائل بیان کرنا مقصود نہیں ہے، بلکہ صرف وضو کے اعضاء کا طریقہ سنت کے

مطابق دھونے کیلئے چند ضروری چیزیں بیان کرنی ہیں اور اُن غلطیوں اور کوتاہیوں پر تنبیہ کرنی ہے جو آج کل بہت زیادہ رواج پا گئی ہیں۔

اِن چند مختصر باتوں پر عمل کرنے سے انشاءاللہ وضو کی کم ازکم ظاہری صورت سنت کے مطابق ہوجائے گی اور ایک مسلمان اپنے پروردگار کے حضور کم ازکم یہ عرضداشت پیش کر سکے گا کہ:

تیرے محبوب کی یارب! شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تُو کردے، میں صورت لے کے آیا ہوں

وماتوفیقی اِلّاباللّٰہ علیہ توکّلت والیہ انیب

(العارض)

محبّ اللّٰہ قریشی

تاریخ: 22:2:2023ء

وضو کے فضائل اور برکات

وضو کے چمکدار نشانات سے قیامت کے دن اُمت محمد ﷺ کی پہچان ہوگی

1۔۔۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میں اپنی اُمت کو قیامت کے دن پہچان لوں گا۔ کسی نے معلوم کیا کہ حضرت ﷺ! اتنے کثیر مجمع میں آپ ﷺ کیسے پہچان لیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک پہچان ہوگی، وہ یہ کہ وضو کی وجہ سے اُن کے منہ، ہاتھ، پیر چمکتے ہوں گے۔(مسائل رفعت قاسمی:مسائل وضو:ج1:ص16)

2۔۔۔حضرت جابرؓ نے آپ ﷺ سے پوچھا: اُمت کے جن لوگوں کو آپ ﷺ نے نہیں دیکھا، اُن کو کیسے پہچانیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وضو کے نشانات کی چمک سے، کہ وہ چمکدار ہوں گے۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص514)

3۔۔۔حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہماری اُمت کو نشانات کے چمکنے سے پہچانا جائے گا۔ بس جو چاہے اس کے نشانات بڑھے ہوں وہ ایسا کرے (یعنی وضو مکمل طور پر اچھی طرح ادا کرے)۔
(شمائل کبریٰ:ج3:ص514)

4۔۔۔حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ میری

اُمت کے لوگ سفید پیشانی ،سفید ہاتھ اور پاؤں والے ہوں گے وضو کے آثار سے،پس جو چاہتا ہے تم میں سے کہ اپنی سفیدی کو دراز کردے تو اس کو چاہئے کہ وہ دراز کرے۔

(نماز مسنون کلاں:ص70)

5۔۔۔۔حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ :مؤمن کا زیور اُس مقام تک پہنچے گا جہاں تک وضو پہنچتا ہے۔

(نماز مسنون کلاں:ص 70)

باوضو رہنے کے فضائل

1۔۔۔۔حضرت انسؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو باوضو سوئے اور اسی رات میں انتقال ہو جائے تو شہید مرتا ہے (یعنی شہادت کا ثواب پاتا ہے)۔

(وضو کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا:ج 2:ص 55:54)

2۔۔۔۔حضرت انسؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو باوضو سوئے اور اسی رات انتقال ہو جائے تو شہید مرتا ہے (یعنی شہادت کا ثواب پاتا ہے)۔

(شمائل کبریٰ:ج3:ص518)

3۔۔۔۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:اگر تم طاقت رکھتے ہوں ہر وقت وضو سے رہنے کی تو ایسا کرو،پس جس کو موت اس حالت میں آئے کہ وہ باوضو ہو تو اسے شہادت (کا ثواب)مرحمت ہوگا۔(مسائل رفعت قاسمی:مسائل وضو:ج1:ص16)

4۔۔۔۔حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:اے بیٹے!اگر تم سے ہو سکے تو ہمیشہ باوضو رہا کرو،ملک الموت جب بندے کی روح قبض کرتے ہیں تو اگر وہ باوضو ہوتا ہے تو شہادت اس کے لئے لکھتے ہیں۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص509)

5۔۔۔۔حضرت عمر بن عیینہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:جو شخص

طہارت کی حالت میں رات گزارتا ہے تو اس کے ساتھ بستر میں ایک فرشتہ ہو جاتا ہے۔ جب یہ شخص کروٹ لیتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے: اے اللہ! اپنے اس بندے کی مغفرت فرما اس نے باوضو رات گزاری۔(مجمع الزوائد:ج1:ص232)

6.....حافظ ابن حجرؒ نے ابومرایہ العجلی کے طریق سے ذکر کیا ہے کہ جو شخص پاکی کی حالت میں بستر پر آتا ہے اور ذکر کرتا ہوا سو جاتا ہے تو اس کا بستر مسجد بن جاتا ہے، اور وہ نماز و ذکر کی حالت میں رہتا ہے، یہاں تک کہ بیدار ہو جائے۔

(فتح الباری:ج11:ص110)

7.....باوضو سونے والے انسانوں سے شیاطین کھیلتے نہیں (یعنی ان کو پریشان نہیں کرتے)۔(فتح الباری:ج5:ص176)

فائدہ: باوضو سونے سے شیاطین و جنات کے حملے نہیں ہوتے، ان سے حفاظت رہتی ہے۔ آسیب اور خوابہائے پریشانی سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔ خصوصاً جو نیند میں ڈرتے ہوں اُن کے لئے باوضو سونا حفاظت کا ذریعہ ہے(شمائل کبریٰ:ج1:ص219)

8.....باوضو رہنے سے آدمی شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ احادیث شریف میں ہے کہ ہر وقت باوضو رہنا سوائے مؤمن کامل کے اور کسی سے نہیں ہو سکتا۔

(مسائل رفعت قاسمی:مسائل وضو:ج1:ص16)

9.....باوضو نماز کے لئے مسجد میں جانے میں ہر قدم پر گناہ معاف ہوتے ہیں اور ثواب ملتا ہے۔(مسائل رفعت قاسمی:مسائل وضو:ج1:ص16)

10.....باوضو مسجد میں نماز کا انتظار کرنے سے جتنا وقت انتظار میں گزرتا ہے وہ سب نماز میں شمار ہوتا ہے اور نماز کا ثواب ملتا ہے۔

(مسائل رفعت قاسمی:مسائل وضو:ج1:ص16)

11.....حضرت عبداللہ بن بریدہؓ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک دن حضرت بلالؓ کو بلوایا اور فرمایا: کہ کیابات ہے کہ تم جنت میں مجھ سے آگے تھے۔ میں گزشتہ رات جنت میں داخل ہوا (خواب میں) تو میں نے اپنے اور تمہارے کھڑاؤں کی آواز سنا؟ اس پر حضرت بلالؓ نے فرمایا: کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے اذان دی ہو اور دو رکعت نماز نہ پڑھی ہو، اور کبھی ایسا نہ ہوا کہ وضوٹوٹا ہو اور وضو نہ کیا ہو (یعنی ہمیشہ باوضو رہتا ہوں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسی وجہ سے تم نے یہ مرتبہ پایا۔

فائدہ: دیکھئے! جنت میں یہ درجہ دو رکعت نماز کی ہمیشگی اور باوضو رہنے کی وجہ سے ملا۔ کتنی بڑی فضیلت ہے باوضو رہنے کی۔ (شمائل کبریٰ: ج3: ص509)

وضو کرنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں

1.....حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب مسلمان بندہ یا مومن بندہ وضو کرتا ہے اور اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو اس کے چہرے کے گناہ جسے آنکھ سے دیکھا ہوگا پانی کے قطرے کے ساتھ یا آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتے ہیں۔ اور جب وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کے تمام گناہ جسے ہاتھوں نے کیا ہوگا، پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتے ہیں۔ اور وہ جب اپنے دونوں پیروں کو دھوتا ہے تو اس کے تمام گناہ جس کی طرف اس کا پیر چلا ہوگا پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ گناہوں سے بالکل صاف ہوجاتا ہے۔ (شمائل کبریٰ: ج3: ص515)

2.....نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وضو کرنے سے اللہ تعالیٰ جل شانہ صغیرہ (چھوٹے) گناہوں کو معاف کرتا ہے اور آخرت میں بڑے مرتبے دیتا ہے اور وضو کرنے

100

سے تمام بدن کے گناہ نکل جاتے ہیں۔(مسائل رفعت قاسمی: مسائل وضو: ج 1:ص 15)

3.....حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے اچھی طرح وضو کیا(سنن و آداب کا خوب خیال رکھا) تو گناہ(صغیرہ) اس کے جسم سے نکل جاتے ہیں، یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے نکل جاتے ہیں۔

(نماز مسنون کلاں:ص 70)

4.....حضرت عثمانؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جو مردِ مسلم کہ اس کے پاس فرض نماز حاضر ہوتی ہے اور وہ اچھی طرح وضو کرتا ہے، اور عاجزی سے وہ نماز پڑھتا ہے اور رکوع کرتا ہے تو وہ نماز اس کے پہلے گناہوں کا کفارہ بنتی ہے جب تک کہ وہ کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کرے۔(نماز مسنون کلاں:ص70)

سونے سے پہلے وضو کرنا مسنون ہے

1.....باوضو سونا سنت ہے۔(وضو کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج 2:ص 54)

2.....حافظؒ نے لکھا ہے کہ باوضو سونا سنت ہے۔

(فتح الباری:ج 11:ص111)

3.....حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو نماز کی طرح وضو فرماتے۔(شمائل کبریٰ:ج 1:ص218)

4.....باوضو سونا سنت ہے۔(شمائل کبریٰ:ج 3:ص518)

5.....رات کو اور قیلولہ کے وقت اگر ممکن ہو تو وضو کر لے ورنہ تیمم کر کے سوئیں۔

(فتاویٰ شیخ الاسلام:ص 17)

وضو کے باوجود وضو کرنا

وضو کے باوجود وضو کرنا مسنون ہے۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص511)

عیادت کے لئے وضو کرنا سنت ہے

عیادت کے لئے جانے کے واسطے وضو کر کے جانا سنت ہے۔
(وضو کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ج2:ص79)

وضو کی وجہ سے جسم کے زہریلے مواد اطرافِ بدن سے خارج ہوتے ہیں

طبی مشاہدہ ہے کہ انسان کے اندرونی جسم کے زہریلے مواد اطرافِ بدن سے خارج ہوتے رہتے ہیں اور وہ ہاتھ، پاؤں یا اطراف منہ اور سر پر آ کر ٹھہر جاتے ہیں اور مختلف اقسام کے زہریلے پھوڑے، پھنسیوں کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور اطرافِ بدن کو دھونے سے وہ گندے مواد دفع ہوتے رہتے ہیں یا تو جسم کے اندر ہی اندر اُن کا جوش پانی سے بجھ جاتا ہے یا خارج ہوتا رہتا ہے۔(مسائل رفعت قاسمی:مسائل وضو:ج1:ص17)

طہارت جراثیم کش ہے

اسلام نے زندگی کے ہر شعبے میں طہارت (پاکی) قائم کرنے کو بڑا اہم قرار دیا ہے، کیونکہ صفائی اور طہارت انسانی زندگی کا ایک لازمی جزو ہے۔اس لئے اسلام نے اپنے ماننے والوں کو جسم ولباس، گھربار، گلی و بازار، جذبات وخیالات، مسجد و مکتب، گویا کہ انسان کا جس چیز کے ساتھ بھی تعلق ہے اسے پاک وصاف رکھنے کا حکم دیا ہے۔لیکن جسم ولباس اور

جگہ کی طہارت کا معیار جو اسلام نے قائم کیا ہے وہ دنیا کے کسی مذہب میں نہیں ہے ۔

یہی وجہ ہے کہ شریعت میں قدم قدم پر پا کی پر زور دیا گیا ہے، بلکہ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں جابجا تاکید کی گئی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ انسانی زندگی کا اصل مقصد عبادتِ الٰہی اور اطاعت ہے اور یہ دونوں حکم یعنی عبادت اور اطاعت اُسی وقت انسان پر لاگوں ہوتے ہیں جب انسان تندرست وتوانا ہو،اور جب انسانی جسم لاغر اور معذور ہوگا تو اُس پر شریعت نے نرمی کا اُصول رکھا ہے اور قواعد اور ضوابط کی گرفت سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

صحت وتندرستی کی بقا کیلئے پا کی بہت ضروری ہے۔اگر انسان اپنے جسم ولباس اور خوراک، رہنے و سہنے اور عبادت کرنے کی جگہ کو پاک صاف نہ رکھے گا تو وہ آئے دن طرح طرح کی بیماریوں کا شکار ہوکر کمزور و لاغر ہو جائے گا اور عبادت کے قابل نہیں رہے گا۔اس لئے اسلام نے وضو،غسل،آدابِ رفع حاجت اور نجاستوں سے پاکیزگی کے احکام دیئے ہیں تا کہ انسان اپنی صحت وتندرستی کو برقرار رکھ سکے اور خبیث بیماریوں سے بچا رہے۔

انسان کا جسم ایک مشین کی طرح ہے،اگر مشین کو گردوغبار سے صاف نہ رکھا جائے تو کچھ عرصہ بعد مشین گندگی کی وجہ سے کام کرنا چھوڑ دے گی ۔ایسے ہی مسلسل محنت اور کام کاج کرنے سے انسان کا جسم گندہ ہو جاتا ہے یا کسی اور وجہ سے جسم پر گندگی لگ جاتی ہے،اگر اس کو صاف نہ کیا جائے تو جسم سے بدبو آنے لگے گی اور مختلف قسم کے جراثیم پیدا ہوکر انسان بیماریوں کا شکار ہو جائے گا۔

اگر منہ کی صفائی کا خیال نہ کریں تو معدے اور گلے کی بہت سی بیماریاں جسم میں پیدا ہو جائیں گی ،اگر دانتوں کی صفائی نہ کی جائے تو انسان پائریا وغیرہ کی خبیث اور موذی

امراض کا شکار بن جائے گا، اگر ناک کو مواد غلیظہ اور اس کی ریزش سے صاف نہ رکھا جائے تو ذہن کی بلادت عقل کی سکی وغیرہ کی شکایات رونما ہو جائیں گے، ہاتھ اور منہ نہ دھوئیں تو گرد وغبار جمع ہو کر چہرے کا رنگ و روپ بگاڑ دیں گے، خون میں فساد پیدا ہو جائے گا اور انسان پھوڑے وپھنسی وغیرہ کا ہمیشہ شکار رہے گا۔ غرض یہ کہ جسمانی صحت وتندرستی کیلئے اُن اعضا کو بار بار دھونا، اُن پر پانی بہانا اور اُن کو تر رکھنا ضروری ہے جو غبار آلود ہوتے رہتے ہیں۔

(مسائل رفعت قاسمی:مسائل وضو:ج1:ص19)

سنت اور آداب کی رعایت کرتے ہوئے وضو کرنے کی فضیلت:

1.....حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بیٹے! تم پر وضو کامل طور پر اہتمام سے کرنا لازم ہے۔ اس سے تمہارے کراماً کاتبین محافظین فرشتے تم سے محبت کریں گے اور تمہاری عمر میں برکت ہوگی۔

(وضو کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج2:ص77)

2.....حضرت عمر بن خطابؓ سے مروی ہے کہ کامل وضو سے شیطان بھاگتا ہے۔

فائدہ: سنت کے مطابق وضو کرنے سے شیطان دفع ہو جاتا ہے۔ چونکہ یہ مؤمن کا ہتھیار ہے اور ہتھیار سے دشمن مرعوب ہوتا ہے۔ (شمائل کبریٰ: ج3:ص516)

3.....حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم نماز (کے لئے کھڑے ہونے) کا ارادہ کرو تو اچھی طرح وضو کرو۔ (کنز العمال:ص228)

4.....حضرت عثمانؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے وضو فرمایا، پھر فرمایا: جو میری طرح وضو کرے گا (سنن وآداب کی رعایت کے ساتھ) اس کے پچھلے گناہ معاف

ہو جائیں گے۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص515)

5.....حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا: جو تم میں سے وضو کرتا ہے (سنتوں کی رعایت کے ساتھ) اچھی طرح کامل وضو کرتا ہے، پھر نماز ہی کے واسطے مسجد آتا ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ جل شانہ اس طرح خوش ہوتے ہیں جس طرح کوئی اپنے غائب کے آنے سے خوش ہوتا ہے۔(وضو کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج1: ص97)

6.....حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرمﷺ نے فرمایا: جس نے اچھی طرح وضو کیا (سنن و آداب کا خوب خیال رکھا) تو گناہ (صغیرہ) اس کے جسم سے نکل جاتے ہیں، یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے نکل جاتے ہیں۔

(نماز مسنون کلاں: ص70)

7.....نبی کریمﷺ نے فرمایا: جو کوئی مسنون طریقے سے وضو کرے اور اس کے بعد کلمہ شہادت پڑھے، اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے، جس دروازے سے چاہے جائے۔(مسائل رفعت قاسمی: مسائل وضو: ج1: ص16)

8.....حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ آپﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہماری اُمت کو نشانات کے چمکنے سے پہچانا جائے گا۔ بس جو چاہے اس کے نشانات بڑھے ہوں وہ ایسا کرے (یعنی وضو مکمل طور پر اچھی طرح ادا کرے)۔

(شمائل کبریٰ:ج3:ص514)

9.....حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: کیا میں تم کو وہ اعمال نہ بتاؤں جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ جل شانہ گناہوں کو مٹاتا ہے اور درجے بلند فرماتا ہے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: حضرتﷺ! ضرور بتلائیں۔ آپﷺ نے فرمایا:

1.....تکلیف اور ناگواری کے باوجود پوری طرح کامل وضو کرنا۔

2.....مسجدوں کی طرف قدم زیادہ بڑھانا۔

3.....اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا منتظر رہنا۔پس یہی ہے حقیقی رباط،یہی ہے اصلی رباط۔

تشریح: اس حدیث شریف میں رسول اکرم ﷺ نے تین عملوں کی ترغیب دی ہے اور فرمایا ہے کہ اِن اعمال سے گناہ معاف ہوتے ہیں،اور درجوں میں ترقی ہوتی ہے۔ایک یہ ہے کہ وضو میں اگر کسی وجہ سے تکلیف اور مشقت ہو تو اِس کے باوجود وضو پورا پورا کیا جائے اور اس میں خلافِ سنت اختصار سے کام نہ لیا جائے۔مثلاً سردی کا موسم ہے اور پانی ٹھنڈا ہے یا پانی کم ہے جو پورا وضو سنت کے مطابق کرنے اور ہر عضو کو تین تین دفعہ دھونے کے لئے کافی نہیں ہوسکتا، بلکہ ایسا کرنے کے لئے پانی کچھ دُور چل کر لانا پڑتا ہے تو ایسی صورت میں تکلیف اور مشقت اُٹھا کر سنت کے مطابق کامل وضو کرنا ایسا محبوب عمل ہے جس کی برکت سے بندے کو گناہوں سے پاک صاف کردیا جاتا ہے اور اس کے درجے بلند کردیئے جاتے ہیں۔(معارف السنۃ:ج1:ص 44)

سوال: بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ بسا اوقات جلدی میں ہوتے ہیں اور جماعت کے فوت ہونے کے ڈر سے وضو میں سنن وغیرہ پورے نہیں کرتے۔تو کیا وضو کی سنن کو چھوڑ کر جماعت میں شامل ہونا چاہئے یا سنن کو پورا کیا جائے؟اگر چہ جماعت فوت ہوجانے کا خطرہ ہو؟

جواب: شریعت مقدسہ میں :اسباغ وضو: کا حکم ہے،یعنی وضو کے جملہ فرائض،سنن اور آداب کو پورا کرنے کا حکم ہے۔اس لئے جماعت کے فوت ہونے کے خوف سے سننِ وضو ترک نہ کی جائیں اگر چہ جماعت فوت ہوجائے۔

(فتاوی حقانیہ:ج2:ص 497)

106

سنت کے مطابق وضو اپنانے کا طریقہ

میرے محترم قارئین کرام!

اگر آپ چاہتے ہوں کہ آپ سنت کے مطابق وضو سیکھ کر ہمیشہ سنت کے مطابق وضو کریں تو سنت کے مطابق وضو اپنانے کا طریقہ یہ ہے کہ نیچے لکھے گئے وضو کی سنتوں میں سے دو سنتوں کو اپنے ذہن میں محفوظ کر لے اور پانچ دن تک وضو کرتے ہوئے اُن دونوں سنتوں پر عمل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔جب وہ دونوں چیزیں آپ کی عادت بن جائیں تو پھر دو اور سنتوں کو اپنے ذہن میں محفوظ کر کے پانچ دن تک وضو کے دوران اُن پر عمل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔اس طرح وہ بھی آپ کی عادت بن جائے گی۔اسی طرح دو دو سنتوں کو پانچ پانچ دن تک اپنانے کی کوشش کرتے رہیں، چند وقت میں آپ کا پورا وضو سنت کے مطابق ہو جائے گا۔(ان شاء اللّٰہ)

1..... بیٹھ کر وضو کرنا:

(1) بیٹھ کر وضو کرنا مستحب ہے۔(فتاوی دارالعلوم زکریا:ج1:ص610)

(2) افضل یہ ہے کہ بیٹھ کر وضو کیا جائے۔

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل:ج3:ص74)

(3) کھڑے ہو کر وضو کرنا جائز ہے مگر خلافِ ادب ہے۔

(فتاوی فریدیہ:ج2:ص42)

2..... اُونچی جگہ پر بیٹھ کر وضو کرنا:

(1) وضو کے آداب میں سے ہے کہ اُونچی جگہ پر بیٹھ کر وضو کیا جائے۔

(خیر الفتاوی:ج2:ص 87)

(2) وضو کرنے والے کو چاہئے کہ وضو کرتے وقت کسی اونچی جگہ پر بیٹھے کہ چھینٹے اُڑ کر اُوپر نہ پڑیں۔(فتاوی دارالعلوم زکریا:ج1:ص610)

(3) کسی اُونچی جگہ پر وضو کرنا چاہئے۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص523)

(4) ناپاک مقام پر وضو نہ کرنا چاہئے (کیونکہ پھر چھینٹے اس کے کپڑوں پر لگے گے)۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص523)

3..... قبلہ رُخ ہو کر وضو کرنا:

(1) وضو کے آداب میں سے ہے کہ قبلہ رُو بیٹھ کر وضو کیا جائے۔

(خیر الفتاوی:ج2:ص 87)

(2) افضل یہ ہے کہ قبلہ رُخ ہو کر وضو کیا جائے۔

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل:ج3:ص74)

(3) اگر آسانی سے ہو سکے تو بوقتِ وضو استقبالِ قبلہ مستحب ہے۔

(فتاوی قاسمیہ:ج5:ص 53)

(4) قبلہ رُخ ہو کر وضو کرنا مستحب ہے، جبکہ اس کا انتظام ہو، ورنہ جس طرف آسانی ہو وضو کر سکتا ہے۔(جواہر الفتاوی:ج5:ص154)

(5) وضو کرنے والے کو چاہئے کہ وضو کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کر کے وضو کرے۔(فتاوی دارالعلوم زکریا:ج1:ص610)

4..... وضو کا برتن بائیں جانب رکھنا:

وضو کے برتن کو بائیں جانب رکھنا مثلاً لوٹا آفتابہ وغیرہ۔

(شمائل کبریٰ:ج3:ص524)

5..... نیت کرنا اور نیت کرنے کا وقت:

(1) وضو سے پہلے پاکی حاصل کرنے کی نیت کرنا۔

(شمائل کبریٰ:ج3:ص522)

(2) وضو میں نیت کرنا سنت مؤکدہ ہے، قصداً ترک کرنا گناہ ہے، اگر وضو بغیر نیت کے کرلیا تو ایسے وضو کا اعادہ کرنا مستحب ہے۔

اور وضو کی غرض سے جب استنجاء کے لئے نکل جاوے تب ہی نیت کی جائے، البتہ اگر استنجا کی ضرورت نہ ہو تو ہاتھ دھونے کے وقت نیت کی جائے۔

(جواھر الفتاوی:ج5:ص155)

6..... وضو سے پہلے مسواک کرنا:

(1) وضو میں مسواک کرنا سنت مؤکدہ ہے۔(کفایت المفتی:ج3:ص347)

(2) ہر نماز کے لئے وضو کرنے سے پہلے مسواک کرنا سنت ہے۔

(بخاری شریف:ص87)

(3) حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ رات دن میں، جب بھی بیدار ہوتے تو وضو سے پہلے مسواک فرماتے۔(البنایہ:ج1:ص145)

مسواک پکڑنے کا طریقہ:

109

(1)مسواک کودائیں ہاتھ سے پکڑے۔(عمدۃ القاری:ج3:ص175)

(2)مسواک پکڑنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ چھنگلی (چھوٹی انگلی)مسواک کے نیچے کی طرف اور انگوٹھا مسواک کے سرے کے نیچے اور باقی انگلیاں مسواک کے اوپر ہوں۔
(اسوۂ رسول اکرم ﷺ:ص167)

(3)مسواک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مسواک دائیں ہاتھ میں اس طرح لے کہ مسواک کے ایک سرے کے قریب انگوٹھا اور دوسرے سرے کے نیچے آخری انگلی اور درمیان میں اوپر کی جانب اور انگلیاں رکھے، اور مٹھی باندھ کر نہ پکڑے۔
(وضو کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ج2:ص211)

مسواک کرنے کا طریقہ:

(1)مسواک دانتوں میں عرضاً، اور زبان پر طولاً کرنی چاہئے۔ دانتوں کے ظاہر وباطن اور اطراف کو بھی مسواک سے صاف کیا جائے اور اسی طرح منہ کے اُوپر اور نیچے کے حصے اور جبڑے وغیرہ میں بھی مسواک کرنی چاہئے۔(بیہقی:ص166)

(2)مسواک دانتوں کے عرض میں نہیں کرنا چاہئے، یعنی دائیں بائیں پر چلانا چاہئے اُوپر سے نیچے نہیں چلانا چاہئے۔(وضو کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ج2:ص212)

(3)حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ مسواک کو دانتوں کی چوڑائی میں کرتے لمبائی میں نہ کرتے۔(عمدۃ القاری:ص185)

فائدہ: بیشتر علمائے محققین نے مسواک کو عرضاً دانتوں کی چوڑائی میں یعنی دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں کرنا ہی مسنون ومستحب لکھا ہے۔
(شمائل کبریٰ:ج3:ص464)

110

مسواک دائیں طرف سے شروع کرنا:

(1) مسواک کرنے میں دائیں جانب سے شروع کرے پھر بائیں جانب کرے۔(طحاوی علی المراقی:ص 38)

(2) دانتوں پر دائیں طرف سے مسواک کرنا اور ملنا مستحب ہے۔

(وضو کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج 2: ص 220)

زبان پر مسواک کرنے کا طریقہ:

(1) علامہ شامیؒ لکھتے ہیں کہ مسواک دانتوں پر چوڑائی میں کرے اور زبان میں طولاً کرے۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص465)

(2) حضرت موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ زبان مبارک پر مسواک فرما رہے تھے۔

(النهایه:ص 149)

اتفاقاً مسواک نہ ہو یا عذر ہو تو انگلی سے مسواک کرنا:

(1) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: انگلی مسواک کے قائم مقام ہے۔یعنی مسواک نہ رہنے پر انگلی سے کام لیا جا سکتا ہے(شمائل کبریٰ: ج 3: ص 467)

(2) اگر کسی شخص کے پاس مسواک نہ ہو یا منہ میں دانت نہ ہو یا اس کے استعمال سے تکلیف اور ضرر کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں اپنی دائیں ہاتھ کی انگلی سے دانت مل کر دانت صاف کرے۔اس کے لئے انگلی سے دانت صاف کرنا مسواک کے قائم مقام بن سکتی ہے۔(وضو کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج 2: ص 227)

(3) مسواک نہ ہونے کی صورت میں اگر انگلی سے مسواک کرنا مقصود ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ منہ کے دائیں جانب اوپر اور نیچے انگوٹھے سے صاف کرے اور اسی طرح بائیں جانب شہادت کی انگلی سے کرے۔ (اسوۂ رسول اکرم ﷺ: ص168)

(4) کلی کرتے وقت دانت ملنے کی ابتداء دائیں طرف سے کرنا مستحب ہے۔

(کتاب النوازل: ج3: ص83)

7.....وضو کے شروع میں: تعوّذ: اور: تسمیہ: پڑھنا:

(1) حضرت وہاج بن عبدالرحمٰنؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اُس کا وضو نہیں جو: بسم اللّٰہ: نہ پڑھے۔

فائدہ: یعنی وضو کامل جس پر سنت کا ثواب ملتا ہے وہ نہیں ملے گا ورنہ تو وضو ہو جائے گا اور ظاہری طہارت حاصل ہو جائے گی۔ (شمائل کبریٰ: ج3: ص480)

(2) وضو سے قبل: تسمیہ: پڑھنا سنت ہے۔ بعض فقہاء نے: بسم اللّٰہ: سے پہلے: اعوذ باللّٰہ: پڑھنے کو بھی افضل قرار دیا ہے۔

(آپ کے مسائل کا حل: ج2: ص31)

8..... وضو کے درمیان میں یہ دعا پڑھتے رہے:

:اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ وَوَسِّعْ لِيْ فِيْ دَارِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْ رِزْقِيْ: (معارف السنۃ: ج2: ص426)

9..... اوّلاً دونوں ہاتھوں کو دھونا:

(1) اوّلاً شروع میں دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک دھونا۔

(شمائل کبریٰ:ج3:ص483)

(2) دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک تین مرتبہ دھوئے (شمائل کبریٰ:ج3:ص483)

ہاتھ میں انگوٹھی ہو تو وضو کرتے وقت اسے حرکت دینا:

انگوٹھی کی وجہ سے بسا اوقات انگلی کی کھال پر پانی نہیں پہنچ پاتا، اگر انگوٹھی ذرا تنگ ہو تو پھر پانی پہنچنا مشکل ہو جاتا ہے، اس لئے انگوٹھی کو حرکت دینا ضروری ہے۔

اگر انگوٹھی ڈھیلی اور کشادہ ہو تو دونوں ہاتھوں میں انگوٹھی کا گھمالینا کافی ہے کہ پانی اس میں چلا جائے گا۔ (شمائل کبریٰ:ج3:ص499)

10..... کلی کرنا:

(1) تین مرتبہ کلی کرنا۔ (شمائل کبریٰ:ج3:ص522)

(2) منہ میں دائیں ہاتھ سے پانی ڈالنا سنت ہے (شمائل کبریٰ:ج3:ص522)

(3) کلی کرنے میں ہر مرتبہ نیا پانی لینا سنت ہے۔ (شمائل کبریٰ:ج3:ص522)

(4) روزہ کی حالت میں کلی کرنے میں مبالغہ نہ کرے، یعنی غرارہ نہ کرے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ حلق میں پانی اُتر جائے۔ البتہ روزہ کی حالت میں نہ ہو تو غرارہ کرے، دائیں بائیں اور حلق تک پانی بھرنا۔ (شمائل کبریٰ:ج3:ص522)

(5) وضو کرتے وقت قبلہ کی طرف تھوکنا مکروہ ہے۔ اگر قبلہ کی طرف منہ ہو مگر نیچے زمین کی طرف تھوکے تو اس میں کوئی کراہت نہیں۔ (احسن الفتاوی:ج2:ص17)

11..... ناک میں پانی ڈالنا:

(1) تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالنا۔ (شمائل کبریٰ:ج3:ص522)

(2) دائیں ہاتھ سے ناک میں پانی ڈال کر بائیں ہاتھ سے صاف کرنا سنت ہے۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص484)

(3) ناک میں پانی ڈالنے کے لئے ہر مرتبہ الگ الگ پانی لینا سنت ہے۔
(شمائل کبریٰ:ج3:ص522)

(4) اگر ناک میں گندگی ریزش وغیرہ ہو تو بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی کو داخل کر کے صاف کرے۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص484)

(5) روزہ کی حالت میں ناک میں مبالغہ سے پانی نہ کھینچے کہ پانی اوپر چڑھ جائے اور روزہ فاسد ہو جائے۔اور روزہ نہ ہونے کی صورت میں مبالغہ کرنا یعنی ناک میں پانی خیشوم بانسہ تک پہنچانا۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص485)

12..... چہرے کو تین مرتبہ دھونا:

چہرے کو تین مرتبہ دھونا سنت ہے۔گو دو مرتبہ دھونا بھی جائز ہے۔اور ایک مرتبہ تو دھونا فرض ہے،اور پورے چہرے کو دھونا فرض ہے۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص486)

چہرہ دھونے کی حد:

(1) پیشانی کے بال جہاں ہیں اس کے نیچے سے لے کر ٹھوڑی تک اور ایک کان سے لے کر دوسرے کان کی حد تک۔اس کا دھونا ایسے طور پر فرض ہے کہ پانی کا قطرہ ٹپکے۔محض بھیگے ہاتھ یا کپڑے سے پونچھ دے تو وضو نہ ہوگا۔
(شمائل کبریٰ:ج3:ص486)

(2) چہرہ کی حد،عرض میں ایک کان سے دوسرے کان تک ہے اور لمبائی میں سر کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے حلق تک ہے۔(امداد الاحکام:ج1:ص343)

دونوں ہاتھوں سے چہرہ دھونا سنت ہے:

(1) حضور اقدس ﷺ نے دونوں ہاتھوں سے چہرہ مبارک دھویا ہے۔لہذا ایک ہاتھ سے چہرہ دھونا خلافِ سنت ہے۔(فتاوی حقانیہ:ج2:ص 491)

(2) وضو میں چہرہ ایک ہاتھ سے دھونا خلافِ سنت ہے۔

(امدادالاحکام:ج1:ص 347)

چہرہ پر آہستہ سے پانی مارنا:

مسنون یہ ہے کہ دائیں ہاتھ میں پانی لے کر آہستہ سے چہرے پر مارے،مگر اتنے زور سے نہ مارے کہ بغل والے پر چھینٹ پڑے۔

(شمائل کبریٰ:ج3:ص486)

منہ اور دونوں آنکھوں کو مبالغہ کے ساتھ بند نہ رکھنا:

وضو کرتے ہوئے منہ اور دونوں آنکھوں کو مبالغہ کے ساتھ بند نہ رکھنا۔

(شمائل کبریٰ:ج3:ص525)

کان اور رُخسار کے درمیان کا حصہ دھونا:

(1) کان اور رخسار کے درمیان والا حصہ چہرے کے حکم میں داخل ہے۔وضو میں جس طرح چہرے کا دھونا فرض ہے اسی طرح اس جگہ کا دھونا بھی فرض ہے۔اکثر لوگ اس میں بے احتیاطی کرتے ہیں۔(وضو کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا:ج2:ص130)

(2) جو حصہ کان اور رخسار کے درمیان ہے اس کا وضو میں دھونا فرض ہے۔

(فتاوی محمودیہ:ج5:ص43)

سوال: بعض لوگ جلدی میں وضو کرتے ہوئے کان اور رُخسار کے درمیان والے حصے کو خشک چھوڑ دیتے ہیں۔کیا اس سے وضو پر کوئی اثر پڑے گا یا نہیں؟

جواب: فقہی تصریحات کے رُو سے رُخسار کے درمیان والا حصہ چہرے کے حکم میں داخل ہے۔وضو میں جس طرح چہرے کا دھونا فرض ہے اسی طرح اس جگہ کا دھونا بھی فرض ہے۔(فتاوی حقانیہ:ج2:ص496)

آنکھوں کے دونوں پلکوں اور دونوں کناروں میں پانی پہنچانا:

آنکھوں کے دونوں پلکوں میں اور دونوں کناروں میں چہرے کے دھونے کے درمیان پانی پہنچانا واجب ہے۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص523)

13..... داڑھی کا خلال کرنا:

(1) اگر داڑھی اتنی ہلکی ہو کہ اس میں سے چہرے کی کھال نظر آتی ہو تو کھال تک پانی پہنچانا ضروری ہے ورنہ نہیں۔بال جو چہرے کی حد کے اندر ہیں ان کا دھونا فرض ہے اور جو ٹھوڑی سے نیچے لٹک رہے ہیں ان کا دھونا ضروری نہیں،اولی ہے۔

(احسن الفتاوی:ج2:ص16)

(2) جن کی داڑھی گھنی ہو کھال نظر نہ آتی ہو ان کے لئے دھونے کے بجائے اس جگہ کا خلال کرنا سنت ہے۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص487)

سوال: بھنویں یا داڑھی یا مونچھا گر اس قدر گھنی ہیں کہ کھال نظر نہ آئے تو اس کھال کا دھونا جو اِس سے چھپی ہے فرض ہے یا نہیں؟

جواب: فرض نہیں ہے۔(فتاوی محمودیہ:ج5:ص42)

داڑھی خلال کرنے کا طریقہ:

(1) اس کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ ہتھیلی میں پانی لے کر ہاتھ کی انگلیوں کو گلے کی طرف کرے، داڑھی کے بالوں کے اندر انگلیوں کو داخل کرتے ہوئے اُوپر تک لائے یعنی نیچے کی طرف سے اوپر کی جانب لاتے ہوئے خلال کرنا۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص487)

(2) سنت یہ ہے کہ خلال میں ہاتھ کی ہتھیلی کا رُخ باہر کی جانب اور اس کی پشت وضو کرنے والے کی طرف رہے۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص487)

(3) دائیں ہاتھ سے خلال کرے۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص487)

14..... دونوں ہاتھوں پر کہنیوں تک پانی بہانا:

(1) اوّلاً پانی لے کر دائیں ہاتھ کو پھر بائیں ہاتھ کو دھوئے۔
(شمائل کبریٰ:ج3:ص488)

(2) دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت تین تین مرتبہ دھونا سنت ہے۔
(شمائل کبریٰ:ج3:ص488)

(3) ہاتھ دھوتے وقت پانی انگلی کی طرف سے بہاتے ہوئے کہنی کی طرف لائے۔(وضو کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ج2:ص392)

(4) وضو میں جب ہاتھوں پر پانی ڈالا جائے تو انگلیوں سے ابتداء کی جائے۔
(خیر الفتاوی:ج2:ص74)

(5) اس کا اہتمام کیا جائے کہ پانی کہنیوں تک پہنچ جائیں۔بسا اوقات سردی میں کچھ سستی سے اور کچھ اعضا کے خشک رہنے سے پانی نہیں پہنچ پاتا۔جس سے وضو نہیں

ہوتا۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص488)

(6) کہنیوں سے اُوپر تک پانی پہنچانا بہتر ہے۔حضورﷺ نے فرمایا:تم قیامت کے دن وضو سے چمکو گے۔بس تم میں سے جو اپنے اعضاء کو زیادہ چمکا سکے وہ(تھوڑا)زیادہ کرلے۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص495)

سوال: اگر گھڑی ہاتھ پر اس قدر سختی سے باندھی جائے کہ اپنی جگہ سے نہ ہلے تو اس صورت میں وضو ہوگا یا نہیں؟

جواب: گھڑی کے نیچے والے حصہ جسم پر پانی نہ پہنچے تو وضو نہیں ہوگا۔

(خیر الفتاوی:ج2:ص77)

15..... ہاتھ کی انگلیوں کا خلال کرنا اور اس کا طریقہ:

(1) ہاتھ کے انگلیوں کا خلال کرنا سنت ہے۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص522)

(2) وضو میں انگلیوں کا خلال کرنا سنتِ مؤکدہ ہے اور بلا عذر مع الاصرار ترک کرنا مکروہ تحریمی ہونے کی وجہ سے گناہِ کبیرہ ہے۔(احسن الفتاوی:ج2:ص13)

(3) اس کے خلال کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ کی انگلیوں میں تشبیک کرے کہ ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کریں۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص522)

(4) خلال کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ کی انگلیوں میں تشبیک کرے کہ ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کریں۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص494)

(5) ہاتھوں کی انگلیوں کے خلال کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہتھیلی کا باطن بائیں ہتھیلی کی پشت اور بائیں ہتھیلی کا باطن دائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھ کر اُوپر والے ہاتھ کی انگلیاں نیچے والے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال دی جائیں۔(فتاوی عثمانیہ:ج1:ص326)

(6) انگلیوں کے خلال کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ہاتھ کی پشت دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھ کر اُوپر کے ہاتھ کی انگلیاں نیچے کے ہاتھ میں ڈال کر اُوپر کھینچ لے۔

(وضو کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج:2: ص393)

ہاتھ کی انگلیوں کا خلال کس وقت کرنا چاہئے:

(1) ہاتھ کی انگلیوں کا خلال ابتدائے وضو میں بھی کر سکتا ہے جیسا کہ :کفایت المفتی: میں لکھا ہے اور کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کو دھونے کے وقت بھی کر سکتا ہے جیسا کہ :بہشتی زیور: میں لکھا ہے۔

:شامی طحطاوی: میں کہنیوں تک ہاتھ دھونے کی سنت میں اسے (تخلیل کو) شمار کیا گیا ہے۔ جس کی تشریح یہ ہے کہ کہنیوں تک ہاتھ دھونا فرض ہے، اگر انگلیوں کی جوڑ میں پانی نہیں پہنچا تو وہاں پانی پہنچانا بھی فرض ہے اور اگر پانی پہنچ گیا تو بھی خلال کرنا سنت ہے، تاکہ اس سنت سے فرض کی تکمیل ہو جائے۔

لہذا راجح یہی ہے کہ کہنیوں تک ہاتھ دھونے کے وقت خلال کرے، البتہ بعض فقہاء کرامؒ کے نزدیک ابتدائے وضو میں گٹوں تک ہاتھ دھونا فرض کی طرف سے کفایت کر جاتا ہے، اس لئے اس وقت بھی خلال کر لینے سے سنت کی ادائیگی اور فرض کی تکمیل ہو جائے گی، اس لئے اس پر عمل کرنے کی بھی گنجائش ہے۔

نوٹ: لیکن سر کا مسح کرنے کے بعد انگلیوں کا خلال بے موقع ہے اور غلط رائج ہے۔ (شامی: ج1: ص87)

(2) وضو کی انگلیوں کا خلال ابتدائے وضو میں ہاتھ دھوتے وقت کرنا چاہئے۔

(کفایت المفتی: ج3: ص346)

سوال: وضو میں ہاتھ دھونے کے بعد مسح سے قبل انگلیوں کا خلال کرنا چاہئے یا جیسا کہ بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ سر و کان کے مسح کے بعد خلال کرتے ہیں وہ کرنا چاہئے؟

جواب: جب ہاتھ دھوئے جب ہی انگلیوں کا بھی خلال کر لے۔

(فتاوی محمودیہ:ج5:ص50)

سوال: وضو میں سر اور گردن کے مسح کے بعد ہاتھ کی انگلیوں کا خلال کرنا چاہئے یا نہیں؟

جواب: سر اور گردن کے مسح کے بعد انگلیوں کے خلال کرنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اسے ترک کر دیا جائے۔(کفایت المفتی:ج3:ص347)

16..... سر کا مسح کرنا:

(1) سر کے مسح کے لئے الگ پانی لینا مسنون ہے(شمائل کبریٰ:ج3:ص522)

(2) مسح کے لئے ہاتھ پر پانی ڈال کر جھاڑ دینا۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص522)

(3) پورے سر کا مسح ایک ہی پانی سے کرنا۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص523)

سر کا مسح کرنے کا طریقہ:

(1) مسح کی ابتداء پیشانی سے کرے۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص523)

(2) سر کے مسح کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ چھوٹی انگلی اس کے بغل والی اور بیچ کی انگلی سے کرنا اور انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کو باقی رکھنا، پھر دونوں ہتھیلی کو سر کے دونوں کناروں سے گزارے یعنی مسح کرتے ہوئے واپس لانا، اس طرح پورے سر کا مسح کرنا۔

(شمائل کبریٰ:ج3:ص523)

پورے سر کا مسح کرنا:

(1) پورے سر کا مسح کرنا سنتِ مؤکدہ ہے۔ (فتاوی محمودیہ: ج5: ص 50)

(2) پورے سر کا مسح کرنا سنت ہے۔ آپ ﷺ نے پیشانی کے مقدار چوتھائی سر کے برابر بھی مسح کیا ہے اور اس مقدار کا مسح فرض ہے، اس سے کم کی گنجائش نہیں۔

(شمائل کبریٰ: ج3: ص 491)

(3) اگر کوئی بغیر کسی عذر کے پورے سر کا مسح ہمیشہ چھوڑ دے تو گنہگار ہوگا۔

(فتاوی عثمانیہ: ج1: ص332)

سر کا مسح دونوں ہاتھوں سے کرنا:

(1) سر کا مسح دونوں ہاتھوں سے کرنا سنت ہے۔ ایک ہاتھ سے سر کا مسح کو پورے سر کو گھیر لے خلاف سنت ہے۔ (شمائل کبریٰ: ج3: ص 489)

(2) وضو میں سر کا مسح ایک ہاتھ سے کرنا خلافِ سنت ہے۔

(امداد الاحکام: ج1: ص 347)

سر پر چادر یا ٹوپی ہو تو پہلے سے اُتار لینا:

(1) وضو میں سر کا مسح کرتے وقت بہتر یہی ہے کہ (پہلے) ٹوپی الگ رکھ کر مسنون طریقہ پر مسح کیا جائے (یعنی پہلے ٹوپی سر سے اُتار لے پھر ہاتھ پر پانی ڈال کر سر کا مسح کرے)۔ (کتاب النوازل: ج3: ص 87)

(2) سر کے مسح کرنے میں ٹوپی یا چادر پہلے سے اُتار کر مسح کرے۔ بعض لوگ ہاتھ تر کر کے ٹوپی یا چادر کو اُتار دیتے ہیں، جس کی وجہ سے پانی، ٹوپی یا چادر پر ہی خشک

ہوجاتا ہے۔لہذا چادریاٹوپی پہلے سے اُتارکرپھر ہاتھ تر کرکے سر کا مسح کرے **(قریشی)**

17..... دونوں کانوں کا مسح کرنا:

(1) کانوں کا مسح کرنا سنتِ مؤکدہ ہے۔(فتاوی محمودیہ:ج5:ص50)

(2) سراور کانوں کا مسح ایک ہی پانی سے کرنا۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص523)

(3) کان کے اندرونی اور باہری دونوں حصے کا مسح کرنا سنت ہے۔

(شمائل کبریٰ:ج3:ص492)

کانوں کے مسح کرنے کا طریقہ:

(1) کانوں کے مسح کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ کانوں کے اندرونی حصہ میں انگشتہائے شہادت استعمال کی جائے۔اورکان کے باہر کے حصہ میں ابہام استعمال کیا جائے۔پھر مسح میں مبالغہ کے لئے کانوں کے سوراخ میں خنصر داخل کی جائے۔

یعنی اوّلاً کانوں کی کھائیوں میں سبابہ سے مسح کیا جائے پھر باہر کے حصہ پر ابہام سے مسح کیا جائے اور آخر میں مبالغہ کے لئے خنصر کو کانوں کے سوراخ میں ڈال کر حرکت دی جائے۔(فتاوی دارالعلوم زکریا:ج1:ص641)

(2) اس کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ انگشت شہادت کے پوروں کو کان میں ڈالے اوراس کے پپوٹوں جوڑوں کا مسح پورا کرے اور انگوٹھوں سے کان کے اُوپری حصے کا جو جسم کی طرف ہے مسح پورا کرے۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص492)

(3) کانوں کے مسح کے وقت کانوں کے دونوں سوراخوں میں تر چھوٹی انگلی ڈالنا مستحب ہے۔(کتاب المسائل :ج1:ص155)

(4) کان کے باہری حصہ کا مسح انگوٹھے کے اندرونی طرف سے کرنا۔

(شمائل کبریٰ:ج3:ص523)

18..... گردن کا مسح کرنا اور اس کا طریقہ:

(1) اپنے دونوں ہاتھوں سے گدھی کا مسح کرے (شمائل کبریٰ:ج3:ص492)

(2) ہتھیلی کی پشت کی طرف سے گردن کا مسح کرنا (شمائل کبریٰ:ج3:ص523)

(3) گردن کا مسح اُلٹے ہاتھوں سے مستحب ہے۔

(کتاب المسائل:ج1:ص155)

حلقوم کا مسح کرنا بدعت ہے:

(1) گردن کا مسح کرنا مستحب ہے،لیکن حلقوم کا مسح بدعت ہے،چونکہ یہ سنت سے ثابت نہیں۔(فتاوی عالمگیریہ:ج1:ص238)

(2) مسحِ رقبہ مستحب ہے،لیکن حلقوم کا مسح بدعت ہے،چونکہ سنت سے ثابت نہیں ہے۔(فتاوی عثمانی:ج1:ص315)

(3) وضو کے دوران گردن کا مسح کرنا مستحب ہے،لیکن گلے کا مسح کرنا بدعت ہے۔کیونکہ گلے کا مسح ثابت نہیں ہے۔(وضو کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ج2:ص168)

(4) آدابِ وضو میں گردن کا مسح شامل ہے،لیکن حلقوم گلے کا مسح اسلام میں سے کسی سے ثابت نہیں۔اس لئے گلے کا مسح کرنا بدعت ہے (فتاوی حقانیہ:ج2:ص491)

(5) گلے کا مسح کرنا بدعت ہے۔یہ نہ کیا جائے۔(خیر الفتاوی:ج2:ص66)

19..... دونوں پیروں کو ٹخنوں تک دھونا:

(1) پہلے دائیں پاؤں کو پھر بائیں پاؤں کو دھونا۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص493)

(2) دونوں پاؤں کوٹخنوں تک دھونا۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص492)

(3) دونوں پاؤں کوتین مرتبہ دھونا۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص493)

پاؤں دھونے کا طریقہ:

(1) پیر دھونے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دائیں ہاتھ سے دائیں پیر پر پانی گرا کر بائیں ہاتھ سے مسل کر دھوئے،یانل کا پانی دائیں پیر پر گرا کر بائیں ہاتھ سے رگڑ کر دھوئے،پھر بائیں پیر پر دائیں ہاتھ یانل کے ذریعہ پانی گرا کر بائیں ہاتھ سے مسل کر دھوئے۔

پہلے انگلیوں کی طرف پانی گرائے اور آخر میں ٹخنے تک آجائے،اس طرح تین مرتبہ دھوئے۔(وضو کے مسائل کاانسائیکلوپیڈیا:ج1:ص187)

(2) پیر دھونے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ سے پانی گرا کر بایاں ہاتھ لگا کر دونوں پاؤں کو دھوئے۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص493)

(3) دائیں ہاتھ سے پاؤں دھونا خلافِ ادب ہے،بلکہ بائیں ہاتھ سے پاؤں دھونا چاہئے۔(خیرالفتاویٰ:ج2:ص53)

(4) وضو میں جب پاؤں پر پانی ڈالا جائے تو انگلیوں سے ابتداء کی جائے۔

(خیرالفتاویٰ:ج2:ص74)

(5) پیروں کو پیر کی انگلیوں کی طرف سے دھونا شروع کرے۔

(شمائل کبریٰ:ج3:ص493)

پاؤں کے دھونے میں اہتمام سے پانی پہنچانے کی تاکید:

(1) حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ ہم لوگ مکہ سے مدینہ کی جانب واپس جا

رہے تھے، راستہ میں پانی کے مقام پر پہنچے، وہ جلدی جلدی وضو کرنے لگے، ان کونماز عصر کی جلدی تھی، ایڑیوں میں پانی نہ پہنچنے کی وجہ سے خشکی سے وہ نمایاں ہورہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا وضو کو مکمل ٹھیک سے ادا کرو، ایسی ایڑیوں پر جہنم کی وعید ہے، وضو ٹھیک سے کرو۔ (شمائل کبریٰ:ج3:ص495)

(2) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جس کی ایڑی نہیں دھلی تھی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہلاکت ہو ایسی ایڑیوں پر (نہ دھلنے کی وجہ سے) جہنم کی۔ (شمائل کبریٰ:ج3:ص496)

(3) وضو کے اعضاء کو رگڑ کر اور مل کر دھونا سنت ہے۔ عموماً اعضاء پر گرد وغبار رہنے سے اور خاص کر جاڑے (سردی) میں اعضاء خشک رہتے ہیں، پانی کھال پر اچھی طرح نہیں پہنچ پاتا تو رگڑنا واجب اور ضروری ہوگا تا کہ پوری طرح پانی پہنچ جائے اور گزر جائے۔ (شمائل کبریٰ:ج3:ص499)

(4) اگر پیر کی انگلیاں بالکل چپکی اور ملی ہوئی ہوں تو خلال کے ذریعے پانی پہنچانا فرض ہوگا۔ (شمائل کبریٰ:ج3:ص494)

20..... پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا:

پاؤں کے انگلیوں کا خلال کرنا سنت ہے (شمائل کبریٰ:ج3:ص494)

پاؤں کی انگلیوں کے خلال کرنے کا طریقہ:

(1) پیروں کی انگلیوں میں خلال کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کی چھنگلی کے ذریعے دائیں پاؤں کی چھنگلی کے نیچے کی طرف سے شروع کرے اور بائیں پاؤں کی چھنگلی تک پہنچائے۔ (فتاوی عثمانیہ:ج1:ص326)

(2) پاؤں کی انگلیوں کے خلال کا طریقہ یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی کو داہنے پاؤں کی چھوٹی انگلی اور اس کے برابر والی انگلی کے درمیان اس طرح داخل کریں کہ صرف دو انگلیوں کے درمیانی حصہ پر ہی نہ پہنچے بلکہ انگلیوں کے نیچے حصہ پر بھی پہنچ جائے، پھر اس کے برابر والی دو انگلیوں میں خلال کریں اس طرح پوری انگلیوں کا خلال کریں۔ بائیں پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے پاس والی انگلی سے شروع کریں گے، چھوٹی انگلی تک خلال کریں گے۔(فتاوی محمودیہ:ج5:ص 52)

(3) پیر کی انگلیوں کے خلال کا طریقہ یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کی انگلی کو دائیں پیر کے دائیں انگوٹھے تک لائے پھر بائیں انگوٹھے سے شروع کرکے خنصر تک لائے۔اس طرح دائیں سے شروع ہوکر بائیں پیر کے خنصر پر ختم ہوجائے گا۔

(شمائل کبریٰ:ج3:ص494)

21..... وضو کے بعد پاجامہ پر چھینٹے مارنا:

وضو کے بعد پاجامہ پر شرم گاہ کی جگہ چھینٹے مارنا مستحب ہے۔اور یہ شیطانی وسوسہ دُور کرنے کے لئے ہے۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص696)

نوٹ: جس شخص کو پیشاب کا قطرہ نکلنے کا مرض ہے وہ پاجامہ کی رومالی پر پانی بالکل نہ چھڑکے، پاجامہ ناپاک ہونے کا اندیشہ ہے۔اس درمیان میں اگر قطرہ آگیا تو پاجامہ یقینی طور پر ناپاک ہوجائے گا۔(وضو کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ج1:ص375)

22..... وضو کے بعد کھڑے ہوکر پانی پینا:

(1) وضو کے بعد باقی ماندہ پانی کھڑے ہوکر پینا (شمائل کبریٰ:ج3:ص497)

سوال: اگر وضو کا بقیہ پانی کھڑے ہوکر پینا مسنون ہے تو اگر کوئی نل یا حوض

126

یا تالاب میں وضو کرے تو پانی پینے کی کیا شکل ہو سکتی ہے؟

جواب: چلتی ہوئی ٹنکی سے وضو کیا جائے یا حوض یا تالاب سے وضو کیا جائے یا نہر سے وضو کیا جائے تو وضو کے بعد ایک چلو پانی کھڑے ہو کر پیا اسی طرح مستحب ہے جس طرح لوٹے سے وضو کرنے کے بعد بچے ہوئے پانی میں سے ایک چلو پیا مستحب ہے۔

(فتاوی قاسمیہ:ج5:ص63)

23..... وضو کے بعد آسمان کی طرف دیکھ کر کلمہ شہادت پڑھنا:

(1) وضو کے بعد قبلہ رُخ ہو کر کھڑا ہو، آسمان کی طرف نگاہ کرے، انگشتِ شہادت اُٹھائے اور کلمۂ شہادت پڑھے۔(کتاب الفتاویٰ:ج1:ص38: حصہ دوم)

(2) وضو مکمل کرنے کے بعد مسنون دعائیں پڑھتے وقت آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھنا مستحب ہے۔(وضو کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ج1:ص63)

(3) جب وضو کر چکے تو آسمان کی طرف منہ کر کے یہ دعا پڑھے: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ:

فضیلت: اِس کلمہ کو وضو کے بعد پڑھنے سے پڑھنے والے کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔

اس کے بعد یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ:(معارف السنۃ:ج2:ص426)

(4) وضو کے بعد شہادت وغیرہ پڑھتے وقت آسمان کی طرف نگاہ اٹھائے۔

(فتاوی محمودیہ:ج5:ص55)

(5) وضو کے بعد کلمۂ شہادت پڑھتے وقت آسمان کی طرف دیکھنا حضور اکرم ﷺ سے ثابت ہے۔(احسن الفتاوی:ج2:ص16)

(6) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو کوئی مسنون طریقے سے وضو کرے اور اس کے بعد کلمہ شہادت پڑھے، اس کیلئے جنت کے آٹھویں دروازے کھول دیئے جائیں گے، جس دروازے سے چاہے جائے۔(مسائل رفعت قاسمی: مسائل وضو: ج1:ص16)

24..... وضو کے بعد: آیۃ الکرسی: پڑھنا:

(1) حضرت ابن عمرؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو وضو کے بعد: آیۃ الکرسی: پڑھے گا اللہ تعالیٰ جل شانہ اسے چالیس عالم کا ثواب دے گا، چالیس درجہ بلند کرے گا، چالیس حوروں سے اس کی شادی ہوگی۔(وضو کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج1:ص69)

(2) حضرت ابن عمرؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو (مسلمان) وضو کے بعد: آیۃ الکرسی: پڑھے گا اللہ تعالیٰ جل شانہ اسے چالیس عالم کا ثواب دے گا اور چالیس درجہ بلند کرے گا اور چالیس حور سے اس کی شادی ہوگی۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص528)

25..... وضو کے بعد: سورۃ القدر: پڑھنا:

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جس نے وضو سے فارغ ہونے کے بعد: سورۃ: انا انزلناہ: ایک مرتبہ پڑھی وہ صدیقین میں داخل ہوگا، اور جو دو مرتبہ پڑھے گا اس کا نام شہداء کے دفتر میں لکھا جائے گا، اور جو تین مرتبہ پڑھے گا اس کا حشر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ ہوگا۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص528)

26..... وضو کے بعد رومال سے منہ ہاتھ پونچھنا:

وضو کے بعد رومال سے ہاتھ منہ پونچھنا مستحب اور آداب میں سے ہے۔

(فتاوی دار العلوم دیوبند:ج1:ص105)

27..... وضو کے بعد پانی نہ جھاڑے:

وضو کرنے کے بعد وضو کا پانی جو ہاتھ میں یا منہ پر ہے اسے ہاتھوں سے نہ جھاڑے کہ مبادا بغل میں کسی آدمی کو پڑھ جائے اور تکلیف کا باعث ہو۔ اسے یونہی چھوڑ دے کہ خشک ہو جائے یا کپڑے سے خشک کرے۔ اگر کسی پر پانی کے پڑنے کا احتمال نہ ہو پھر اعضاء سے پانی جھاڑنا درست ہے۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص498)

وضو سے متعلق چند ضروری مسائل

1..... بغیر وضو کے نماز پڑھنا:

بغیر وضو کے نماز پڑھنا جائز نہیں، بلکہ بعض کے نزدیک بغیر طہارت کے نماز ادا کرنا کفر ہے۔(مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحی اُردو:ص 221)

2..... وضو کے بعد ایسی قالین پر پاؤں رکھنا جس پر نجاست خشک ہو گیا ہو:

سوال: اگر قالین پر کچھ نجاست پیشاب وغیرہ لگ کر خشک ہو گیا اور بعد میں اس جگہ پر گیلا پاؤں رکھ دیا تو کیا پاؤں بغیر پاک کئے نماز ہو جائے گی؟ اور جس جانماز (مصلی) وغیرہ پر ایسا گیلا پاؤں رکھا ہے، کیا وہ پاک ہے؟

جواب: اگر پاؤں اتنا گیلا ہو کہ اس سے قالین خوب تر ہو جائے اور اس پر اتنی تری آجائے کہ اس پر کوئی دوسری چیز رکھی تو اس کو بھی لگ جائے تو پاؤں ناپاک ہو جائے گا۔ پھر یہ پاؤں جانماز پر رکھا اور اس پر تری نظر آنے لگی تو جانماز بھی ناپاک ہو گئی۔ اور اگر قالین اتنا زیادہ نہیں بھیگا تو پاؤں ناپاک نہیں ہوا۔(احسن الفتاویٰ:ج2:ص 101)

3..... وضو کے درمیان باتیں کرنے کا حکم:

(1) وضو کے درمیان باہم دنیاوی باتیں کرنا منع ہے۔

(شمائل کبریٰ: ج3: ص524)

(2) وضو کے دوران دنیاوی باتوں کو فقہائے کرامؒ نے مکروہ لکھا ہے، البتہ کسی ضروری سوال کا جواب یا کسی کو پیغام وغیرہ دینا بلا کراہت جائز ہے۔

(فتاوی حقانیہ: ج2: ص494)

(3) وضو کے دوران ضروری بات چیت کرنا اور اذان کا جواب دینا جائز ہے۔ ہنسی اور مذاق کرنا بُری بات ہے۔ (آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ج3: ص97)

(4) بیشک وضو میں بالکل نہ بولنا اور دوسرا شخص بات کرے تو اس کو بالکل جواب نہ دینا بوجہ کسرِ قلبِ مسلم کے مذموم ہے۔ ادعیۂ ماثورہ کی رعایت اتنی ضروری نہیں جتنی قلبِ مسلم کی رعایت ضروری ہے۔ ایسی حالت میں (اگر دوسرا شخص بات کرے تو) وضو کرنے والا کم از کم اتنا ہی جواب دے دیں کہ میں وضو سے فارغ ہو کر آپ کی بات سنوں گا، تو اس سے ادعیۂ ماثورہ میں خلل بھی نہ پڑے گا۔

فقہائے کرامؒ نے جو: کلام فی الوضوء: کو مکروہ کہا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ بلاضرورت مکروہ ہے۔ اور اس صورت میں جبکہ دوسرا شخص آ کر بات کرے اس کی تطییبِ قلب کی رعایت سے مختصراً جواب دینا بلاضرورت نہیں بلکہ ایک حد تک ضروری ہے۔

(امداد الاحکام: ج1: ص347)

4..... وضو کے اعضاء کو پے در پے دھونا سنت ہے:

(1) وضو میں ولاء سنت ہے، یعنی اتنی تاخیر نہ کرے کہ معتدل ہوا میں دوسرا عضو

دھونے سے پہلے پہلا عضو خشک ہو جائے۔(احسن الفتاوی:ج2:ص 14)

(2) اعضا کو پے در پے دھونا، تاخیر نہ کرنا کہ خشک ہو جائے۔

(شمائل کبریٰ:ج3:ص523)

5..... وضو کے اعضا کو ترتیب سے دھونا سنت ہے:

ترتیب سے دھونا۔یعنی اولاً ہاتھ دھونا، پھر کلی کرنا، پھر ناک میں پانی ڈالنا، پھر چہرہ دھونا، پھر داڑھی کا خلال کرنا، پھر ہاتھ دھونا اور انگلیوں کا خلال کرنا، پھر سر کا مسح کرنا، پھر کانوں کا مسح کرنا، پھر گردن کا مسح کرنا، پھر پیروں کو دھونا اور خلال کرنا۔

(شمائل کبریٰ:ج3:ص523)

6..... وضو کے اعضا کا تین، تین مرتبہ دھونا سنت ہے:

(1) وضو میں ہر عضو کو سوائے سر کے مسح کے تین مرتبہ دھونا سنت ہے۔مگر بعض اوقات آپ ﷺ نے اعضاء کو ایک مرتبہ بھی دھویا۔لہذا اگر پانی کی قلت ہو، اور تین تین مرتبہ دھونے سے دوسری ضرورتوں میں حرج ہو یا وقت کی تنگی ہو مثلاً سفر کے وقفہ میں وضو کر کے جلدی سے نماز پڑھنا ہے تو ایسے موقع پر ایک ایک مرتبہ عضو دھونے پر اکتفا کر لیا تو خلاف سنت نہیں اور نہ کوئی کراہت وقباحت ہے۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص500)

(2) تین مرتبہ سے زائد دھونا خلافِ سنت ہے۔آپ ﷺ نے زائد دھونے سے منع فرمایا ہے، اور ایسے شخص کو ظالم فرمایا ہے۔عموماً زائد دھونا وسوسہ سے ہوتا ہے جو ممنوع ہے۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص501)

(3) حضرت عمر بن شعیبؓ کی روایت میں ہے کہ ایک بادیہ نشین آپ ﷺ کی خدمت میں آیا اور وضو کے متعلق معلوم کیا۔آپ ﷺ نے تین تین مرتبہ وضو کر کے دکھایا اور

132

فرمایا جس نے اس سے زائد کیا اس نے بُرا کیا، تعدی اور ظلم گناہ کا کام کیا۔

وضو کے اعضاء کو تین مرتبہ دھونا سنت ہے، اس سے زائد دھونا خلاف سنت اور ممنوع ہے۔ آپ ﷺ نے اسے ظلم، تعدی اور گناہ کا کام کہا اس لئے کہ وہ شریعت کے حدود سے تجاوز کر گیا، اور شریعت کے حدود کی رعایت واجب ہے۔ تین مرتبہ پر اطمینان ہو جانا ایمان کی شان ہے۔ تین سے زائد دھونا بدعت ہے۔

(شمائل کبریٰ: ج3: ص498)

(4) وضو کے اعضاء کو تین بار دھونا کامل سنت ہے۔

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ج3: ص66)

سوال: وضو کرتے وقت ہر عضو کو تین مرتبہ دھونا سنت ہے، اگر کوئی عضو دھوتے وقت تین سے زیادہ مرتبہ دھولیا جائے تو کیا وضو میں فرق آجائے گا؟

جواب: ایک عضو کو تین بار سے زیادہ دھونا مکروہ اور پانی کا اسراف ہے۔

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ج3: ص66)

7..... وضو میں زائد پانی بہانا منع ہے:

(1) حضرت عمرؓ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو وضو کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ارے! پانی زیادہ مت خرچ کرو، پانی زیادہ خرچ مت کرو۔

چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ لوگ نلکوں سے وضو کرتے ہیں عموماً پانی چھوڑ دیتے ہیں اور وضو کرتے رہتے ہیں، یہ بھی اسراف ہے، جو ممنوع ہے۔

ہاں گرمی کے زمانے میں پانی سے ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے بدن پر، اعضاء جوارح پر پانی بار بار گرانا، یہ اسراف نہیں۔ تبرید کی نیت سے پانی کا بار بار بدن پر گرانا

درست ہے۔حضرت مولانا علامہ عبدالحئی فرنگی محلیؒ نے وضو میں اسراف کوحرام قرار دیا ہے۔
(شمائل کبریٰ:ج3:ص501)

(2) وضو میں ڈیڑھ سیر پانی استعمال کرنا چاہئے۔اس سے زائد بلاضرورت اسراف ہے۔(فتاوی محمودیہ:ج5:ص54)

(3) حضرت سفینہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ایک مد سے وضو فرماتے۔
(ترمذی شریف:ص551)

(4) اس بات پر اجماع ہے کہ وضو کے لئے پانی کی کوئی خاص مقدار مقرر نہیں، جس سے کم یا زیادہ استعمال کرنا درست نہ ہو،ہاں اتنا ضرور ہے کہ ضرورت سے زیادہ استعمال نہ کیا جائے ،اور مقدارِ مسنون سے کم بھی نہ ہو۔آنحضرت ﷺ کا اپنا معمول یہ منقول ہے کہ آپ ﷺ وضو میں ایک مد پانی استعمال فرماتے تھے۔مروجہ اوزان کے مطابق مد کا وزن(68)تولہ(3)ماشہ ہے۔(خیر الفتاوی:ج2:ص91)

8..... وضو میں اوّلاً دایاں دھوئے:

(1) حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:جب تم کپڑے پہنو اور وضو کرو تو اپنے دائیں سے کرو۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص482)

(2) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو جوتا پہننے، کنگھی کرنے اور طہارت کے مسئلہ میں بلکہ تمام اُمور میں دایاں جانب پسند تھا۔
(شمائل کبریٰ:ج3:ص482)

(3) وضو اور غسل اور اسی طرح دیگر شرف وزینت کے اُمور میں اوّلاً دایاں اختیار کرنا مسنون ہے۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص482)

9... وضو میں دوسرے سے مدد وتعاون حاصل کرنا:

وضو میں دوسرے سے مدد حاصل کرنے کی تین صورتیں ہے۔

(1) پانی وغیرہ لانا اور پیش کرنا اس میں کوئی کراہت نہیں۔

(2) اعضاء کے دھونے میں مدد کرنا یعنی ہاتھ لگانا یہ مکروہ ہے۔

(3) پانی ڈالنا یہ مکروہ ہے اور بعض صورتوں میں جائز ہے۔مثلاً ناسازی طبع یا سفر کی تکان کی وجہ سے اگر کوئی اعضاء وضو پر پانی ڈالے یا کبھی کوئی محبت وعقیدت کی وجہ سے اعضاء وضو پر پانی ڈالے یا وقت کی تنگی کے پیش نظر ایسا کرے تو درست اور جائز ہے۔ تاہم ہمیشہ اور بلا کسی خاص ضرورت کے ایسا کرنا منع ہے۔

(شمائل کبریٰ:ج3:ص502)

10..... وضو کے دوران کوئی حصہ خشک رہ جائے:

(1) بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ وضو اور غسل میں کچھ چھوٹ جاتا ہے۔وضو میں عموماً کہنیوں میں ہوتا ہے کہ پانی پہنچنے سے رہ جاتا ہے اور پیر میں ایڑیوں میں ایسا ہوتا ہے، تو ایسی صورت میں وضو کے اعادہ کی ضرورت نہیں بلکہ صرف اسی مقام کو دھونا واجب ہے۔

نوٹ: اور خیال رہے کہ صرف پانی مل لینا کافی نہیں ہے بلکہ پانی بہانا ضروری ہے۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص500)

سوال: اگر وضو کے دوران کوئی حصہ خشک رہ جائے تو دوبارہ وضو کرنا چاہئے یا اس حصے پر پانی ڈالنا چاہئے؟

جواب: صرف اتنے حصے کا دھو لینا کافی ہے۔لیکن اس خشک حصے پر پانی کا بہانا ضروری ہے،صرف گیلا ہاتھ پھیر لینا کافی نہیں۔

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ج3:ص72)

سوال: اگر وضو کرتے وقت مسح بھول جائے تو پورا وضو کرنے کے بعد صرف مسح کرے یا وضو پھر سے دہرائے؟

جواب: مسح کرلینا کافی ہے، پورا وضو لوٹانے کی ضرورت نہیں۔

(فتاوی محمودیہ:ج5:ص44)

11..... وضو کے بعد بال یا ناخن کاٹنا:

وضو کے بعد بال کاٹنے اور ناخن کاٹنے پر دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص519)

12.....اگر ناخن میں کوئی چیز جم جانے کی وجہ سے اندر پانی نہ پہنچ جائیں:

اگر ناخن بڑھنے کی وجہ سے اس کے اندر کوئی ایسی چیز جم جائے جس کی وجہ سے وضو کرتے وقت پانی اندر نہ پہنچ سکے تو وضو بھی نہیں ہوگا اور نماز بھی نہیں ہوگی۔

اور اگر ناخن اندر سے بالکل صاف ہے تو وضو بھی ہوجائے گا اور نماز بھی ہوجائے گی، لیکن چالیس دن تک ناخن نہ کاٹنا مکروہ تحریمی ہے، وہ آدمی گنہگار ہوگا اور نماز بھی مکروہ ہوگی۔(نماز کے مسائل کاانسائیکلوپیڈیا:ج4:ص169)

136

سنت کے مطابق غسل

کرنے کا طریقہ اور اِس کے مسائل

کتاب کا یہ حصہ اہل اسلام اور محافظینِ غسل کے لئے ایک قیمتی سرمایہ ہے، جس سے سنت کے مطابق غسل سیکھی جاسکتی ہے، اور حضور اکرم ﷺ کے غسل کا جو پورا نقشہ ہے معلوم ہوسکتا ہے۔

(تالیف)

مولانا محب اللہ قریشی

(فاضل :جامعہ خیرالمدارس شیخ ماندہ ضلع کوئٹہ)

پیش لفظ

اِس دورِ حاضر میں جہاں اور دیگر اُمورِ شرعیہ میں تکاسل، تغافل اور بے پرواہی میں اضافہ ہوا ہے اِسی طرح غسل میں بھی بے پرواہی، غفلت، مسائل سے ناواقفیت، خلافِ سنت اور مکروہ اُمور کا ارتکاب عام ہوا ہے۔

جو طبقہ عُرف میں ممتاز اور خواص کہلاتا ہے، جن کو اہل علم اور دیندار ہونے کا شرف حاصل ہے وہ بھی بسااوقات غسل میں سنن و مستحبات کی رعایت اور سنت کے مطابق غسل کرنے سے غافل نظر آتے ہیں۔ سنت کے مطابق غسل کرنے والے لوگ کم نظر آتے ہیں۔

جہاں اس کا سبب تغافل اور دین سے بے پرواہی ہے وہیں اہم سبب طریقِ سنت سے جہالت اور ناوانی اور سنن و آداب کا عدمِ استحضار اور ناواقفیت بھی ہے۔ یقیناً ہمارے لئے بہت بڑے خسارے اور رنج و افسوس کی بات ہے کہ سنت کے مطابق غسل نہ کیا جائے اور اس میں سنن و آداب کی رعایت نہ کی جائے، ایسے طریقہ پر غسل کرنے سے فرضیت کا سقوط تو ہوسکتا ہے مگر دینی و دنیاوی خوبیاں جو غسل سے وابستہ ہیں حاصل نہ ہوں گے، اور اس کے برکات و ثمرات ظاہر نہ ہوں گے۔

لہذا غسل کو سنن و مستحبات کی رعایت کے ساتھ ادا کرنے کی کوشش کرے، اسے بوجھ سمجھ کر جلدی جلدی نہ کرے۔ بلکہ اطمینان، سکون، طمانیت کے ساتھ سنن و آداب کی رعایت کرتے ہوئے ادا کرے تاکہ یہ بنیادی فریضہ کامل اور مکمل طور پر ادا ہو کر خداوند

قدوس جل شانہ کی رضاوخوشنودی کا سبب بنے اوراس کے نفع وبرکات کا آخرت کے علاوہ اس دنیا میں بھی حاصل ہوکر سعادت دارین کا سبب بنے۔

آج ہر چیز میں اچھائی اورکمال وحُسن مطلوب ہے مگر غسل جیسی دولت میں مفقود ہے،اس کی تلافی کے پیش نظر :یہ رسالہ: مرتب کیا گیا ہے۔اس میں غسل کے تمام اعضاء کے متعلق سنن وآثار کوذکر کیا گیا ہے۔کہ آپ ﷺ غسل میں اعضاء کوکس طریقے سے دھوتے تھے،اس کی تفصیل،اورغسل کے سنن وآداب کونہایت ہی بسط سے مستند حوالوں وماخذ کے ساتھ بیان گیا ہے۔

کتاب کے اس حصہ میں رسول اکرم ﷺ کے غسل کا مکمل طریقہ مستند ذخیرۂ کتب سے جمع کیا گیا ہے،کہ حضوراکرم ﷺ غسل میں اعضاء کوکس طرح دھوتے تھے۔

کتاب کا یہ حصہ اہل اسلام اورمحافظین غسل کیلئے ایک قیمتی سرمایہ ہے،جس سے غسل سنت کے مطابق سیکھی جاسکتی ہے،اورحضوراکرم ﷺ کے غسل کا جوپوراطریقہ ہے معلوم ہوسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ سے دعا ہے کہ اس کتاب کواُمت کے ہرفرد کے لئے آئینۂ عمل بنائیں،سنت کے مطابق غسل کی ترویج کاباعث بنائیں،اوررہتی دنیا تک اس کااستفادہ عام فرمائیں۔

یہ کتاب اس لائق ہے کہ مساجد میں اوردینی مجلسوں میں اورحسبِ سہولت گھروں میں پڑھ کرسنایا جائے،تاکہ سنت کے مطابق غسل اُمت میں عام ہو۔

محب اللہ قریشی

تاریخ:22:2:2023ء

عرض مؤلف

الحمدللّٰہ وکفی وسلم علی عبادہ الّذین اصطفی

غسل کو ٹھیک ٹھیک سنت کے مطابق کرنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ہم لوگ بے فکری کے ساتھ غسل میں جسم کے اعضا کو دھونا جس طرح سمجھ میں آتا ہے، دھو لیتے ہیں، اوراس بات کی فکر نہیں کرتے کہ وہ اعضاء مسنون طریقے سے دھو لئے جائیں۔اس کی وجہ سے ہماری غسل سنت کے انوارات و برکات سے محروم رہتی ہیں، حالانکہ ان اعضاء کو ٹھیک ٹھیک دھونے سے نہ وقت زیادہ خرچ ہوتا ہے، نہ محنت زیادہ ہوتی ہے، بس ذرا سی توجہ کی بات ہے۔اگر ہم تھوڑی سی توجہ دے کر صحیح طریقہ سیکھ لیں اوراس کی عادت ڈالیں تو جتنے وقت میں ہم غسل کرتے ہیں، اتنے ہی وقت میں وہ غسل سنت کے مطابق ہوجائے گی، اور اس کا اجروثواب بھی اور انوارات و برکات بھی آج سے کہیں زیادہ ہوں گے۔

حضرات صحابہ کرامؓ کو غسل کا ایک ایک عمل خوب توجہ کے ساتھ سنت کے مطابق انجام دینے کا بڑا اہتمام تھا، اور وہ حضراتؓ ایک دوسرے سے سنتیں سیکھتے بھی رہتے تھے۔

اسی ضرورت کے پیش نظر احقر نے یہ رسالہ مرتب کیا، تاکہ ہماری غسل سنت کے مطابق ہوجائیں۔

غسل کے مسائل پر بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں بحمدللہ شائع ہوچکی ہیں، یہاں غسل کے تمام مسائل بیان کرنا مقصود نہیں ہے، بلکہ صرف غسل میں اعضاء کا طریقہ سنت

کے مطابق دھونے کے لئے چند ضروری چیزیں بیان کرنی ہیں اور اُن غلطیوں اور کوتاہیوں پر تنبیہ کرنی ہے جو آج کل بہت زیادہ رواج پا گئی ہیں۔

اِن چند مختصر باتوں پر عمل کرنے سے انشاء اللہ غسل کی کم ازکم ظاہری صورت سنت کے مطابق ہو جائے گی اور ایک مسلمان اپنے پروردگار کے حضور کم ازکم یہ عرضداشت پیش کر سکے گا کہ:

تیرے محبوب کی یارب! شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کردے، میں صورت لے کے آیا ہوں

وماتوفیقی الّا باللّٰه علیه توکّلت والیه انیب:

(العارض)

محبّ اللہ قریشی

تاریخ:22:2:2023:ء

سنت کے مطابق غسل اپنانے کا طریقہ

میرے محترم قارئین کرام!

اگرآپ چاہتے ہوں کہ آپ سنت کے مطابق غسل سیکھ کر ہمیشہ سنت کے مطابق غسل کریں تو سنت کے مطابق غسل اپنانے کا طریقہ یہ ہے کہ نیچے لکھے گئے غسل کی سنتوں میں سے دو سنتوں کو اپنے ذہن میں محفوظ کرلے اور کچھ وقت تک غسل کرتے ہوئے اُن دونوں سنتوں پر عمل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ جب وہ دونوں چیزیں آپ کی عادت بن جائیں تو پھر دو اور سنتوں کو اپنے ذہن میں محفوظ کرکے کچھ وقت تک غسل کے دوران اُن پر عمل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔اس طرح وہ بھی آپ کی عادت بن جائے گی۔اسی طرح دو دو سنتوں کو کچھ کچھ وقت تک اپنانے کی کوشش کرتے رہیں،چند وقت میں آپ کا پورا غسل سنت کے مطابق ہوجائے گا۔(ان شاء اللّٰہ)

1..... غسل خانے میں داخل ہونے کا طریقہ:

(1) غسل خانہ میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پاؤں اندر رکھے۔

(احسن الفتاوی:ج2:ص 37)

(2) غسل خانہ (باتھ روم) میں بالعموم صفائی نہیں ہوتی،اس لئے بیت الخلاء کی

طرح غسل خانہ میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پاؤں اندر رکھے۔

(مسائل رفعت قاسمی:مسائل غسل:ج1:ص 29)

(3) اگر غسل خانہ نہایت صاف ستھرا ہو، اور اس کے اندر بیت الخلاء نہ ہو تو اس میں داخل ہوتے وقت اور نکلتے وقت جو پاؤں چاہے پہلے رکھے۔

(احسن الفتاوی:ج2:ص 37)

2..... غسل کے شروع میں: بسم اللّٰہ: پڑھنا:

(1) حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جناتوں کی نگاہ اور انسانوں کے ستر (عورت) کے درمیان اُس وقت پردہ ہو جاتا ہے جب وہ کپڑے اُتارتے وقت:بسم اللّٰہ :پڑھتا ہے۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص 547)

(2) غسل سے پہلے:بسم اللّٰہ :پڑھنا مسنون ہے، مگر غسل خانہ میں داخل ہونے سے پہلے پڑھے۔ اگر غسل خانہ نہایت صاف ستھرا ہو، اور اس کے اندر بیت الخلاء نہ ہو تو اس میں :بسم اللّٰہ : غسل خانہ کے اندر کپڑے اُتارنے سے پہلے پڑھے۔

(احسن الفتاوی:ج2:ص 37)

(3) برہنہ غسل کرنے کی صورت میں زبان سے:بسم اللّٰہ : نہ پڑھے۔

(خیر الفتاوی:ج2:ص 78)

3..... غسل خانے میں وضو کی دعائیں پڑھنے کا حکم:

سوال: موجودہ دور میں قریب قریب سب ہی لوگ اپنے گھر میں بڑا غسل خانہ بناتے ہیں اور اسی کے اندر بیت الخلاء بھی بنا لیتے ہیں۔ دریافت طلب یہ ہے کہ ایسی جگہ پر غسل یا وضو کرنا کیسا ہے؟ نیز وضو کرتے ہوئے وضو کی دعائیں پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: ایسے غسل خانے میں غسل کرنا درست ہے، اس میں کوئی قباحت نہیں، البتہ وضو کے لئے گھروں میں الگ ایسی جگہ بنانے کا اہتمام کرنا چاہئے کہ مسنون طریقہ سے وضو کرنا ممکن ہو، یعنی قبلہ رُخ بیٹھ کر وضو کیا جا سکے اور وضو کے شروع اور درمیان کی دعائیں اور وضو کے آخر میں کلمہ شہادت پڑھنے کا اہتمام کیا جا سکے۔

تاہم اگر ایسی جگہ نہ ہو تو غسل خانے میں بھی وضو کیا جا سکتا ہے، بشرطیکہ وہاں گندا اور ناپاک پانی کھڑا نہ ہو، مگر چونکہ ایسے غسل خانے میں بیت الخلاء بھی ساتھ ہوتا ہے اس لئے وہ بیت الخلاء ہی کے حکم میں ہے، اگر چہ اسے صاف رکھنے کا اہتمام کیا جاتا ہو، کیونکہ اس کی وضع بہر حال بول و براز کے لئے ہے، اس لئے اس میں وضو کی دعائیں پڑھنا خلافِ ادب ہونے کی وجہ سے درست نہیں۔

ایسی صورت میں وضو سے پہلے پڑھی جانے والی دعائیں بیت الخلاء میں جانے سے پہلے زبان سے پڑھے اور وضو کے درمیان پڑھی جانے والی دعائیں وضو کرتے وقت دل ہی دل میں زبان کو ہلائے بغیر پڑھے اور وضو سے فارغ ہو کر جب غسل خانے سے باہر نکلے تو وضو کے بعد والی دعا پڑھ لے۔ (آپ کے مسائل کا حل: ج 2: ص 46)

(2) غسل خانہ میں برہنگی کی حالت میں دعائیں نہ پڑھے۔

(فتاوی محمودیہ: ج 5: ص 89)

(3) غسل کے دوران دعاؤں کا پڑھنا منع ہے۔ (شمائل کبریٰ: ج 3: ص 573)

4..... قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ نہ کرنا:

(1) جب آدمی برہنہ ہو کر غسل کرے تو قبلہ کی طرف رُخ نہ کرنا مستحب ہے۔

(فتاوی دار العلوم زکریا: ج 1: ص 632)

144

(2) غسل کی حالت میں اگر غسل بالکل برہنہ کیا جارہا ہو تو اُس صورت میں قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔اور اگر ستر ڈھانک کر غسل کیا جارہا ہو تو اُس صورت میں کسی بھی طرف رُخ کر کے غسل کیا جاسکتا ہے۔(جامع الفتاوی:ج5:ص155)

(3) غسل کرتے وقت قبلہ رُخ ہونا منع ہے۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص573)

(4) غسل کی حالت میں اگر غسل بالکل برہنہ کیا جارہا ہو،تو اس صورت میں قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا مکروہ تنزیہی ہے،بلکہ رُخ شمالاً یا جنوباً ہونا چاہئے۔اور اگر ستر ڈھانک کر غسل کیا جارہا ہو تو اس صورت میں کسی بھی طرف رُخ کر کے غسل کیا جاسکتا ہے۔

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل:ج3:ص115)

5..... غسل میں پردہ کا اہتمام کرنا چاہئے:

(1) غسل میں پردہ کا اہتمام کرنا سنت ہے۔لہذا ایسی جگہ نہائیں جہاں کسی کی نظر نہ پڑے۔کھلے میدان اور بے ستری کے مقام پر غسل کرنا سنت کے خلاف ہے۔

(سنن کبریٰ:ص299)

(2) پردہ کی جگہ کپڑے اُتار کر غسل کرنا جائز ہے۔

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل:ج3:ص107)

6..... بیٹھ کر غسل کرنا:

(1) بیٹھ کر غسل کرنا زیادہ بہتر ہے۔

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل:ج3:ص107)

(2) بیٹھ کر غسل کرنا اولی ہے،کیونکہ اس میں پردہ زیادہ ہے۔

(احسن الفتاوی:ج2:ص35)

7..... طہارت کا نیت کرنا:

غسل کرنے سے پہلے طہارت کی نیت کرنا۔

(شمائل کبریٰ:ج3:ص571)

8..... اوّلاً ہاتھوں کو دھوئے:

(1) ابتداءِ غسل میں اوّلاً دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک دھونا۔

(بحرالرائق:ص52)

(2) دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھونا۔(عمدۃ القاری:ج3:ص194)

(3) اگر ملکہ وغیرہ سے غسل کیا جارہا ہے تو گو ایسی صورت میں ضرورت نہیں مگر پھر بھی اوّلاً ہاتھ کا دھونا سنت ہے۔لہٰذا اتباع سنت میں غسل سے پہلے اور اسی طرح سو کر اٹھنے کے بعد اوّلاً ہاتھ دھوئے تاکہ سنت طریقہ کا ثواب حاصل کرے۔

(شمائل کبریٰ:ج3:ص559)

9..... استنجا کرنا اور نجاست دُور کرنا:

(1) پیشاب اور پاخانہ دونوں سے استنجا کرنا (خواہ ضرورت ہو یا نہ ہو)۔

(شاہراہ سنت:ص34)

(2) دائیں ہاتھ سے شرمگاہ پر پانی ڈالنا اور بائیں ہاتھ سے رگڑنا اور دھونا۔

(شمائل کبریٰ:ج3:ص571)

(3) نجاست کے دھونے کا طریقہ خواہ غسل کے موقع پر یا کپڑے وغیرہ سے ہو، یہ ہے کہ دائیں ہاتھ سے پانی گرا کر بائیں ہاتھ سے نجاست دھوئے۔

(شمائل کبریٰ:ج3:ص558)

(4) جنابت کی حالت کے غسل میں مخصوص مقام پر لگی نجاست کو بائیں ہاتھ سے دھونا۔(عمدۃ القاری:ج3:ص194)

10..... استنجا کے بعد ہاتھ کو زمین پر رگڑنا:

نجاست کو دھونے کے بعد ہاتھ کو زمین، مٹی یا مٹی کی دیوار پر رگڑنا۔اِس زمانے میں مٹی کی جگہ صابن اور پوڈر سے کام لیا جاسکتا ہے۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص571)

11..... ہاتھ دھونا اور انگوٹھی کو ہلانا:

(1) مٹی سے رگڑنے کے بعد دونوں ہاتھوں کو دھونا۔

(شمائل کبریٰ:ج3:ص571)

(2) انگوٹھی اور چھلّہ اگر تنگ ہوں تو اس کو ہلا کر اِس کے نیچے پانی پہنچانا بھی لازم ہے، ورنہ غسل نہ ہوگا۔(آپ کے مسائل اور اُن کا حل:ج3:ص103)

(3) انگوٹھی تنگ ہو تو اسے گھمانا حرکت دینا تاکہ پانی پہنچ جائے واجب ہے۔

(شمائل کبریٰ:ج3:ص572)

12..... غسل سے پہلے وضو کرنا مسنون ہے:

(1) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ جب غسل فرماتے تو اولاً اپنے دونوں ہاتھوں کو دھوتے۔پھر نماز کی طرح وضو فرماتے۔(بخاری:ص39)

(2) غسل سے پہلے وضو کرلینا سنت ہے۔

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل:ج3:ص63)

(3) بہتر طریقہ غسل کا یہ ہے کہ بدن سے نجاست دور کرنے کے بعد، اوّل وضو کرے پھر غسل کریں۔(عزیز الفتاوی:ج1:ص193)

13..... سر پر پانی ڈالنا:

(1) تین مرتبہ سر پر پانی ڈالنا۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص548)

(2) اولاً سر کے دائیں طرف پانی ڈالنا پھر بائیں طرف پھر سر کے بیچ میں پانی ڈالنا۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص548)

(3) مردوں کے سر میں اگر چوٹی ہو تو کھول کر پانی پہنچانا واجب ہے۔
(شمائل کبریٰ:ج3:ص553)

(4) مرد کے اگر بال ہوں تو اُن بالوں میں اہتمام سے پانی پہنچانا واجب ہے۔ چنانچہ مسنون ہے کہ سر کے بالوں میں انگلیاں ڈال کر سر رگڑے تاکہ بال اور اُن کی کھالوں میں پانی پہنچ جائے۔ آپ ﷺ بالوں کی جڑوں میں دو تین مرتبہ خلال فرماتے۔
(شمائل کبریٰ:ج3:ص561)

14..... جسم پر پانی ڈالنا:

(1) تمام بدن پر تھوڑا سا پانی ڈال کر ملے، پھر سارے بدن پر تین مرتبہ پانی بہالے۔(آپ کے مسائل اور اُن کا حل:ج3:ص103)

(2) پورے بدن پر تین مرتبہ پانی ڈالنا۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص572)

(3) اوّلاً دائیں طرف پھر بائیں طرف پانی ڈالنا(شمائل کبریٰ:ج3:ص572)

(4) پانی ڈال کر جسم کو اچھی طرح رگڑنا، تاکہ کھال اچھی طرح پانی سے تر ہوجائے۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص572)

148

(5) مسنون عمل یہ ہے کہ سر پر اور پورے بدن پر تین مرتبہ پانی بہائے۔

(شمائل کبریٰ:ج3:ص548)

(6) امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ پورے بدن پر ایک مرتبہ بھی اچھی طرح پانی بہا کر غسل کیا جاسکتا ہے۔مثلاً سخت سردی یا مرض کی وجہ سے پانی کچھ نقصان دہ ہے یا پانی ہی کم ہے یا وقت تنگ ہے،بہت جلدی ہےتو ایسا کرنا درست ہے۔

چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ غسل میں تعداد شرط نہیں ہے اصل یہ ہے کہ پورے بدن پر اچھی طرح پانی پہنچ جائے۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص549)

(7) پورے بدن میں پانی بہانا اور پانی کا پہنچانا غسلِ واجب میں فرض ہے۔ ایک بال یا اس کے برابر بھی کوئی جگہ رہ جائے تو غسل واجب صحیح نہ ہوگا۔لہٰذا اس سے پڑھی گئی نمازیں اکارت ہوں گی۔عموماً سردی کے زمانے میں اعضاء خشک رہنے کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص561)

(8) کان کے سوراخ میں پانی پہنچانے کے لئے کان کے زیوربندوں کا ہلانا۔

(شمائل کبریٰ:ج3:ص572)

(9) بھوؤں کے بالوں میں اگرچہ گھنے ہوں دھونا اور پانی پہنچانا۔

(شمائل کبریٰ:ج3:ص572)

(10) ناف کے سوراخ میں پانی کا پہنچانا لازم ہے۔

(شمائل کبریٰ:ج3:ص572)

(11) فرض غسل میں ناف کے اندر پانی پہنچانا ضروری ہے۔اس لئے بہتر یہی ہے کہ ناف میں انگلی پھیر لی جائے،تاکہ پانی پہنچنے کا یقین ہو جائے۔

(خیرالفتاوی:ج2:ص66)

سوال: کیا غسل کے اندر آنکھ کے اندرونی حصہ میں بھی پانی آنکھیں کھول کر پہنچانا ضروری ہے یا آنکھیں بند کر کے بھی چہرہ دھویا جائے تو کافی ہے؟

جواب: پانی پہنچانا ضروری نہیں۔(فتاوی محمودیہ:ج5:ص94)

15..... غسل میں دائیں رُخ کو پہلے دھونا:

(1) حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ اپنے ہاتھوں سے تین مرتبہ سر میں پانی ڈالتے پھر دائیں جانب پانی ہاتھوں سے ڈالتے پھر بائیں جانب ڈالتے پھر بیچ سر میں۔(بخاری شریف:ص40)

فائدہ: اسی طرح کوئی میل کچیل دُور کرنے والی شئے یا خوشبو کا استعمال کرے تو اوّلاً دائیں جانب پھر بائیں جانب لگائیں۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص549)

(2) حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کو دایاں رُخ اوّلاً پسند تھا۔سر جھاڑنے میں، جوتا پہننے میں اور غسل اور وضو کرنے میں۔

(صحیح ابن خزیمہ:ص122)

(3) غسل میں دائیں حصہ کو اول دھونا مسنون ہے،اور یہ آپ ﷺ کی عادت طیبہ تھی۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص549)

16..... غسلِ جنابت میں ناک اور منہ میں پانی ڈالنا:

(1) غسلِ جنابت میں ناک میں پانی دینا فرض ہے،بغیر اس کے غسل نہیں ہوگا اور بغیر غسل کے نماز نہیں ہوگی۔غسلِ جنابت کے علاوہ اَور کسی غسل میں ناک میں پانی دینا فرض نہیں۔(فتاوی محمودیہ:ج5:ص79)

(2) غسل میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا فرض ہے۔

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ج3:ص105)

(3) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ جب غسل جنابت فرماتے تو تین مرتبہ کلی کرتے تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالتے تھے۔(ابن ابی شیبہ:ص68)

فائدہ: ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ غسل جنابت میں کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا غسل کے فرائض میں سے ہے۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص546)

(4) حضرت ابن عباسؓ کی ایک روایت میں ہے کہ (جنبی غسل میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا بھول جائے تو) کلی کرے ناک میں پانی ڈالے اور نماز دوبارہ پڑھے۔

(ابن ابی شیبہ:ص196)

(5) غسل میں منہ اُٹھا کر غرارہ کرنا سنت ہے، فرض نہیں ہے۔

(فتاوی دار العلوم دیوبند:ج1:ص125)

(6) غسل میں غرغرہ کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا اتنی شدت کے ساتھ نہ کیا جائے کہ تکلیف ہو، مثلاً انگلی گیلی کرکے ناک میں پھیر لینا کافی ہے۔ اسی طرح حلق میں پانی پھیر لینا کافی ہے۔(آپ کے مسائل اور اُن کا حل:ج3:ص105)

(7) غسل میں ناک کی ہڈی کے اندر پانی پہنچانا ضروری نہیں بلکہ ہڈی جہاں سے شروع ہوتی ہے وہاں تک پانی پہنچانا فرض ہے جو معمولی اہتمام سے بسہولت ہوسکتا ہے۔(احسن الفتاوی:ج2:ص38)

17..... غسل میں میل کچیل صاف کرنا:

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ دس چیزیں فطرت کے اُمور میں سے ہیں اُن میں سے جوڑوں کے میل کچیل صاف کرنا ہے۔

(ابو داؤد:ج1:ص8)

فائدہ: غسل میں صرف پانی بہالینا یہ بہتر نہیں ہے۔آپ ﷺ غسل فرماتے تو بدن کی میل کچیل کو اچھی طرح دھوتے ،اسے رگڑ کر صاف فرماتے ۔مزید آپ ﷺ تاکید فرماتے کہ بدن کے جوڑوں پر جہاں عموماً پسینہ سے میل کچیل جمع ہو جاتا ہے اس کو اہتمام اور مبالغہ سے صاف کرنا فطرت انبیاءکرام علیہم السلام کی پاکیزہ عادتوں میں سے ہے۔

(شمائل کبریٰ:ج3:ص560)

18..... غسل میں صابن استعمال کرنا:

غسل جنابت میں کسی میل کچیل اور پسینہ کے اثر کو دُور کرنے والی چیزوں کا استعمال بہتر ہے تاکہ صفائی اور نظافت اور کمال رہے۔اس دور میں اس کے لئے صابن ہے۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص560)

19..... غسل کے وقت باتیں نہ کرے:

غسل کے دوران گفتگو اور باتیں کرنا منع ہے۔

(شمائل کبریٰ:ج3:ص572)

20..... غسل میں ولاء مسنون ہے:

غسل میں ولاء سنت ہے،یعنی اتنی تاخیر نہ کرے کہ معتدل ہوا میں دوسرا عضو دھونے سے پہلے پہلا عضو خشک ہو جائے۔(احسن الفتاوی:ج2:ص14)

21..... غسل کے پانی کی مقدار:

(1) غسل میں ضرورت سے زائد پانی کا استعمال کرنا منع ہے۔

(شمائل کبریٰ:ج3:ص573)

152

(2) غسل میں چار سیر پانی استعمال کرنا چاہئے۔اس سے زائد بلاضرورت اسراف ہے۔(فتاوی محمودیہ:ج5:ص54)

(3) غسل کرنے کے وقت پاک ہونے کے لئے تو تقریباً چار سیر پانی کافی ہے۔جسم کی صفائی یا ٹھنڈک حاصل کرنے کی نیت سے زیادہ پانی کے استعمال کا مضائقہ نہیں۔بلاضرورت زیادہ پانی استعمال کرنا مکروہ ہے۔
(آپ کے مسائل اوراُن کا حل:ج3:ص114)

(4) حضرت سفینہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ایک صاع سے غسل فرماتے۔
(ترمذی شریف:ص551)

(5) اس بات پر اجماع ہے کہ غسل کے لئے پانی کی کوئی خاص مقدار مقرر نہیں، جس سے کم یا زیادہ استعمال کرنا درست نہ ہو،ہاں اتنا ضرور ہے کہ ضرورت سے زیادہ استعمال نہ کیا جائے،اور مقدارِ مسنون سے کم بھی نہ ہو۔آنحضرت ﷺ کا اپنا معمول یہ منقول ہے کہ آپ ﷺ غسل ایک صاع پانی سے کرتے تھے۔مروجہ اوزان کے مطابق صاع کا وزن(270)تولہ ہے۔(خیر الفتاوی:ج2:ص91)

22..... غسل کے بعد جسم پونچھنا:

(1) غسل کے بعد جسم کو کپڑے سے پونچھنا بھی ثابت ہے اور نہ پونچھنا بھی ثابت ہے۔لہذا جو بھی صورت اختیار کریں سنت ہونے کی نیت سے درست ہے۔
(شاہراہ سنت:ص270)

(2) غسل کے بعد تولیہ یا کسی کپڑے سے بدن کو پونچھنا مستحب ہے۔
(شمائل کبریٰ:ج3:ص572)

23..... غسل کے بعد کپڑا کس طرح پہنے:

سوال: غسل کے بعد پہلے پائجامہ پہنے یا قمیص؟

جواب: دونوں طرح درست ہے، پہلے کرتا پہننا بہتر ہے۔

(فتاوی محمودیہ:ج19:ص278)

24..... غسل خانے سے نکلنے کا طریقہ:

(1) غسل خانہ (باتھ روم) میں بالعموم صفائی نہیں ہوتی، اس لئے بیت الخلاء کی طرح غسل خانہ سے نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں نکالے۔

(مسائل رفعت قاسمی:مسائل غسل:ج1:ص 29)

(2) غسل خانہ سے نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں نکالے۔

(احسن الفتاوی:ج2:ص 37)

25..... غسل کے بعد والی دعا کب پڑھے:

(1) غسل سے فارغ ہونے کے بعد غسل خانہ سے باہر نکل کر وضو کے بعد والی دعا پڑھے۔(احسن الفتاوی:ج2:ص 37)

(2) غسل کے آخر میں:اشہدان لاالہ الاالله واشہدان محمدا عبدہ ورسولہ:پڑھے۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص573)

26..... جن اوقات میں غسل کرنا مسنون ہے:

(1) احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنا مسنون ہے۔

(شمائل کبریٰ:ج3:ص569)

154

(2) اسلام لانے کے بعد غسل کرنا **مسنون** ہے۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص569)

(3) عیدین میں غسل کرنا **سنت** ہے۔(مجمع الزوائد:ص201)

(4) عرفہ کے دن غسل کرنا **مسنون** ہے۔حضرت فاکہہ بن سعدؓ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ عید کے دن بقرعید کے دن اورعرفہ کے دن غسل فرماتے تھے۔

(ابن ماجہ:ص92)

(5) عرفہ کے دن حاجی اور غیر حاجی ہر ایک کے لئے فقہاء کرام نے اس غسل کو **مسنون** قرار دیا ہے۔(شمائل کبریٰ:ج3:ص570)

(6) میت کو غسل دینے کے بعد غسل کرنا **مسنون** ہے۔

(شمائل کبریٰ:ج3:ص570)

(7) لوگوں کے اجتماع میں شرکت کے لئے غسل کرنا مستحب ہے۔

(شمائل کبریٰ:ج3:ص571)

(8) سفر سے آنے والوں کے لئے غسل کرنا مستحب ہے۔

(شمائل کبریٰ:ج3:ص571)

(9) ایام تشریق میں ہر دن غسل کرنا مستحب ہے۔

(شمائل کبریٰ:ج3:ص571)

(10) تقریبات میں جانے کے لئے غسل کرنا مستحب ہے۔

(غسل کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ص142)

(11) کسی گناہ سے توبہ کرنے کے لئے غسل کرنا مستحب ہے۔

(غسل کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ص142)

(12) نیا لباس پہننے کے لئے غسل کرنا مستحب ہے۔

(غسل کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ص 364)

جمعہ کے دن غسل کرنا:

(1) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جب جمعہ کا یہ دن ہوا کرے تو تم لوگ غسل کیا کرو اور جو اچھا خوشبو دار تیل اور جو بہتر خوشبو جس کو دستیاب ہو وہ لگالیا کرے۔

(معارف السنۃ:ج 1:ص 57)

(2) حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جمعہ آئے تو غسل کرو۔(بخاری شریف:ج 1:ص 122)

(3) حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر مسلمان پر حق ہے (یعنی اس کے لئے ضروری ہے) کہ ہفتہ کے سات دنوں میں سے ایک دن (یعنی جمعہ کے دن) غسل کرے، اس میں اپنے سر کے بالوں کو اور سارے جسم کو اچھی طرح دھوئے۔(معارف السنۃ:ج 1:ص 56)

(4) حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: خدائے پاک جل شانہ کا حق ہے ہر مسلمان پر کہ ہفتہ میں ایک دن غسل کرے۔

(بخاری شریف:ج 1:ص 123)

(5) اگر جمعہ ہی کے دن عید ہو جائے تو جمعہ اور عید کے لئے الگ الگ غسل مسنون نہیں بلکہ ایک ہی غسل سے دونوں غسل کی سنت ادا ہو جائے گی۔

(شمائل کبریٰ:ج 3:ص 554)

156

سنت کے مطابق نماز

پڑھنے کا نقشہ اور اِس کے مسائل

کتاب کا یہ حصہ اہل اسلام اور محافظینِ نماز کے لئے ایک قیمتی سرمایہ ہے، جس سے سنت کے مطابق نماز سیکھی اور پڑھی جا سکتی ہے، اور حضور اکرم ﷺ کے ارشادِ مبارک: صلّوا کما رایتمونی: کے مطابق آپ ﷺ کی نماز کا جو پورا نقشہ ہے معلوم ہو سکتا ہے۔

(تالیف)

مولانا محبّ اللہ قریشی

(فاضل: جامعہ خیرالمدارس شیخ ماندہ ضلع کوئٹہ)

پیش لفظ

مذہب اسلام میں نماز کو اَساس وبنیاد قرار دیا گیا ہے،اسے کفر وایمان کے درمیان حد اور نشانِ امتیاز قرار دیا گیا ہے،اس کی تاکید واہمیت،منقبت وفضیلت سے کلام الٰہی اور احادیث پُر ہیں،احادیث و آثار میں جس قدر اِس کی تفصیل وتوضیح ہے کسی دیگر عبادت کی نہیں۔

اِس دورِ حاضر میں جہاں اور دیگر اُمورِ شرعیہ میں تکاسل،تغافل اور بے پرواہی میں اضافہ ہوا ہے اِسی طرح اسلام وایمان کے بلند پایہ اساس:نماز:میں بھی بے پرواہی، غفلت،مسائل سے ناواقفیت،خلافِ سنت اور مکروہ اُمور کا ارتکاب عام ہوا ہے۔

جو طبقہ عُرف میں ممتاز اور خواص کہلاتا ہے،جن کو اہل علم اور دیندار ہونے کا شرف حاصل ہے وہ بھی بسا اوقات نماز میں سنن ومستحبات کی رعایت اور سنت کے مطابق نماز پڑھنے سے غافل نظر آتے ہیں۔

بھری مسجد میں سنت کے مطابق نماز پڑھنے والے کم نظر آتے ہیں۔حدیث پاک کی یہ پیشن گوئی پوری ہوتی نظر آرہی ہے کہ:

عنقریب ایسا زمانہ آئے گا جب تم مسجد میں داخل ہوں گے تو تم دیکھو گے کہ ایک

آدمی بھی خشوع والا نہ پاؤ گے۔(ترمذی شریف:ص 94)

جہاں اس کا سبب تغافل اور دین سے بے پرواہی ہے وہیں اہم سبب طریقِ سنت سے جہالت اور ناواقفی اور سنن وآداب کا عدمِ استحضار اور ناواقفیت بھی ہے۔

یقیناً ہمارے لئے بہت بڑے خسارے اور رنج وافسوس کی بات ہے کہ سنت کے مطابق نماز نہ پڑھی جائے اور اس میں سنن وآداب کی رعایت نہ کی جائے، ایسی نماز سے بذمہ فرضیت کا سقوط تو ہو سکتا ہے مگر دینی و دنیاوی خوبیاں جو نماز سے واسطہ ہیں حاصل نہ ہوں گے، اور اس کے برکات وثمرات ظاہر نہ ہوں گے، بلکہ ایسی خلافِ سنت نماز پرانے بوسیدہ کپڑے کی طرح نمازی کے چہرے پر ماری جاتی ہے اور شانِ قبولیت اور دربارِ الٰہی میں پہنچنے سے محروم رہتی ہے۔

لہٰذا نماز جو ایمان واسلام کی اساس ہے اور مسلمانوں کا اوّلین فریضہ ہے، اسے سنن ومستحبات کی رعایت کے ساتھ ادا کرنے کی کوشش کرے، اسے بوجھ سمجھ کر جلدی سے سر سے پھینکنے کی کوشش نہ کرے۔ اطمینان، سکون، طمانیت کے ساتھ سنن وآداب کی رعایت کرتے ہوئے ادا کرے تاکہ یہ بنیادی اور اساسی فریضہ کامل اور مکمل طور پر ادا ہو کر خداوند قدوس جل شانہ کی رضا وخوشنودی کا سبب بنے اور اس کے نفع وبرکات کا آخرت کے علاوہ اس دنیا میں بھی حاصل ہو کر سعادت دارین کا سبب بنے۔

آج ہر چیز میں اچھائی اور کمال وحُسن مطلوب ہے مگر نماز جیسی دولت میں مفقود ہے، اس کی تلافی کے پیشِ نظر: یہ رسالہ: مرتب کیا گیا ہے۔ اس میں نماز کے ہر ہر جز اور رُکن کے متعلق سنن وآثار کو ذکر کیا گیا ہے۔ حضور اقدس ﷺ کس رُکن کو کس طریقے سے اور کس کیفیت سے ادا فرماتے تھے، اس کی تفصیل، اور نماز کے سنن وآداب کو نہایت ہی بسط سے مستند حوالوں وماخذ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

کتاب کے اس حصہ میں رسول اکرم ﷺ کے نماز کا مکمل طریقہ مستند ذخیرۂ کتب سے جمع کیا گیا ہے، کہ حضور اکرم ﷺ نماز کے ارکان کو کس طرح ادا فرماتے تھے۔

کتاب کا حصہ اہل اسلام اور محافظینِ نماز کے لئے ایک قیمتی سرمایہ ہے، جس سے نماز سنت کے مطابق سیکھی اور پڑھی جاسکتی ہے، اور حضور اکرم ﷺ کے ارشادِ مبارک :صلّوا کما رایتمونی: کے مطابق آپ ﷺ کی نماز کا جو پورا نقشہ ہے مستحضر اور معلوم ہوسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو اُمت کے ہر فرد کے لئے آئینۂ عمل بنائیں، سنت کے مطابق نماز کی ترویج کا باعث بنائیں، اور رہتی دنیا تک اس کا استفادہ عام فرمائیں۔

یہ کتاب اس لائق ہے کہ مساجد میں اور دینی مجلسوں میں اور حسبِ سہولت گھروں میں پڑھ کر سنایا جائے، تاکہ سنت کے مطابق نماز اُمت میں عام ہو۔

محب اللہ قریشی

تاریخ:22:2:2023:ء

عرض مؤلف

الحمدللّٰہ وکفی وسلٰم علی عبادہ الّذین اصطفی

نماز دین کا ستون ہے،اس کوٹھیک ٹھیک سنت کے مطابق ادا کرنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ہم لوگ بے فکری کے ساتھ نماز کے ارکان جس طرح سمجھ میں آتا ہے،ادا کرتے رہتے ہیں،اور اس بات کی فکر نہیں کرتے کہ وہ ارکان مسنون طریقے سے ادا ہوں۔ اس کی وجہ سے ہماری نمازیں سنت کے انوارات و برکات سے محروم رہتی ہیں،حالانکہ اِن ارکان کوٹھیک ٹھیک ادا کرنے سے نہ وقت زیادہ خرچ ہوتا ہے،نہ محنت زیادہ ہوتی ہے،بس ذرا سی توجہ کی بات ہے۔اگر ہم تھوڑی سی توجہ دے کر صحیح طریقہ سیکھ لیں اور اس کی عادت ڈالیں تو جتنے وقت میں ہم آج نماز پڑھتے ہیں،اتنے ہی وقت میں وہ نماز سنت کے مطابق ادا ہو جائے گی،اور اس کا اجر وثواب بھی اور انوارات و برکات بھی آج سے کہیں زیادہ ہوں گے۔

حضرات صحابہ کرامؓ کو نماز کا ایک ایک عمل خوب توجہ کے ساتھ سنت کے مطابق انجام دینے کا بڑا اہتمام تھا،اور وہ حضراتؓ ایک دوسرے سے سنتیں سیکھتے بھی رہتے تھے۔

اسی ضرورت کے پیشِ نظر احقر نے یہ رسالہ مرتب کیا، تا کہ ہماری نمازیں سنت کے مطابق ہو جائیں۔

نماز کے مسائل پر بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں بحمدللہ شائع ہو چکی ہیں، یہاں نماز کے تمام مسائل بیان کرنا مقصود نہیں ہے، بلکہ صرف نماز کے ارکان کی ہیئت سنت کے مطابق بنانے کے لئے چند ضروری چیزیں بیان کرنی ہیں اور اُن غلطیوں اور کوتاہیوں پر تنبیہ کرنی ہے جو آج کل بہت زیادہ رواج پا گئی ہیں۔

اِن چند مختصر باتوں پر عمل کرنے سے ان شاء اللہ نماز کی کم از کم ظاہری صورت سنت کے مطابق ہو جائے گی اور ایک مسلمان اپنے پروردگار کے حضور کم از کم یہ عرضداشت پیش کر سکے گا کہ:

تیرے محبوب کی یارب! شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے، میں صورت لے کے آیا ہوں

وماتوفیقی الّاباللّٰہ علیہ توکلّت والیہ انیب:

(العارض)

محب اللہ قریشی

تاریخ:22:2:2023:ء

نماز کے الفاظ اور ترجمہ

تکبیر.....اَللّٰهُ اَکْبَرُ: اللہ سب سے بڑا ہے۔

ثناء.....سُبْحٰنَکَ اللّٰهُمَّ: اے اللہ! ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں☆ وَبِحَمْدِكَ: اور تیری تعریف کرتے ہیں☆ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ: اور تیرا نام بہت برکت والا ہے☆ وَتَعَالٰی جَدُّكَ: اور تیری بزرگی بہت برتر ہے☆ وَلَآاِلٰهَ غَيْرُكَ: اور تیرے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔

تعوّذ.....اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ: میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں شیطان مردود سے۔

تسمیه.....بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

سورة الفاتحه.....اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ: ہر قسم کی تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے☆ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے☆ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ: روزِ جزا کا مالک ہے☆ اِيَّاكَ نَعْبُدُوَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ: (اے اللہ!) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں☆ اِهْدِنَاالصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ: ہم کو سیدھے راستے پر چلا☆ صِرَاطَ

الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ: ایسے لوگوں کے راستے پر جن پر تُو نے انعام فرمایا ہے ☆غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ: نہ اُن کے راستے پر جن پر تیرا غصہ ہوا ☆وَلَا الضَّآلِّیْنَ: اور نہ گمراہوں کے راستے پر ☆اٰمِیْن:

رکوع..... سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ: پاکی بیان کرتا ہوں میں اپنے پروردگار بزرگ کی۔

قومہ.....سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَہ: اللہ نے (اس کی) سن لی جس نے اس کی تعریف کی ☆اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ: اے ہمارے رب! تیرے ہی لئے سب تعریف ہے۔

سجدہ..... سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی: پاکی بیان کرتا ہوں میں اپنے پروردگار برتر کی۔

تشہد.....اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّیِّبَاتُ: تمام قولی عبادتیں اور تمام فعلی عبادتیں اور تمام مالی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں ☆اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہ': سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ☆اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ: سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر ☆اَشْهَدُاَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّااللّٰهُ وَاَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدًاعَبْدُہ' وَرَسُوْلُہ': گواہی دیتا ہوں میں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں میں کہ حضرت محمد ﷺ، اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

درود شریف.....اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍوَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ: اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد ﷺ پر اور اُن کی آل پر ☆کَمَاصَلَّیْتَ عَلٰی

اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ: جیسے کہ رحمت نازل فرمائی تُو نے ابراہیم علیہ السلام پر اوراُن کی آل پر☆اِنَّکَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ: بیشک تُو تعریف کا مستحق بڑی بزرگی والا ہے☆اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ: اے اللہ! برکت نازل فرما محمد ﷺ پر اوراُن کی آل پر☆كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ: جیسے کہ برکت نازل فرمائی تُو نے ابراہیم علیہ السلام پر اوراُن کی آل پر☆ اِنَّکَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ: بیشک تُو تعریف کا مستحق بڑی بزرگی والا ہے۔

درود شریف کے بعد کی دعا..... اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ: اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی (نعمت) دے اور آخرت میں بھلائی (ثواب) دے اور دوزخ کی آگ سے بچا۔

سلام..... اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ: سلام ہو تم پر اور اللہ کی رحمت۔

نماز کے بعد کی دعا..... اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ: اے اللہ! تُو ہی سلامتی دینے والا ہے اور تیرے ہی طرف سے سلامتی (مل سکتی) ہے، بہت برکت والا ہے تُو، اے عظمت اور بزرگی والے۔

165

نماز کو صحیح طریقہ پر ادا کرنا ضروری ہے، رکوع، سجدہ، قومہ، جلسہ اور دیگر ارکان اطمینان سے ادا کرنا واجب ہے

(1)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: مجھے جس طرح نماز پڑھتے دیکھ رہے ہو، اسی طرح تم نماز پڑھو۔ بنا ئعلیہ اگر ہم خود اپنی نماز حضور اقدس ﷺ کی نماز کے مطابق ادا کرنے کی کوشش نہ کرے، اور خلاف سنت نماز پڑھیں تو نماز مقبول نہ ہوگی اور قابلِ اعادہ ہوگی۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ ایک طرف مسجد میں تشریف فرما تھے۔ ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی پھر وہ حضور اقدس ﷺ کے پاس آیا سلام کیا۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: وعلیک السلام: واپس جاؤ نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ واپس ہوا نماز پڑھی، پھر آیا سلام کیا۔ حضور اقدس ﷺ نے یہی فرمایا: جاؤ نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی۔ دو یا تین مرتبہ ایسا ہی ہوا، تیسری یا چوتھی مرتبہ میں اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں تو اس سے بہتر نماز نہیں پڑھ سکتا۔ آپ ﷺ مجھے نماز پڑھنی سکھا دیجئے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

جب تم نماز کے لئے اُٹھوتو پہلے اچھی طرح وضو کرو، پھر قبلہ رُخ کھڑے ہو جاؤ، پھر :اللّٰہ اکبر: کہو، پھر قرآن جو تمہیں یاد ہے جتنا آسانی سے پڑھ سکتے ہو پڑھو، پھر جھکو اور اطمینان سے رکوع کرو، پھر رکوع سے اُٹھو یہاں تک کہ اطمینان سے سیدھے کھڑے ہو جاؤ، پھر سجدہ میں جاؤ اور اطمینان سے سجدہ کرو، پھر سجدہ سے اُٹھو اور اطمینان سے بیٹھ جاؤ، پھر اسی طرح اطمینان سے (دوسرا) سجدہ کرو، پھر پوری نماز میں اس طرح اطمینان کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر ہر ایک رُکن کو ادا کرو۔

حضرت مجدد الف ثانی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ: حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: بدتر اور سب سے بُرا چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! نماز کس طرح چراتا ہے؟ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: نماز میں چوری یہ ہے کہ رکوع وسجود ٹھیک طور پر ادا نہیں کرتا۔ پھر ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ جل شانہ اُس شخص کی نماز کی طرف نہیں دیکھتا جو رکوع وسجود میں اپنی پیٹھ کو ثابت نہیں رکھتا (نہیں ٹھہراتا)۔

حضور اقدس ﷺ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ رکوع وسجود کو پورا ادا نہیں کر رہا تھا، تو فرمایا: تُو اللہ تعالیٰ جل شانہ سے نہیں ڈرتا کہ اگر تُو اسی عادت پر مر گیا تو دین محمد ﷺ پر تیری موت نہ ہوگی۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کی نماز پوری نہیں ہوتی جب تک کہ رکوع کے بعد سیدھا کھڑا نہ ہو اور اپنی پیٹھ کو ثابت نہ رکھے (نہ ٹھہرائے) اور اس کا ہر ایک عضو اپنی اپنی جگہ پر قرار نہ پکڑے۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: جو شخص دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کے وقت پیٹھ کو درست نہیں کرتا اور ثابت نہیں رکھتا اُس کی نماز پوری نہیں ہوتی۔

حضور اقدس ﷺ ایک نمازی کے پاس سے گذرے۔ دیکھا کہ وہ شخص تکبیر

وارکان اورقومہ وجلسہ بخوبی ادانہیں کرتا۔تو فرمایا:اگرتُو اسی عادت پر مرگیا تو قیامت کے دن میری اُمت میں نہ اُٹھے گا۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا ہے کہ ایک شخص 60 سال تک نماز پڑھتا رہتا ہے اور اس کی ایک نماز بھی قبول نہیں ہوتی۔ایسا وہ شخص ہے جو رکوع وسجود کو بخوبی ادانہیں کرتا۔

لکھتے ہیں کہ زید بن وہب نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز پڑھ رہا ہے اور رکوع وسجود بخوبی ادانہیں کرتا۔اس شخص کو بُلایا،اور اس سے پوچھا کہ تُو کب سے اس طرح نماز پڑھ رہا ہے؟اس نے کہا 40 سال سے۔حضرت زید بن وہب نے فرمایا:اس 40 سال کے عرصہ میں تیری کوئی نماز نہیں ہوئی۔اگر تُو مرگیا تو حضور اقدس ﷺ کے طریقہ پر نہ مرے گا۔

منقول ہے کہ جب مؤمن بندہ نماز کو اچھی طرح ادا کرتا ہے،اور اس کے رکوع وسجود کو بخوبی بجالاتا ہے،اس کی نماز بشاش اور نورانی ہوتی ہے۔فرشتے اس نماز کو آسمان پر لے جاتے ہیں،وہ نماز اپنے نمازی کے لئے دعا کرتی ہے اور کہتی ہے کہ:اللہ تعالیٰ جل شانہ تیری حفاظت کرے جس طرح تُو نے میری حفاظت کی۔اور اگر نماز کو اچھی طرح ادانہیں کرتا (اور اس کے رکوع وسجود وقومہ وجلسہ کو بجانہیں لاتا تو) وہ نماز سیاہ رہتی ہے۔فرشتوں کو اس نماز سے کراہت آتی ہے،اور اس کو آسمان پر نہیں لے جاتے اور وہ نماز اس نمازی پر بددعا کرتی ہے،اور کہتی ہے کہ:اللہ تعالیٰ جل شانہ تجھے ضائع کرے جس طرح تُو نے مجھے ضائع کیا۔(فتاوی رحیمیہ:ج5:ص140)

(2)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:کہ جس طرح مجھے نماز پڑھتا دیکھو اسی طرح نماز پڑھا کرو۔(فتاوی محمودیہ:ج5:ص304)

(3)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز میں امام سے رکوع وسجود میں سبقت کرتا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ تم نے نہ تو اکیلے نماز پڑھی ہے اور نہ اپنے امام کے ساتھ پڑھی ہے۔

(نماز مسنون کلاں:ص 33)

(4)

ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آجائے گا کہ بظاہر نماز پڑھیں گے، لیکن حقیقت میں وہ نماز نہ پڑھنے والے ہوں گے۔

(نماز مسنون کلاں:ص 33)

(5)

ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک شخص ساٹھ سال تک نماز پڑھتا رہتا ہے لیکن اس کی نماز نہیں ہوتی۔جب یہ پوچھا گیا کہ اس کی نماز کیوں نہیں ہوتی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس لئے نہیں ہوتی کہ اگر یہ شخص رکوع پوری طرح ادا کرتا ہے تو سجدہ صحیح طریقہ پر ادا نہیں کرتا اور اگر سجدہ صحیح طرح ادا کرتا ہے تو رکوع صحیح نہیں ادا کرتا۔

(نماز مسنون کلاں:ص 33)

(6)

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے نمازیں ان کے وقت پر پڑھیں اور وضو بھی کامل بنایا اور نماز کا قیام، خشوع، رکوع اور سجود پوری طرح ادا کیا تو وہ نماز وہاں سے نکلتی ہے، سفید روشن ہوتی ہے اور وہ کہتی ہے: اے نمازی! اللہ تعالیٰ جل شانہ تیری حفاظت فرمائے جس طرح تُو نے میری حفاظت کی ہے۔

اور اگر اس نے نماز کا خشوع، رکوع، سجدہ مکمل نہ کیا تو وہ وہاں سے نکلتی ہے، سیاہ تاریک ہوتی ہے اور کہتی ہے: اللہ تعالیٰ جل شانہ تجھے ضائع کردے جس طرح تُو نے مجھے ضائع کیا ہے۔ پھر وہ وہاں سے ہوتی ہے جہاں اللہ تعالیٰ جل شانہ چاہے۔ پھر اس کو اس طرح لپیٹ دیا جاتا ہے جس طرح پرانا کپڑا لپیٹا جاتا ہے اور اس نمازی کے منہ پر پھینک دیا جاتا ہے۔ (نماز مسنون کلاں: ص 32)

(7)

سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص نماز پڑھتا ہے، اس کے دائیں طرف ایک فرشتہ ہوتا ہے اور ایک بائیں طرف۔ اگر اس شخص نے نماز کو پوری طرح مکمل شکل میں ادا کیا تو یہ دونوں فرشتے اُس نماز کو لے کر (اُوپر اللہ تعالیٰ جل شانہ کی بارگاہ میں) لے جاتے ہیں۔ اور اگر اس نے نماز کو پوری طرح ادا نہ کیا تو وہ نماز اس کے چہرے پر پھینک دی جاتی ہے۔ (نماز مسنون کلاں: ص 32)

(8)

حضرت ابوہریرہؓ کی طویل حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سجدہ کرو تو خوب اطمینان سے کرو۔ (سنن کبریٰ: ص 117)

(9)

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: رکوع اعتدال کے ساتھ کرو۔ (نسائی: ص 161)

(10)

علی بن شیبانیؓ کی روایت میں ہے کہ ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ ﷺ نے نماز پوری کرنے کے بعد فرمایا: اے مسلمانوں کی جماعت! اُس کی نماز ہی

نہیں جس کی پیٹھ رکوع وسجدہ میں درست نہ ہو۔

فائدہ: بعض لوگوں کی پیٹھ سجدہ میں ٹھیک اطمینان سے درست بھی نہیں ہو پاتی کہ سر سجدہ سے اُٹھا لیتے ہیں۔اس طرح سجدہ کرنے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے اور تاکید کی ہے کہ ارکان اطمینان سے ادا کرو۔(سنت کے مطابق نماز پڑھیے:ص 74)

(11)

حضرت ابووائلؓ کہتے ہیں کہ حضرت ابوحذیفہؓ نے ایک شخص کو دیکھا جو رکوع وسجود ٹھیک سے ادا نہیں کررہا تھا تو حضرت حذیفہؓ نے اُن سے پوچھا: کتنے دنوں سے ایسی نماز پڑھ رہے ہو؟ اُس نے کہا: چالیس سال سے۔حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: تم نے خدا تعالیٰ جل شانہ کے واسطے نماز نہیں پڑھی (کہ اپنے من کے واسطے من کے مطابق جلدی جلدی پڑھی) اگر تمہارا اِسی حالت میں انتقال ہوگیا تو خلافِ سنت (نماز پڑھتے) مروگے۔
(سنن کبریٰ:ج2:ص118)

(12)

حضرت عبداللہ اشعریؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اصحاب کو نماز پڑھائی، پھر مجلس میں بیٹھ گئے۔ایک شخص آیا اور نماز پڑھنے اور رکوع وسجود میں کوے کے چونچ مارنے کی طرح جلدی کرنے لگا۔آپ ﷺ نے فرمایا: دیکھتے ہو اسے، جو شخص ایسی حالت میں انتقال کرجائے تو ملت محمدی کے غیر پر انتقال کرے گا۔(ابن خزیمہ:ص232)

(13)

حضرت عبدالرحمٰن بن شبلؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ کوے کی طرح ٹھونگ، چونچ مار کر سجدہ کرے (یعنی اتنی جلدی کرے کہ سجدے میں جاتے ہی اُٹھ جائے)۔(ابوداؤد:ص125)

(14)

حضرت علی بن شیبانؓ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو رکوع میں پیٹھ کو اطمینان و اعتدال سے نہیں رکھ رہا تھا تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: اُس آدمی کی نماز ہی نہیں جو رکوع وسجود میں پیٹھ درست نہ رکھے۔(کنزالعمال: ص 448)

(15)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جل شانہ اُس آدمی کی نماز کو نہیں دیکھتے جو رکوع وسجود میں اپنی پیٹھ کو ٹھیک سے نہیں رکھتا۔

(ترغیب: ص 91)

(16)

حضرت ابوقتادہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سب سے بڑا چور نماز کا وہ ہے جو نماز میں چراتا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا: نماز میں کیسے چرائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو رکوع وسجود کو اطمینان سے نہیں کرتا، اور جو رکوع وسجود میں اپنی پیٹھ کو ٹھیک سے نہیں رکھتا (یعنی جلدی جلدی نماز پڑھتا ہے۔ رکوع وسجود میں اپنی پیٹھ کو اطمینان سے نہیں رکھتا پیٹھ سیدھی بھی نہیں ہوتی کہ دوسرے سجدہ میں چلا جاتا ہے)۔(ترغیب: ص 345)

(17)

حضرت ابومسعودؓ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: آدمی کی نماز ہی درست نہیں ہوتی، جب تک کہ وہ اپنی پیٹھ کو رکوع وسجود میں درست نہ رکھے۔

(ترغیب: ص 334)

(18)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: (بعض) آدمی ساٹھ

سال تک نماز پڑھتا ہے مگر اِس کی نماز قبول نہیں کی جاتی ۔کہ رکوع ٹھیک سے کرتا ہے تو سجدہ نہیں کرتا ،سجدہ کرتا ہے تو رکوع ٹھیک سے نہیں کرتا (یعنی اعتدال و اطمینان کے ساتھ نہیں کرتا)۔(ترغیب:ص 337)

(19)

حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک طویل روایت میں ہے کہ جس نے نماز میں ٹھیک سے رکوع و سجود وغیرہ ادا نہیں کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے نماز ہی نہیں پڑھی، جاؤ پھر سے نماز پڑھو۔(مسلم شریف:ص 170)

(20)

فقہائے حنفیہ کے ہاں اصح اور مفتیٰ بہ قول کے مطابق تعدیلِ ارکان واجب ہے۔(فتاوی دار العلوم زکریا:ج2:ص 143)

(21)

نماز میں ارکان کو اطمینان سے ادا کرنا واجب ہے۔جو نماز تعدیل ارکان کے ساتھ ادا نہ کی جائے تو وہ واجب الاعادہ ہے۔(فتاوی حقانیہ:ج 3:ص 94)

173

نماز میں نگاہ اِدھر اُدھر کرنے پر وعیدیں

(1)

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے بیٹے، خبردار! نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے سے بچو، نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا ہلاکت ہے۔

(ترغیب: ج 1: ص 371)

(2)

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ جل شانہ اس کی جانب متوجہ ہوتے ہیں، جب وہ اِدھر اُدھر دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتے ہیں: اے آدم کی اولاد! کس کے جانب متوجہ ہوتے ہو؟ کون مجھ سے بہتر ہے؟ جب بندہ دوبارہ اِدھر اُدھر دیکھتا ہے تو پھر یہی فرماتے ہیں، جب تیسری بار یہی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ جل شانہ بالکل رُخ پھیر لیتے ہیں۔

(سنت کے مطابق نماز پڑھیے: ص 33)

(3)

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: نماز پڑھنے والے کے سر کے

اُوپر سے خیر کی بوچھاڑ اس کے سر کی مانگ تک آتی رہتی ہے۔ اور ایک فرشتہ اعلان کرتا رہتا ہے اگر بندہ جان لیتا کہ وہ کس سے ہم کلام ہے تو ہرگز اِدھر اُدھر نہ متوجہ ہوتا۔

(عمدة القاری:ج5:ص311)

(4)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب بندہ نماز کی جانب کھڑا ہوتا ہے تو وہ خدائے رحمٰن کے سامنے کھڑا ہوتا ہے، پس جب وہ اِدھر اُدھر متوجہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتے ہیں کس کی طرف متوجہ ہوتے ہو؟ کون ہے جو مجھ سے بہتر ہے؟ میری جانب متوجہ رہو۔ اے آدم کی اولاد میں اُس سے بہتر ہوں جس کی جانب توجہ کر رہے ہو۔ (ترغیب:ص370)

(5)

حضرت ابو درداءؓ کی روایت میں ہے کہ بندہ جب نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور اِدھر اُدھر دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ جل شانہ اس کی نماز واپس کر دیتے ہیں۔

(ترغیب:ج1:ص372)

(6)

اگر کوئی شخص نماز میں دائیں بائیں کن آنکھوں سے اِدھر اُدھر دیکھے تو مکروہ تنزیہی ہے، سر کو اِدھر اُدھر گھمانا مکروہ تحریمی ہے، اور سینہ قبلہ سے پھر جائے تو نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ (آپ کے مسائل اور اُن کا حل:ج3:ص353)

(7)

قصداً نماز میں گھڑی سے وقت دیکھنا مکروہ ہے۔

(خیر الفتاوی:ج2:ص424)

175

ٹخنوں سے نیچے پاجامہ یالنگی یاتہبند باندھنے پروعیدیں

(1)

پاجامے کوٹخنے سے نیچےلٹکاناہر حالت میں ناجائز ہے،اور ظاہر ہے کہ نماز میں اس کی گناہ اور بڑھ جاتی ہے۔لہذااس کااطمینان کرلے کہ پاجامہ ٹخنے سے اونچا ہے۔

(نمازیں سنت کے مطابق پڑھیے :ص7)

(2)

ٹخنوں کاپائجامہ یاتہبند سے چھپارکھنا(یعنی ٹخنوں سے نیچےلٹکانا)حرام ہےاور نمازاس حالت میں مکروہ تحریمی ہے گوفرض اداہوجاتا ہے۔

(فتاوی دارالعلوم دیوبند:ج16:ص102)

(3)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا:اللہ تعالی جل شانہ لنگی، تہبند نیچےلٹکانے والے کی نماز قبول نہیں کرتا۔(آداب بیہقی:ص352)

(4)

حضرت علیؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ آپﷺ نے فرمایا:تہبند کالٹکانا منافق کی

پہچان ہے۔(شمائل کبریٰ:ج1:ص165)

(5)

ٹخنے سے نیچے پاجامہ لٹکانا ناجائز ہے،اس پر بہت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر جن بداعمالیوں کی وجہ سے عذاب آیا اُن میں سے ایک ٹخنے ڈھانکنا بھی ہے۔(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ج1:ص337)

(6)

ٹخنے سے نیچے پاجامہ لٹکانا ناجائز ہے،اس پر احادیث میں بہت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔قومِ لوط علیہ السلام پر جن بداعمالیوں سے عذاب آیا ان میں ٹخنے ڈھانکنا بھی ہے۔اس لئے ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں۔(احسن الفتاوی:ج3:ص296)

(7)

حضرت جابرؓ کی طویل روایت میں ہے کہ جنت کی خوشبو ایک ہزار میل کی مسافت سے آئے گی مگر خدا کی قسم پاجامہ لٹکا کر پہننے والے اس کی خوشبو نہ پائیں گے۔
(ترغیب:ص 91)

(8)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:ٹخنوں سے جو نیچا تہبند ہوگا وہ جہنم میں ہوگا۔(مشکوۃ شریف:ص373)

(9)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:مؤمن کا تہبند نصف پنڈلی تک یا پنڈلی تک یا پھر ٹخنہ سے اوپر ہو،اور ٹخنہ سے نیچا ہو تو جہنم کے لائق ہے۔
(ترغیب:ج3:ص88)

(10)

ٹخنوں سے نیچے جتنے حصہ پر کپڑا لٹکتا ہےوہ آگ میں جلایا جائے گا۔

(شمائل ترمذی:ص102)

(11)

مرد شلوار،تہبند اور پائجامہ وغیرہ اتنا نیچا نہ پہنیں کہ ٹخنوں کا کچھ حصہ اس میں چھپ جائے۔(آپ کے مسائل اور اُن کا حل:ج8:ص352)

(12)

مرد کو پاجامہ،شلوار اور تہبند وغیرہ ٹخنوں سے اوپر رکھنا چاہئے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ:مسلمان کی لنگی (تہبند) آدھی پنڈلی تک ہونا چاہئے،اوراس کے نیچے ٹخنوں تک کچھ مضائقہ نہیں۔لیکن ٹخنوں کے نیچے جتنے حصہ پر لنگی لٹکے گی وہ آگ میں جلے گا۔اور جوشخص متکبرانہ کپڑے کو لٹکائے گا قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہ اس کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائیں گے۔(شاہراہ سنت:ص79)

(13)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:جو فخر کے مارے اپنے کپڑے کو لٹکائے گا۔اللہ تعالیٰ جل شانہ قیامت کے دن اس پر نظر نہیں فرمائیں گے۔

(مشکوۃ شریف:ص373)

(14)

حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:تین آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ قیامت کے دن اُن سے کلام نہیں کریں گے،نہ ان کی طرف نظر فرمائیں گے،نہ ان کو پاک کریں گے،اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے(اُن میں

سے)ایک وہ شخص ہے جس کی چادر ٹخنوں سے نیچے ہو۔

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ج8:ص360)

(15)

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: اے مسلمانوں کی جماعت! اللہ تعالیٰ سے ڈرو، جنت کی خوشبو ایک ہزار سال کی مسافت سے آئے گی، مگر اللہ کی قسم! والدین کا نافرمان اس کو نہیں پائے گا، نہ قطع رحمی کرنے والا، نہ بڈھا زنا کار، اور نہ ازراہِ تکبر اپنی چادر گھسیٹنے والا۔ کبریائی صرف اللہ تعالیٰ جل شانہ کیلئے ہے۔

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ج8:ص363)

(16)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک شخص تکبر کی وجہ سے اپنی تہ بند کو لٹکا کر زمین سے کھینچ کر چلا کرتا تھا، اس کو دھنسا دیا گیا، وہ قیامت تک زمین میں دھنستا چلا جائے گا۔ (فتاوی رحیمیہ: ج5:ص147)

(17)

حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا کرتہ ٹخنوں سے اُونچا ہوتا تھا۔ علامہ شامیؒ نے لکھا ہے کہ نصف پنڈلی تک ہونا چاہئے۔ (شمائل ترمذی: ص53)

نیت سے متعلق چند مسائل

دل میں نماز کا نیت کرنا اصل اور ضروری ہے:

(1) دل میں نماز پڑھنے کا قصد کرنا شرط ہے، زبان سے بھی کہنا بہتر ہے۔

(مسائل رفعت قاسمی:ج2:ص33)

(2) نماز میں نیت ضروری ہے یعنی دل میں یہ بات پکی کر لے کہ فلاں وقت کی فرض یا سنت نماز پڑھتا ہوں۔(فتاوی محمودیہ:ج5:ص504)

(3) صحیح یہ ہے کہ زبان سے نیت کہنے کے الفاظ کہنے میں کچھ حرج نہیں بلکہ مستحب ہے لیکن ضرور ہے کہ دل میں بھی نیت کرے۔

(فتاوی دارالعلوم دیوبند:ج2:ص129)

(4) اصل نیت دل سے ہے اور زبان سے کہنے کو بھی فقہائے کرامؒ نے مستحب لکھا ہے۔(فتاوی دارالعلوم دیوبند:ج2:ص129)

(5) دل میں عصر کی نیت تھی مگر زبان سے ظہر کا لفظ نکل گیا تو کوئی مضائقہ نہیں ہے، نماز ہوگئی (کیونکہ اصل اعتبار دل کا ہے)۔(مسائل رفعت قاسمی:ج2:ص100)

سوال: زبان سے نیت کرنا نماز کی صحت کے لئے ضروری ہے یا صرف دل میں نیت کرلینا کافی ہے؟

جواب: نیت قلبی صحتِ نماز کے لئے کافی ہے۔

(فتاوی دارالعلوم دیوبند:ج2:ص128)

سوال: اگر ظہر کی فرض نماز شروع کرتے وقت دل میں تو نیت فرضِ ظہر ہی کی تھی مگر زبان سے بجائے ظہر کے عصر کہہ دیا، یا بجائے فرض کے نفل کہہ دیا، یا بجائے چار رکعت کے تین رکعت کہہ دیا تو ان صورتوں میں نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب: ان سب صورتوں میں نماز درست ہوگئی۔

(فتاوی محمودیہ:ج5:ص506)

بغیر نیت کے نماز شروع کردی پھر یاد آیا:

(1) بغیر نیت کے نماز شروع کردی، پھر یاد آیا کہ نیت نہیں کی ہے یا غلط نیت کی مثلاً عصر کی جگہ ظہر کی نیت کرلی تو اب نیت کا وقت جاتا رہا۔ نماز شروع کرنے کے بعد نیت کا اعتبار نہیں، ازسرِنو نیت کرنے کے بعد تکبیر تحریمہ کہے (فتاوی رحیمیہ:ج5:ص29)

(2) بلانیت ہی نماز شروع کردی پھر یاد آیا کہ نیت نہیں کی تھی یا غلط نیت کی مثلاً عصر کی جگہ ظہر کی نیت کرلی تو اب نیت کا وقت جاتا رہا، نماز شروع کرنے کے بعد نیت کا اعتبار نہیں ازسرِنو تکبیر تحریمہ کہے۔ (مسائل رفعت قاسمی:ج2:ص98)

فرض نماز پڑھتے وقت اُس فرض کی تعیین کرنا ضروری ہے:

اگر فرض نماز پڑھنا ہو تو نیت میں اُس فرض کی تعیین بھی ضروری ہے۔ مثلاً اگر ظہر کی نماز پڑھنا ہو تو دل میں یہ قصد کرنا کہ میں ظہر کی نماز پڑھتا ہوں وغیرہ وغیرہ۔

(مسائل رفعت قاسمی:ج2:ص33)

واجب نماز پڑھتے وقت اُس واجب کی تعیین کرنا ضروری ہے:

اگر واجب نماز پڑھتا ہو تو اس کی تخصیص بھی ضروری ہے کہ یہ کون سا واجب ہے وتر یا عیدین کی نماز ہے یا نذر کی نماز ہے۔(مسائل رفعت قاسمی:ج2:ص33)

نمازِ وتر میں :وقتِ نمازِ عشاء: کہنا:

سوال: وتر کی نیت کس طرح کی جاتی ہے؟ کیا نیت میں وقتِ نمازِ عشاء کہا جاتا ہے؟

جواب: وقتِ عشاء کہنے کی ضرورت نہیں، البتہ یہ نیت کرنا ضروری ہے کہ میں آج کی وتر پڑھ رہا ہوں۔(آپ کے مسائل اور اُن کا حل:ج3:ص341)

نیت میں: منہ کعبہ کی طرف: کہنا:

سوال:نیت نماز میں:منہ طرف کعبہ شریف کے: کہنا چاہیے یا نہیں؟

جواب: منہ طرف کعبہ کے کہنے کی ضرورت نہیں۔

(کفایت المفتی:ج3:ص555)

سوال: کیا نماز کی نیت کرتے ہوئے:منہ کعبہ شریف کے: کہنا ضروری ہے؟

جواب: استقبالِ قبلہ ضروری ہے، استقبالِ قبلہ کی نیت ضروری نہیں۔اور زبان سے نیت کا تلفظ بھی ضروری نہیں۔(خیر الفتاوی:ج2:ص268)

مقتدی کے لئے امام کے اقتداء کی نیت کرنا ضروری ہے:

(1) نماز اگر امام کے پیچھے پڑھے تو اقتداء کی بھی نیت کرے (یعنی میں اِس امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں)۔(فتاوی محمودیہ:ج5:ص504)

(2) جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے وقت اس طرح نیت کی جائے کہ فلاں وقت کی نماز امام کے پیچھے پڑھتا ہوں۔(فتاوی محمودیہ:ج5:ص505)

(3) مقتدی کو اپنے امام کی اقتداء کی نیت کرنا بھی شرط ہے۔

(مسائل رفعت قاسمی:ج2:ص33)

سنت کے مطابق نماز اپنانے کا طریقہ

میرے محترم قارئین کرام!

اگر آپ چاہتے ہوں کہ آپ سنت کے مطابق نماز سیکھ کر ہمیشہ سنت کے مطابق نماز پڑھا کریں تو سنت کے مطابق نماز اپنانے کا طریقہ یہ ہے کہ نیچے لکھے گئے نماز کی سنتوں میں سے دو سنتوں کو اپنے ذہن میں محفوظ کر لے اور پانچ دن تک نماز پڑھتے ہوئے اُن دونوں سنتوں پر عمل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ جب وہ دونوں چیزیں آپ کی عادت بن جائیں تو پھر دو اور سنتوں کو اپنے ذہن میں محفوظ کر کے پانچ دن تک نماز کے دوران اُن پر عمل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ اس طرح وہ بھی آپ کی عادت بن جائے گی۔ اسی طرح دو دو سنتوں کو پانچ پانچ دن تک اپنانے کی کوشش کرتے رہیں، چند وقت میں آپ کا پورا نماز سنت کے مطابق ہو جائے گا۔

(ان شاء اللّٰہ)

تکبیر تحریمہ کا نقشہ

تکبیر تحریمہ سے پہلے ہاتھوں کو کھلا چھوڑے:

تکبیر تحریمہ سے پہلے جب تکبیر کے وقت کھڑا ہو تو ہاتھ کو کھلا رکھے، تکبیر تحریمہ سے پہلے ہاتھ کا باندھے رکھنا خلافِ سنت و منع ہے (سنت کے مطابق نماز پڑھیئے: ص 134)

سوال: اقامت کے وقت ہاتھوں کو باندھنا کیسا ہے؟

جواب: فقہاء کرامؒ نے ایک ضابطہ بیان کیا ہے کہ ہر وہ قیام جس میں ذکر مسنون ہو اس میں ہاتھوں کو باندھنا چاہئے، اور ہر وہ قیام جس میں ذکر کوئی مسنون نہ ہو اس میں ہاتھوں کو باندھنا نہیں چاہئے۔ لہذا تکبیر تحریمہ سے پہلے قیام میں چونکہ کوئی ذکر مسنون نہیں ہے اس لئے اس میں ہاتھوں کو چھوڑنا زیادہ مناسب ہے۔

(فتاوی عبادالرحمن: ج3: ص397)

نماز شروع کرتے وقت قبلہ رُخ ہونا:

(1) حضرت ابو حمید الساعدیؓ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو قبلہ رُخ ہوتے۔ (ابن ماجہ: ص158)

(2) حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم نماز (کے لئے کھڑے ہونے) کا ارادہ کرو تو اچھی طرح وضو کرو، پھر قبلہ رُخ ہو جاؤ، پھر تکبیر کہو۔

(کنز العمال: ص228)

(3) نماز پڑھنے کی حالت میں اپنا سینہ کعبہ کی طرف کرنا شرط ہے،اور کعبہ کی طرف منہ کرنا شرط نہیں، ہاں مسنون ہے۔(مسائل رفعت قاسمی: ج2:ص33)

پاؤں کی انگلیاں قبلہ رُخ رکھنا:

تکبیر تحریمہ کہتے وقت پاؤں کی انگلیوں کا رُخ قبلے کی طرف ہونا چاہئے، اور دونوں پاؤں بھی قبلہ رُخ ہونے چاہئیں، دائیں بائیں تر چھا رکھنا سنت کے خلاف ہے۔
(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج1:ص440)

پاؤں کے درمیان چار انگلی کا فاصلہ رکھنا:

تکبیر تحریمہ کہتے وقت دونوں پاؤں کے درمیان چار انگل کا فاصلہ ہونا چاہئے۔
(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج1:ص440)

تکبیر تحریمہ کے وقت سر جھکانا خلافِ سنت ہے:

(1) تکبیر تحریمہ کے وقت سر کو جھکانا نہیں چاہئے۔
(کتاب الفتاویٰ:ج1:ص118:حصہ دوم)

(2) تکبیر تحریمہ کے وقت بعض لوگ سر کو ذرا سا جھکا دیتے ہیں،اور سوچتے ہیں کہ اس میں تواضع اور مسکنت کا اظہار ہے، یہ طریقہ خلافِ سنت،بدعت مکروہ ہے۔
(الشامی:ص11)

(3) تکبیر تحریمہ کہتے وقت قبلے کی طرف رُخ کر کے سیدھا کھڑا ہونا چاہئے۔ سر اور گردن کو جھکا کر ٹھوڑی کو سینے سے لگا کر کھڑا ہونا درست نہیں۔
(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج1:ص440)

(4) گردن کو جھکا کر ٹھوڑی سینے سے لگالینا بھی مکروہ ہے اور بلاوجہ سینے کو جھکا کر کھڑا ہونا بھی درست نہیں، بلکہ سیدھا کھڑا ہونا چاہئے۔

(نمازیں سنت کے مطابق پڑھیے:ص5)

نوٹ: بعض لوگ سر نیچے رکھتے ہیں اور تکبیر تحریمہ کہہ کر سر سیدھا کر لیتے ہیں اور بعض لوگ سر اُوپر رکھتے ہے اور تکبیر تحریمہ کہہ کر سر سیدھا کر لیتے ہیں۔ یہ طریقہ درست نہیں ہے، بلکہ سر کو سیدھا رکھ کر تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کرنی چاہئے۔**(قریشی)**

ہتھیلیوں کا رُخ قبلہ کی طرف ہوں، اور ہاتھ کی انگلیاں اُوپر کی طرف سیدھی ہوں:

(1) تکبیر تحریمہ کے وقت ہتھیلیوں کو قبلہ رُخ کرے۔

(نجم الفتاوی:ج2:ص322)

(2) تکبیر تحریمہ میں ہاتھ کی انگلیوں کو قبلہ رُخ رکھے۔

(جواھر الفتاوی:ج5:ص237)

(3) تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کی انگلیاں اُوپر کی طرف سیدھی ہوں۔

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل:ج3:ص355)

(4) تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے ہتھیلیوں کا رُخ قبلہ کی طرف ہونا زیادہ بہتر ہے۔

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل:ج3:ص354)

(5) تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کی ہتھیلیوں کو قبلہ رُخ کرے۔

(احسن الفتاوی:ج3:ص18)

(6) بوقتِ تحریمہ ہتھیلی کا قبلہ رُخ ہونا مستحب ہے۔

(فتاوی محمودیہ:ج5:ص583)

(7) تکبیر تحریمہ کے وقت ہتھیلیوں کا رُخ قبلہ کی طرف کرنا زیادہ بہتر ہے۔

(فتاوی حقانیہ:ج3:ص101)

(8) نماز شروع کرتے وقت نیت کر کے تکبیر تحریمہ کہتے وقت دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اس طرح اُٹھائیں کہ دونوں ہتھیلیوں کا رُخ قبلہ کی طرف ہو،اور باقی انگلیاں اُوپر کی طرف سیدھی ہوں۔

بعض لوگ ہتھیلیوں کا رُخ قبلے کی طرف کرنے کی بجائے کانوں کی طرف کر لیتے ہیں،اور بعض لوگ کانوں کو ہاتھوں سے بالکل ڈھک (چھپا) لیتے ہیں بعض لوگ ہاتھوں سے کان کی لوکو پکڑ لیتے ہیں،یہ سب غلط اور سنت کے خلاف ہیں،ان کو چھوڑنا ضروری ہے۔اور سنت طریقے کے مطابق ہاتھ اُٹھانا چاہئے۔

(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ج4:ص355)

(9) تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اُٹھاتے ہوئے ہتھیلیوں کا رُخ قبلہ کی طرف ہونا چاہئے،نہ کہ کان کی طرف۔اس طرح ہاتھ اُٹھانا (کہ ہتھیلیوں کا رُخ کان کی طرف ہو) خلافِ سنت ہے۔(کتاب الفتاویٰ:ج1:ص118:حصہ دوم)

(10) تکبیر تحریمہ میں ہاتھ کی انگلیوں کو قبلہ رُخ رکھے۔

(جواھر الفتاوی:ج5:ص237)

(11) پوری ہتھیلی اور انگلیاں اس طرح سیدھی اور کھلی رہیں کہ مکمل ہتھیلی کا رُخ سیدھا قبلہ کی جانب رہے۔(طحاوی:ص475)

(12) نماز شروع کرتے وقت جب تکبیر تحریمہ کیلئے ہاتھ اُٹھائے تو ہتھیلیوں کے سامنے والا حصہ قبلہ کی جانب رہیں اور ہتھیلیاں کھلی رہیں (الفتح الربانی:ج3:ص170)

ہاتھ کی انگلیوں کو اپنی حالت پر رکھنا:

(1) تکبیر تحریمہ میں ہاتھ کی انگلیوں کو نہ کھلا رکھیں اور نہ آپس میں ملائے بلکہ انگلیوں کو اپنی اصلی حالت میں چھوڑ دے۔(جواھر الفتاوی:ج5:ص237)

(2) تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کی انگلیوں کو نہ کھولنے کی کوشش کرے اور نہ آپس میں ملانے کی، بلکہ اصل حالت پر رہنے دے۔(احسن الفتاوی:ج3:ص18)

(3) تکبیر تحریمہ کے وقت انگلیوں کو نہ ہی کھولنے کی کوشش کرے نہ ملانے کی بلکہ اصل حالت پر رکھے۔(نجم الفتاوی:ج2:ص322)

(4) تکبیر تحریمہ کے وقت انگلیوں کو نہ بالکل کشادہ رکھے اور نہ بالکل ملا کر رکھے۔(طحاوی:ص139)

(5) نماز شروع کرتے وقت جب تکبیر تحریمہ کے لئے ہاتھ اُٹھائے تو ہاتھ کی انگلیاں اپنی حالت پر کشادہ رہیں، الگ الگ نہ رہیں۔(الفتح الربانی:ج3:ص170)

(6) تکبیر تحریمہ کے وقت اپنے ہاتھوں کی انگلیاں نہ بالکل کشادہ رکھے اور نہ ہی بالکل ملا کر رکھے۔(السعایۃ:ص152)

ہاتھوں کو کانوں کی لو تک اُٹھانا:

(1) تکبیر تحریمہ کے وقت انگوٹھوں کو کانوں کی لو سے لگائے۔

(احسن الفتاوی:ج3:ص18 ☆ فتاوی دارالعلوم دیوبند:ج2:ص140)

(2) تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھوں کا نیچے کا حصہ کندھوں تک، انگوٹھا کانوں کی لو تک اور انگلیاں سر تک ہوں۔انگوٹھوں کو کانوں کی لو سے مس کرنا چاہئے۔

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل:ج3:ص354)

(3) تکبیرِ تحریمہ میں فقہ حنفی کی تحقیق کے مطابق کانوں کی لو تک ہاتھ اُٹھانا سنت ہے۔(فتاوی حقانیہ: ج3: ص83)

(4) تکبیرِ تحریمہ کہتے وقت انگوٹھوں کے سرے کان کی لو سے یا تو بالکل مل جائیں یا اس کے برابر آ جائیں، بعض لوگ پوری طرح ہاتھ کانوں تک اُٹھائے بغیر ہلکا سا اشارہ کرتے ہیں، یہ طریقہ غلط اور سنت کے خلاف ہیں، ان کو چھوڑنا ضروری ہے۔ اور سنت طریقے کے مطابق ہاتھ اُٹھانا چاہئے۔(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج4: ص355)

(5) تکبیرِ تحریمہ کے وقت انگوٹھوں کو کانوں کی لو سے لگائے۔

(نجم الفتاوی: ج2: ص322)

تکبیرِ تحریمہ کہتے وقت ہاتھ کس وقت اُٹھائے:

سوال: تکبیرِ تحریمہ کے ساتھ ہاتھ اُٹھائے یا کہ پہلے ہاتھ اُٹھا کر تکبیرِ تحریمہ کہے؟

جواب: اس میں تین قول ہیں۔

(1) ہاتھ اُٹھانے کے بعد تکبیرِ تحریمہ کہے پھر ہاتھ باندھے۔ یہی راجح ہے۔

(2) ہاتھ اُٹھانے سے پہلے تکبیرِ تحریمہ کہے۔

(3) ہاتھ اُٹھانے کے ساتھ تکبیرِ تحریمہ کہے۔ یعنی رفع یدین کی ابتداء کے ساتھ تکبیر کی ابتداء کرے اور اس کے ختم پر تکبیر ختم کرے۔(احسن الفتاوی: ج3: ص19)

تکبیرِ تحریمہ اور رفع یدین کے بارے میں تین قول ہیں:

(1) دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر تکبیر (اللہ اکبر) شروع کرے اور تکبیر ختم ہوتے ہی ہاتھ باندھ لے۔

190

(2) تکبیر اور رفع یدین دونوں ایک ساتھ شروع کرے اور ایک ساتھ ختم کرے۔

(3) پہلے تکبیر شروع کر کے فوراً ہاتھ اُٹھا کر ایک ساتھ ختم کر دے۔

مذکورہ تینوں صورتوں میں سے پہلی اور دوسری صورت افضل ہے، تیسری صورت بھی جائز ہے مگر معمول بہا نہیں ہے۔(فتاوی رحیمیہ: ج5: ص 21)

سجدہ گاہ پر نظر رکھنا:

تکبیر تحریمہ کہتے وقت نظر سجدے کی جگہ پر ہونی چاہئے۔

(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج1: ص 440)

تکبیر تحریمہ اور تکبیراتِ انتقالیہ سے متعلق چند مسائل

تکبیر تحریمہ امام سے پہلے ختم کرنے والے مقتدیوں کی اقتداء کا حکم:

سوال: زید نے امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ شروع کی مگر امام کی تکبیر تحریمہ سے پہلے ختم کر دی، تو زید کی نماز ہوگئی یا نہیں؟

جواب: زید کی نماز نہیں ہوئی، اس لئے کہ تکبیر تحریمہ پوری ہونے کے بعد نماز شروع ہوتی ہے تو جس نے امام کی تکبیر تحریمہ پوری ہونے سے پہلے اپنی تکبیر پوری کر لی تو وہ امام سے پہلے نماز میں شروع ہوگیا۔ لہذا اس کی اقتداء صحیح نہ ہوگی۔

(احسن الفتاوی:ج3:ص305)

سوال: نماز پنجگانہ وغیرہ کی جماعت میں امام کی تکبیر اولی سے پہلے اگر مقتدیوں کی تکبیر تحریمہ ختم ہوگئی تو مقتدیوں کی نماز درست ہے یا نہیں؟

جواب: امام کی تکبیر اولی (تحریمہ) سے پہلے اگر مقتدی نے اپنی تکبیر تحریمہ ختم کر دی تو نماز کا شروع کرنا صحیح نہیں ہوا۔ (فتاوی محمودیہ:ج6:ص613)

سوال: بعض مساجد میں امام تکبیر تحریمہ بہت لمبی کہتے ہیں۔ اگر امام نے پہلی تکبیر: اللّٰہ اکبر: کا آخری حرف: ر: ختم نہیں کیا اور مقتدی پہلے تکبیر ختم کر لے، تو کیا مقتدی

کی نماز، امام کے پیچھے درست ہوگی؟

جواب: امام کو چاہئے کہ تکبیر کو زیادہ لمبا نہ کھینچے، اور مقتدیوں کو چاہئے کہ امام کے تکبیر سے فارغ ہونے کا انتظار کریں، تاکہ مقتدیوں کی تکبیر، امام سے پہلے ختم نہ ہوجائے۔ اگر امام کی تکبیر ختم نہیں ہوئی اور مقتدی کی تکبیر پہلے ختم ہوگئی تو یہ مقتدی نماز میں شامل ہی نہیں ہوا، نہ امام کے پیچھے اس کی نماز ہوئی۔

الغرض.....مقتدی کی نماز شروع ہونے کے لئے شرط ہے کہ اس کی تکبیر تحریمہ، امام کی تکبیر تحریمہ پوری ہونے سے پہلے ختم نہ ہوجائے، ورنہ مقتدی کی نماز نہیں ہوگی۔

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ج3: ص355)

☆.....مقتدیوں کو چاہئے کہ امام کے تکبیر تحریمہ شروع کرنے کے بعد تکبیر شروع کردیں اور امام کے تکبیر تحریمہ ختم ہونے کے بعد تکبیر ختم کریں۔ اگر مقتدی امام سے پہلے تکبیر تحریمہ ختم کردے تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ج3: ص356)

تکبیراتِ انتقالیہ امام سے پہلے ختم کرنے والے مقتدیوں کی اقتداء کا حکم:

سوال: نماز پنجگانہ وغیرہ کی جماعت میں امام کی تکبیر اولیٰ کے علاوہ تکبیراتِ دیگر ختم کرنے سے پہلے اگر مقتدیوں کی تکبیرات ختم ہوگئے تو مقتدیوں کی نماز درست ہے یا نہیں؟

جواب: امام کی تکبیر تحریمہ سے پہلے اگر مقتدی نے اپنی تکبیر تحریمہ کے علاوہ بقیہ تکبیرات کہی ہیں، تو نماز فاسد نہیں ہوئی، البتہ مکروہ ہے۔ (فتاوی محمودیہ: ج6: ص613)

تکبیرات انتقالیہ کی مقدار:

تکبیراتِ انتقالیہ میں تکبیر کہتے ہوئے جس رُکن کی طرف منتقل ہوتے ہیں، اُس رُکن پر پہنچتے ہی تکبیر ختم کردینی چاہئے۔(فتاوی قاسمیہ:ج5:ص631)

اگر امام نے تکبیراتِ انتقالیہ آہستہ کہے:

سوال: تکبیراتِ انتقال کا جہر سے کہنا واجب ہے یا سنت؟ اگر امام ایک آدھ تکبیر سہواً جہر سے نہ کہے تو کیا سجدۂ سہو لازم آئے گا؟

جواب: سنت ہے، اس کے ترک سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا۔

(فتاوی دار العلوم دیوبند:ج3:ص170)

اگر تکبیراتِ انتقالیہ نہیں پڑھے:

(1) تکبیر تحریمہ کے علاوہ باقی تکبیریں سنت ہیں، اگر نہیں کہہ سکا تو تب بھی نماز ہوگئی۔(آپ کے مسائل اور اُن کا حل:ج3:ص354)

(2) تکبیراتِ انتقالات سنت ہے۔(فتاوی حقانیہ:ج3:ص104)

تکبیر تحریمہ کا ثواب کب تک ہے:

سوال: تکبیر اولیٰ کا ثواب کب تک رہتا ہے؟

جواب: پہلی رکعت کی رکوع تک شامل ہوجانے تک تکبیر اولیٰ کا ثواب حاصل ہوجائے گا۔(فتاوی دار العلوم دیوبند:ج3:ص42)

(2) اوسع اور صحیح یہی ہے کہ پہلی رکعت کے پالینے سے تکبیر اولیٰ کا ثواب مل جاتا ہے۔(فتاوی حقانیہ:ج3:ص133)

قیام کا نقشہ

تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھوں کو چھوڑے بغیر باندھنا چاہئے

سوال: بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ تکبیر تحریمہ کے لئے ہاتھ اُٹھاتے ہیں تو :اللہ اکبر: کہہ کر ہاتھوں کو نیچے لے جاتے ہیں، یعنی رانوں کے برابر کر لیتے ہیں اور پھر باندھتے ہیں۔اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: ہاتھ اُٹھانے کے بعد نیچے نہ لے جائیں، بلکہ باندھ لیں۔

(خیر الفتاوی:ج:2:ص273)

(2) تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے:اللہ اکبر: کہہ کر ہاتھوں کو چھوڑے بغیر باندھ لے۔(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج1:ص440)

(3) بعض لوگ ہاتھ گرا کر پھر باندھتے ہیں،احناف کے یہاں یہ طریقہ خلافِ سنت ہے۔بلکہ تکبیر سے فارغ ہوتے ہی ہاتھوں کو بغیر نیچے گرائے باندھا جائے۔

(السعایہ:ج:2:ص157)

(4) نماز کی نیت کر کے ہاتھوں کو کانوں کی لو تک اُٹھا کر گھٹنوں تک چھوڑ کر پھر ناف کے نیچے باندھنے کی ضرورت نہیں، بلکہ نیت باندھ کر فوراً ہاتھ ناف کے نیچے باندھ لے۔(آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ج3:ص358)

(5) تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد دونوں ہاتھ چھوڑ دینا خلاف سنت ہے بلکہ تکبیر کہتے ہی فوراً ہاتھ باندھنا سنت ہے۔(فتاوی محمودیہ:ج5:ص581)

(6) تکبیر تحریمہ کے بعد اور وتر میں دعائے قنوت کے بعد، اسی طرح نماز عید کی پہلی رکعت میں تیسری تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھا کر باندھ لئے جائیں۔ ہاتھ چھوڑ کر پھر باندھنا کسی سے ثابت نہیں۔(فتاوی رحیمیہ:ج5:ص 24)

قیام کے دوران ہاتھ باندھنے کی جگہ اور طریقہ:

(1) نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا مستحب ہے۔

(تالیفات رشیدیہ:ص263)

(2) احناف کے نزدیک ناف سے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے۔

(فتاوی دار العلوم دیوبند:ج2:ص152)

(3) مرد کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے(فتاوی محمودیہ:ج5:ص588)

(4) ہاتھ زیر ناف باندھیں۔(فتاوی دارالعلوم دیوبند:ج2:ص140)

(5) تکبیر تحریمہ کے بعد مرد حضرات اپنے ہاتھ ناف کے نیچے باندھیں۔

(فتاوی حقانیہ:ج3:ص102)

(6) قیام میں ناف کے نیچے ہاتھ اس طرح باندھیں کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر ہو، اور دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنا کر بائیں ہاتھ کے گٹے کو پکڑیں، اور دائیں ہاتھ کی بیچ کی تینوں انگلیاں بائیں کلائی پر پھیلی رہیں۔(احسن الفتاوی:ج3:ص40)

قیام کے دوران سیدھا کھڑا ہونا چاہئے:

(1) قیام کی حالت میں آدمی کو اپنی اصلی وضع پر کھڑا ہونا چاہئے۔ نہ اکڑ کر کھڑا ہو، نہ جھک کر۔(آپ کے مسائل اور اُن کا حل:ج3:ص549)

پاؤں کی انگلیاں قبلہ رُخ اور سیدھا رکھنا:

(1) حالتِ قیام میں دونوں پاؤں بالکل سیدھے رکھنا کہ انگلیاں قبلہ رُخ سیدھی ہوں سنت ہے۔(آپ کے مسائل کا حل:ج2:ص181)

(2) حالت قیام میں دونوں پاؤں کو سیدھا رکھنا اس طرح کہ انگلیاں قبلہ رُخ رہیں مسنون ہیں، اوراس کے خلاف کرنا مکروہ ہے۔(فتاوی قاسمیہ:ج5:ص618)

(3) نماز کے قیام میں دونوں پاؤں کو بالکل سیدھا رکھنا کہ انگلیاں قبلہ کی طرف سیدھی ہوں سنت ہے۔(احسن الفتاوی:ج3:ص41)

(4) دونوں پاؤں بھی قبلہ رُخ ہونے چاہئیں، دائیں بائیں ترچھا رکھنا سنت کے خلاف ہے۔(نماز کے مسائل کاانسائیکلوپیڈیا:ج1:ص440)

(5) دونوں قدموں کابالکل سیدھا رکھنا سنت ہے تاکہ انگلیوں کا رُخ سیدھا قبلہ کی جانب ہو۔(شامی:ص504)

(6) نماز میں قیام کے دوران کھڑے ہونے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دونوں پاؤں قبلہ کی جانب سیدھی رہیں۔(طحاوی:ص143)

پاؤں کے درمیان چار انگلی کا فاصلہ رکھنا:

(1) نماز میں قیام کے دوران دونوں پاؤں کے درمیان چار انگشت کے قریب فاصلہ رکھنا مستحب ہے۔(آپ کے مسائل اوراُن کا حل:ج3:ص352)

(2) دونوں پاؤں کے درمیان چار انگلی کا فاصلہ کر کے کھڑا ہونا مستحب ہے۔
(فتاوی محمودیہ:ج21:ص507)

(3) نماز کے قیام میں دونوں پاؤں کے درمیان تقریباً چار انگل کا فاصلہ رکھنا

مستحب ہے۔(احسن الفتاوی:ج3:ص41)

(4) فقہاء نے لکھا ہے کہ قیام کی حالت میں چار انگلیوں کا فاصلہ پیروں میں رکھنا بہتر ہے۔اگر کچھ کم وبیش ہوگیا تو نماز صحیح ہے کچھ کراہت نہیں۔

(فتاوی دار العلوم دیوبند:ج2:ص134)

(5) حالت نماز میں قدمین (دونوں پاؤں کے درمیان) چار انگلیوں کا فاصلہ مستحب ہے۔(فتاوی محمودیہ:ج5:ص576)

(6) دونوں پاؤں کے درمیان چار انگل کا فاصلہ ہونا چاہئے۔

(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ج1:ص440)

(7) نماز میں قیام کے دوران کھڑے ہونے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دونوں پاؤں کے درمیان چار انگل کا فاصلہ رہے،بالکل ملا کر رکھنا یا بہت پھیلا کر رکھنا خلافِ سنت ہے۔

عموماً لوگ اس سنت میں بہت لاپرواہی کرتے ہیں،عموماً یا تو فاصلہ کم رکھتے ہیں یا زائد رکھتے ہیں جو سنت یا مستحب کے خلاف ہے۔(طحاوی:ص143)

(8) قیام میں دونوں قدموں کے درمیان چار انگل کا فاصلہ رکھنا۔

(نور الایضاح:ص71)

(9) اگر موٹے ہونے کی وجہ سے یا اور کسی عذر کی وجہ سے قدمین کے درمیان چار انگل کا فاصلہ مشکل ہوتا ہو تو زائد فاصلہ جس میں سہولت ہو کوئی حرج نہیں۔

(السعایہ:ص111)

دونوں پاؤں پر برابر زُور ڈالنا چاہئے:

(1) اگر کوئی شخص نماز میں اس طرح کھڑا ہوتا ہے کہ کبھی ایک قدم پر زُور دے

دیں اور کبھی دوسرے قدم پر تو اس طرح کھڑا ہونا درست اور جائز ہے، کیونکہ اس طرح کھڑا ہونا لمبے قیام (کھڑے ہونے) کے لئے راحت اور آرام کا ذریعہ ہے۔اس کو فقہ کی اصطلاح میں :تراوح: کہتے ہیں۔

ہاں اگر کوئی شخص ایک قدم پر سارا زور دے کر دوسرے قدم کو بالکل ڈھیلا چھوڑ دے اور کسی قدر مڑ بھی جائے (جیسا کہ گھوڑا اپنی پیر کو کھڑے ہونے کے حالت میں ڈھیلا چھوڑ دیتا ہے) تو پھر ایسی صورت اختیار کرنا نماز کے اندر مکروہ ہے۔بشرطیکہ کوئی شرعی عذر نہ ہو۔(دارالافتاء ربانیہ: جی،او،آر، کالونی کوئٹہ: استفتا نمبر: 15617_2)

(2) ایک پیر کے بل نماز میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔(الشامیہ: ص444)

(3) نماز میں کبھی ایک پاؤں پر زور ڈالنا اور کبھی دوسرے پاؤں پر زور ڈالنا مکروہ ہے، لیکن عذر ہو تو مکروہ نہیں۔(فتاوی عالمگیریہ: ج1: ص409)

(4) نماز میں کبھی ایک پیر پر وزن دے کر کھڑا رہے تو اس میں کوئی حرج نہیں، درست ہے۔البتہ ایک پیر پر پورا وزن دے کر دوسرے پیر کو بالکل ڈھیلا چھوڑ دے کہ وہ تھوڑا ٹیڑا ہو جائے (جس طرح گھوڑا ایک پیر پر وزن دے کر دوسرے پیر کو ٹیڑا کر کے کھڑا رہتا ہے) تو یہ مکروہ ہے۔(فتاوی رحیمیہ: ج5: ص127)

(5) جسم کا سارا زور ایک پاؤں پر دے کر دوسرے پاؤں کو اس طرح ڈھیلا چھوڑ دینا کہ اس میں خم آجائے نماز کے آداب کے خلاف ہے۔اس سے پرہیز کریں۔

(نمازیں سنت کے مطابق پڑھیے: ص11)

(6) نماز میں دونوں پاؤں پر کھڑا ہونا چاہئے۔فقہائے کرامؒ نے ایک پاؤں پر بغیر عذر کے کھڑے ہونے کو مکروہ لکھا ہے۔اس لئے کہ ایسی صورت میں سستی اور کاہلی ظاہر ہوتی ہے۔(فتاوی حقانیہ: ج3: ص87)

(7) قیام کی حالت میں بلاعذر صرف ایک پیر پر وزن ڈال کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔(کتاب النوازل:ج3:ص486)

(8) قیام کی حالت میں دائیں بائیں ہلنا اور جھومنا مکروہ ہے۔

(طحاوی:ص143)

انگلیوں یا ایڑی کے بل کھڑا نہ ہو:

(1) قیام کی حالت میں پورے قدم کا زمین پر رکھنا ضروری ہے۔لہذا اگر کوئی شخص بغیر عذر کے پیر کی انگلیوں کے بل کھڑا رہا، یا ایڑی کے بل کھڑا رہا تو یہ مکروہ تحریمی ہے۔(السعایہ:ج2:ص111)

سجدہ کی جگہ پر نگاہ رکھنا:

(1) قیام کی حالت میں نگاہ کو سجدہ گاہ پر رکھنا مستحب ہے۔

(فتاوی حقانیہ:ج3:ص111)

(2) نماز کے دوران قیام کی حالت میں سجدہ کی جگہ نگاہ رکھنا مستحب ہے۔

(فتاوی حقانیہ:ج3:ص115)

(3) قیام کی حالت میں نمازی کیلئے مسنون و مستحب یہ ہے کہ نگاہ سجدہ کی جانب رکھے۔(طحاوی:ص139)

بیٹھ کر نماز پڑھنے کی حالت میں قراءت کے وقت گود میں نظر رکھنا:

سوال: نفل نماز بیٹھ کر پڑھنے میں تلاوت کے وقت نگاہ سجدہ کی جگہ بہتر ہے یا

گود میں؟

جواب: گود میں مناسب ہے۔(فتاوی محمودیہ:ج5:ص648)

(2) بیٹھ کر نماز پڑھنے کی حالت میں قراءت کی حالت میں بھی گود ہی میں نظر رکھنا چاہئے۔(احسن الفتاوی:ج3:ص51)

(3) بیٹھ کر نماز پڑھنے کی حالت میں قراءت کے وقت نظر سجدہ کی بجائے گود میں ہونا زیادہ مناسب ہے۔(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ج1:ص328)

(4) بیٹھ کر نماز پڑھتے وقت قراءت کی حالت میں گود میں نظر رکھنا چاہئے۔

(دارالافتاء ربانیہ:جی،او،آر،کالونی کوئٹہ:استفتا نمبر:15282۔2)

قیام سے متعلق چند مسائل

قیام کا حکم:

فرض نماز میں قیام فرض ہے، بلاعذر ترکِ قیام سے نماز فرض ادا نہیں ہوگی۔ نفل میں قیام فرض نہیں وہ بیٹھ کر بھی درست ہے، البتہ بلاعذر بیٹھ کر نماز پڑھنے سے نصف اجر ملتا ہے۔(فتاوی محمودیہ:ج 21:ص 501)

معذور کے لئے قیام کا حکم:

سوال: جو معذور بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو اس کے لئے بیٹھنے کا کوئی خاص طریقہ منقول ہے؟ یا جیسے چاہے بیٹھ جائے؟

جواب: اگر مشقت نہ ہوتو :التحیات: کی حالت میں بیٹھنا بہتر ہے۔ اور اگر :التحیات: کی طرح بیٹھنے سے تکلیف ہوتی ہوتو پھر جیسے آسانی ہو بیٹھ جائے۔ (خیر الفتاوی:ج2:ص270)

رکوع کا نقشہ

قراءت ختم ہونے کے بعد فوراً رکوع میں جانا چاہئے:

سوال: رکوع میں جاتے ہوئے پہلے ہاتھوں کو گھٹنوں تک چھوڑ کر چند سیکنڈ کھڑے ہو کر رکوع میں جائیں یا بندھے ہوئے ہاتھ چھوڑ کر فوراً رکوع میں چلے جائیں؟

جواب: رکوع میں جاتے ہوئے ہاتھ چھوڑ کر کھڑے ہونے کی ضرورت نہیں، بلکہ ہاتھ چھوڑ کر فوراً رکوع میں چلے جائیں (آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ج 3: ص 358)

رکوع کیلئے جھکنے کے ساتھ تکبیر شروع کرنا اور رکوع میں پہنچتے ہی ختم کرنا:

(1) رکوع کی تکبیر کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ رکوع کے لئے جھکنے کے ساتھ تکبیر شروع کرے اور (رکوع میں پہنچتے ہی) ختم کرے۔

رکوع میں پہنچ کر تکبیر کہنا خلاف سنت اور مکروہ ہے اور اس میں دو طرح کی کراہت لازم آتی ہے۔ ایک کراہت ترکِ محل کی، کیونکہ یہ تکبیریں تکبیراتِ انتقال کہلاتی ہیں رکوع کی طرف منتقل ہونے، یعنی رکوع کے لئے جھکتے وقت ان کو کہنا چاہئے تھا، یہ ان کا محل تھا، جس کو ترک کر دیا۔ دوسری کراہت، اداء بے محل کی۔ یعنی جس وقت تکبیر کہہ رہا ہے وہ: سبحان ربی العظیم: کہنے کا وقت تھا تکبیر کا وقت نہیں تھا، اس وقت تکبیر بے محل

ہے۔(فتاوی رحیمیہ:ج5:ص 21)

(2) رکوع میں جاتے وقت: اللّٰہ اکبر: کہنا، اس طرح کہ تکبیر اور رکوع کی ابتدا ساتھ ہی ہو، اور رکوع میں پہنچتے ہی تکبیر ختم ہو جائے۔

(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج2:ص 202)

رکوع میں اتنا جھکنا کہ سر، پیٹھ اور سُرین برابر ہو جائے:

(1) رکوع کی حالت میں گردن کو اتنا جھکانا کہ ٹھوڑی سینے سے ملنے لگے درست نہیں، اسی طرح گردن کو اتنا اوپر رکھنا کہ گردن کمر سے بلند ہو جائے یہ بھی درست نہیں بلکہ اتنا جھکنا چاہئے کہ گردن اور کمر ایک سطح پر آجائیں۔

(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج2:ص 202)

(2) رکوع کی حالت میں اتنا جھکنا کہ پیٹھ، کمر اور سرین سب برابر ہو کر ایک سطح پر آجائیں۔(فتاوی عبادالرحمن:ج2:ص 60)

(3) مرد رکوع میں اتنا جھکے کہ سر، پیٹھ اور سُرین برابر ہو جائے۔

(فتاوی دارالعلوم زکریا:ج2:ص 156)

(4) رکوع میں کمر کو پھیلا کر سر کے برابر رکھنا سنت ہے۔

(فتاوی عثمانیہ:ج2:ص 89)

(5) حضرت ابوحمید الساعدیؓ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ جب رکوع کرتے تو اعتدال سے کرتے۔ نہ سر کو زیادہ جھکاتے اور نہ اُٹھاتے۔(ابوداؤد:ج1:ص 106)

(6) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہے کہ آپ ﷺ جب رکوع فرماتے تو سر کو نہ جھکاتے نہ اُوپر کرتے بالکل برابر بین بین رکھتے۔(ابن ماجہ:ص 194)

(7) حضرت وابصہ بن سعیدؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو نماز

پڑھتے ہوئے دیکھا، آپ ﷺ نے رکوع کیا تو پیٹھ کو بالکل برابر رکھا کہ اگر اس پر پانی ڈالا جائے تو ٹھہر جائے (یعنی کسی رُخ جلدی نہ کرے)۔(ابن ماجه:ص12)

(8) حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب رکوع فرماتے تو اس طرح کرتے کہ اگر کسی پیالہ میں پانی رکھ کر پشت مبارک پر رکھ دیا جائے تو پانی نہ گرے (یعنی رکوع میں پشت مبارک کی کیفیت بالکل برابر اور سیدھی ہوتی تھی۔ دیکھنے والے راوی نے اس کی ترجمانی کرتے ہوئے کہا کہ اگر پانی یا پانی سے بھرا برتن رکھ دیا جاتا تو پانی ٹھہر جاتا کسی جانب نہ بہتا)۔(مسند احمد:ج1:ص133)

بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں رکوع میں جھکنے کی مقدار:

(1) بیٹھ کر نماز پڑھنے کی حالت میں رکوع کرتے ہوئے صرف اتنا جھکنا ضروری ہے کہ پیشانی کو گھٹنوں کے مقابل کر دیا جائے، اس سے زیادہ جھکنے کی ضرورت نہیں، نہ سُرین اُٹھانے کی ضرورت ہے۔(امداد الاحکام:ج1:ص701)

(2) بیٹھ کر نماز پڑھتے وقت رکوع میں اتنا جھکیں کہ سر، گھٹنوں کے برابر آجائے۔(آپ کے مسائل اور اُن کا حل:ج3:ص360)

(3) بیٹھ کر نماز پڑھنے کے وقت استحباب تو یہ ہے کہ رکوع میں سر اتنا جھکائے کہ گھٹنوں کے برابر ہو جائے، ویسے اس سے کم ہو تو بھی رکوع ادا ہو جائے گا۔
(خیر الفتاوی:ج2:ص245)

(4) بیٹھ کر نماز پڑھنے میں مستحب اور صحیح طریقہ یہ ہے کہ پیٹھ کو اتنی جھکائی جائے کہ پیشانی، گھٹنوں کے مقابل ہو جائے۔ سرین اُٹھانے کی ضرورت نہیں۔
(فتاوی رحیمیه:ج5:ص27)

رکوع میں ہاتھ کی انگلیوں کو کھلا رکھنا:

(1) رکوع میں مرد اپنے ہاتھوں کی انگلیاں کھلی رکھے۔

(فتاوی دار العلوم زکریا:ج2:ص156)

(2) رکوع میں ہاتھ کی انگلیاں کشادہ رکھنا سنت ہے۔

(فتاوی عبادالرحمن:ج2:ص60)

(3) رکوع میں ہاتھ کی انگلیوں کو کھلا رکھنا مسنون ہے۔

(کتاب الفتاویٰ:ج1:ص128:حصہ دوم)

(4) رکوع میں ہاتھ کی انگلیاں کشادہ رکھنا سنت ہے۔

(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ج2:ص202)

(5) رکوع میں ہاتھ کی انگلیاں کھلی رکھنا سنت ہے۔

(فتاوی عثمانیہ:ج2:ص89)

(6) رکوع میں ہاتھوں کی انگلیاں کھلی رکھنی چاہئے۔

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل:ج3:ص359)

(7) مردوں کیلئے رکوع میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر رکھنا مسنون ہے۔(فتاوی رحیمیہ:ج5:ص19)

(8) حضرت وائل بن حجرؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب رکوع فرماتے تو (ہاتھ کی)انگلیوں کو کشادہ رکھتے۔(مجمع الزوائد:ج1:ص135)

(9) حضرت ابن عمرؓ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:جب رکوع کرو تو اپنی انگلیوں کو کشادہ رکھو۔(کنزالعمال:ج7:ص454)

رکوع میں اپنے ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑنا:

(1) رکوع میں دائیں گھٹنے کو دائیں ہاتھ سے اور بائیں گھٹنے کو بائیں ہاتھ سے پکڑنا سنت ہے۔(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج2:ص202)

(2) رکوع میں مرد ہاتھ پر زور دیتے ہوئے مضبوطی سے گھٹنوں کو پکڑے۔

(فتاوی دارالعلوم زکریا:ج2:ص156)

(3) رکوع میں دائیں گھٹنے کو دائیں ہاتھ سے اور بائیں گھٹنے کو بائیں ہاتھ سے پکڑنا سنت ہے۔(فتاوی عبادالرحمن:ج2:ص60)

(4) رکوع میں ہاتھ کی انگلیاں کشادہ کر کے گھٹنوں کو پکڑنا سنت ہے۔

(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج2:ص202)

(5) رکوع میں گھٹنوں کو مضبوطی سے پکڑنا سنت ہے۔

(فتاوی عثمانیہ:ج2:ص89)

(6) رکوع میں ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑ لینا چاہئے۔

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ج3:ص359)

(7) مردوں کیلئے رکوع میں دونوں ہاتھوں سے گھٹنے پکڑنا مسنون ہے۔

(فتاوی رحیمیہ:ج5:ص19)

کہنیوں کو بدن سے جدا رکھنا:

(1) مرد رکوع میں اپنے بازوؤں کو پہلو سے بالکل الگ رکھے اور کھل کر رکوع کرے۔(فتاوی دارالعلوم زکریا:ج2:ص156)

(2) حضرت ابومسعودؓ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ جب رکوع فرماتے تو

اپنی کہنیوں کو جدا رکھتے۔(مسند احمد: ج4: ص119)

(3) حضرت عقبہ بن عامرؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ اپنی کہنیوں کو بغل سے جدا رکھتے۔(نسائی: ص159)

(4) حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب رکوع فرماتے تو اپنے پہلوؤں کو الگ رکھتے۔(ابن ماجہ: ص84)

(5) حضرت ابوحمید الساعدیؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھوں کو پہلوؤں سے الگ رکھتے۔(السعایہ: ص180)

بازو کو سیدھا رکھنا:

رکوع کی حالت میں کلائیاں اور بازو سیدھے تنے ہوئے رہنے چاہیئے، ان میں خم نہیں آنا چاہیئے۔(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج2: ص202)

پنڈلیوں کو سیدھا رکھنا:

(1) رکوع کی حالت میں پنڈلیوں کو سیدھا رکھنا چاہیئے۔

(فتاوی عبادالرحمن: ج2: ص60)

(2) رکوع کی حالت میں پنڈلیوں کو سیدھا رکھنا چاہیئے۔

(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج2: ص202)

پاؤں قبلہ کی طرف سیدھے رکھنا:

رکوع میں پاؤں سیدھے رکھنا سنت ہے۔(یعنی انگلیاں قبلہ رُخ رکھے، ترچھا نہ رکھے)۔(فتاوی عثمانیہ: ج2: ص89)

دونوں پاؤں پر زُور برابر ڈالنا:

رکوع کی حالت میں دونوں پاؤں پر زُور برابر رہنا چاہئے۔

(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج2:ص202)

رکوع میں اپنے پاؤں پر نظر رکھنا:

(1) رکوع میں ظاہر قدم پر نظر رکھنا چاہئے۔

(فتاوی دار العلوم زکریا:ج2:ص179)

(2) رکوع کی حالت میں نظریں پاؤں کی طرف ہونی چاہئے۔

(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج2:ص202)

(3) رکوع کی حالت میں پاؤں کے پنجوں پر نگاہ رکھنا مستحب ہے۔

(فتاوی حقانیہ:ج3:ص115)

(4) بیٹھ کر نماز پڑھتے وقت رکوع کرتے ہوئے گھٹنوں کے درمیان نظر رکھنا چاہئے۔(دار الافتاء ربانیہ: جی،او،آر، کالونی کوئٹہ: استفتاء نمبر: 15282۔2)

رکوع سے متعلق چند مسائل

رکوع میں تین مرتبہ تسبیح پڑھنا:

(1) رکوع میں تین بار تسبیح پڑھنا سنت ہے۔(فتاوی عثمانیہ: ج 2:ص 89)

(2) اگر کوئی شخص رکوع میں: سبحان ربی العظیم: نہ پڑھے تو بھی نماز ہوجائے گی لیکن سنت کے خلاف ہے۔(مردوں کا دینی معلم: ص 182)

رکوع میں غلطی سے سجدہ والے تسبیحات پڑھنا:

اگر کوئی شخص رکوع میں: سبحان ربی العظیم: کی جگہ: سبحان ربی الاعلی: پڑھ لے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ رکوع میں تسبیحات پڑھنا مسنون ہے اور نماز میں فساد کسی فرض یا واجب کے چھوٹ جانے سے آتا ہے۔ اس لئے اگر کسی وجہ سے تسبیحات بالکلیہ ترک ہو جائیں تب بھی نماز فاسد نہیں ہوتی، البتہ ثواب میں کمی ضرور آئے گی۔(فتاوی عثمانیہ: ج 2: ص 151)

مقتدی نے تسبیحات تین مرتبہ پوری نہیں پڑھی تھی کہ امام نے رکوع سے سر اُٹھالیا:

(1) مقتدی نے ابھی تین تسبیحات پوری نہیں پڑھی تھی کہ امام نے رکوع سے سر

210

اُٹھالیا تو مقتدی پر تین تسبیحات پوری کرنی ضروری نہیں بلکہ امام کی متابعت ضروری ہے۔

(نجم الفتاوی:ج2:ص355)

(2) رکوع وسجود کی تسبیحات پوری کرنے کے لئے امام سے پیچھے رہنا مکروہ تحریمی ہے۔ بلکہ امام کی متابعت واجب ہے۔(احسن الفتاوی:ج3:ص281)

سوال: مقتدی نے امام کو رکوع میں پایا، ابھی تک مقتدی تین تسبیحات یا کچھ بھی نہیں کہہ پایا کہ امام کھڑا ہوگیا۔تو اب مقتدی کو کیا کرنا چاہئے؟ تین تسبیحات پوری کرلے یا امام کی متابعت کرلے؟

جواب: ایک تسبیح کی مقدار رکوع میں واجب ہے،اور بقدر تین تسبیح سنت ہے۔لہذا بقدر وجوب یعنی صرف ایک تسبیح کی مقدار رکوع میں توقف کرنے کے بعد امام کی متابعت کرنا واجب ہے۔(احسن الفتاوی:ج3:ص316)

رکوع میں شرکت کے لئے دوڑنا منع ہے:

سوال: امام صاحب رکوع کریں،اُس وقت لوگ رکوع میں شرکت کے لئے دوڑتے ہیں،جس سے دوسرے نمازیوں کو خلل ہوتا ہے۔تو شرعاً اس طرح دوڑنا کیسا ہے؟

جواب: صورتِ مسئولہ میں دوڑے نہیں، دوڑنا منع ہے خواہ رکوع نہ ملے۔ حدیث شریف میں ہیں کہ نماز کے لئے دوڑتے ہوئے نہ آؤ، اطمینان کے ساتھ چل کر آؤ۔ رکعت فوت ہوجائے تو اس کو بعد میں ادا کرلو۔

اس کے علاوہ یہ بھی خیال رہے کہ مسجد میں دوڑنا، مسجد کے احترام کے خلاف ہے خصوصاً جبکہ نمازیوں کو بھی تشویش ہو، جس سے اجتناب ضروری ہے۔

ایک مرتبہ سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ نماز میں تھے، پیچھے سے ایک آدمی آیا،

اُس کے پاس جو سامان تھا اس کو پھینک کر نماز میں شریک ہو گیا، سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ نے نماز سے فارغ ہو کر اُس کو سزا دی کہ تُو نے نمازیوں کو تشویش میں ڈال دیا ہے۔

(فتاوی رحیمیہ:ج5:ص133)

مقتدی کا امام سے سبقت کرنے پر وعید:

(1) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی شخص جب امام سے پہلے سر اُٹھاتا ہے تو وہ اس بات سے نہیں ڈرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر کی طرح بنا دے یا اس کی شکل گدھے کی شکل کی طرح کردے۔

(فتاوی عثمانیہ:ج2:ص109)

(2) ارکان میں مقتدی کا امام سے آگے بڑھنا حرام ہے۔ مقتدی کا ارکان میں امام سے بڑھنے پر احادیث میں سخت وعید اور ممانعت آئی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں، تم لوگ رکوع، سجدہ اور قیام اور انصراف (واپس لوٹنے) میں مجھ سے آگے مت بڑھو۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جو اپنا سر امام سے پہلے اُٹھالیتا ہے کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اس کے سر کو گدھے کا سر بنادیں۔

ایک عبرت ناک واقعہ ملاحظہ فرمائیں:

ایک شخص حدیث کی تحصیل کے لئے دمشق کے ایک مشہور شخص کی خدمت میں پہنچا۔ وہاں پہنچ کر ان سے حدیث حاصل کی، لیکن وہ شیخ ہمیشہ درمیان میں پردہ رکھتے تھے، اپنا چہرہ کبھی نہیں دکھاتے تھے۔ جب ایک زمانہ گذر گیا اور طالب علم کا شوق دیکھا تو ایک

مرتبہ پردہ ہٹایا، طالب علم نے دیکھا کہ شیخ کا چہرہ گدھے کی طرح ہے۔ شیخ نے فرمایا: اے میرے بیٹے! تم امام سے ارکان میں آگے بڑھنے سے بچو، جب میں نے یہ حدیث سنی تھی تو میں نے اس کے وقوع کو بعید سمجھا تھا اور میں نے امام سے سبقت کی، اس کی وجہ سے میرے چہرہ کی یہ حالت ہوگئی جو تم دیکھ رہے ہو۔ (فتاوی رحیمیہ: ج5: ص109)

اگر مقتدی امام سے پہلے رکوع میں چلا گیا:

سوال: اگر کوئی امام سے پہلے رکوع میں چلا جائے تو نماز درست ہوگی یا نہیں؟

جواب: ایسا کرنا مکروہ ہے۔ لیکن اگر اس رکوع میں امام بھی پہنچ گیا تو نماز درست ہو جائے گی۔ اگر اس مقتدی نے امام کے رکوع میں پہنچنے سے پہلے سر اٹھالیا، یعنی امام کے ساتھ رکوع میں شرکت بالکل نہیں کی تو اس کی نماز فاسد ہوگئی۔

(فتاوی محمودیہ: ج6: ص639)

(2) اگر مقتدی کسی رُکن کو اپنے امام کے ادا کرنے سے پہلے کرلے اور امام اس کو اس میں کرتے ہوئے نہ پائے مثلاً مقتدی امام کے رکوع میں جانے سے پہلے رکوع میں چلا گیا اور امام کے رکوع میں پہنچنے سے پہلے مقتدی نے سر اُٹھالیا اور پھر اس رکوع کو اس نے نہ امام کے ساتھ ادا کیا اور نہ اس کے بعد، اور امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو اس صورت میں مقتدی کی نماز نہ ہوگی۔ (مسائل رفعت قاسمی: ج2: ص98)

جھکنے کی حالت میں تکبیر تحریمہ کہہ کر امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہوگیا تو اِس کی اقتداء درست نہیں ہوئی:

سوال: امام رکوع میں ہے کہ ایک شخص آیا۔کیا وہ تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں چلا جائے یا تکبیر تحریمہ کہہ کر پھر رکوع کی تکبیر کہے؟

جواب: تکبیر تحریمہ کہہ کر پھر دوسری تکبیر کہہ کر رکوع میں جانا چاہئے، یہ مسنون طریقہ ہے لیکن اگر صرف تکبیر تحریمہ ہی کہہ کر بلا تکبیر ثانی رکوع میں چلا گیا اور امام کے ساتھ شریک ہو گیا تو وہ رکعت اس کو مل گئی اور نماز بھی صحیح ہو گئی۔

(فتاوی دار العلوم دیوبند:ج3:ص352)

☆.....اگر امام رکوع میں ہے تو اُس وقت آنے والے آدمی کو چاہئے کہ تکبیر تحریمہ کہہ کر اگر موقع ہے تو تھوڑی دیر کے لئے ہاتھ باندھ کر پھر دوسری تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے، اور اگر موقع نہیں تو تکبیر تحریمہ کہہ کر پھر دوسری تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے، یہ طریقہ مسنون ہے، لیکن اگر صرف تکبیر تحریمہ کہہ کر دوسری تکبیر کہے بغیر رکوع میں چلا گیا اور امام کے ساتھ شریک ہو گیا تو وہ رکعت اس کو مل گئی، اور نماز بھی صحیح ہو جائے گی، دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ج1:ص234)

سوال: امام رکوع یا سجدہ میں ہے ایک شخص آیا تو اس کو تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ کر رکوع یا سجدہ میں جانا چاہئے یا بغیر ہاتھ باندھے؟

جواب: تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھنا مسنون ہے، اگر ہاتھ نہ باندھے اور ویسے ہی رکوع یا سجدہ میں چلا گیا تو نماز صحیح ہے۔(فتاوی دار العلوم دیوبند:ج3:ص352)

(1) اگر تکبیر سیدھے ہو کر نہیں کہی، بلکہ جھکتے ہوئے کہی اور رکوع میں پہنچ کر ختم کی ہے، تو یہ شروع کرنا ہی صحیح نہیں ہوا۔(فتاوی محمودیہ:ج7:ص294)

(2) بعض لوگ مسجد میں آ کر امام کو رکوع میں پاتے ہیں تو جلدی کے خیال سے آتے ہی جھک جاتے ہیں اور ایسی حالت میں تکبیر تحریمہ کہتے ہیں، ان کی نماز نہیں ہوتی۔

اس لئے کہ تکبیر نماز کے لئے شرط ہے،اور جب وہ صحیح نہ ہوئی تو نماز کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔
(مسائل رفعت قاسمی:ج2:ص35)

(3) اگر امام رکوع میں ہے اور اُس وقت کوئی شخص امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہونا چاہتا ہے تو مسنون طریقہ یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد پھر دوسری تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے۔اور اگر صرف تکبیر تحریمہ کہی اور دوسری تکبیر کہے بغیر رکوع میں چلا گیا اور امام کے ساتھ شریک ہوا تو وہ رکعت اس کو مل گئی اور نماز بھی صحیح ہوگئی۔تکبیر تحریمہ رکوع کی حالت میں نہ کہے ورنہ نماز صحیح نہ ہوگی۔(مسائل رفعت قاسمی:ج2:ص35)

(4) جو شخص امام کو رکوع میں پائے اس کیلئے تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہنا ضروری ہے (یعنی جھکنے کی حالت میں تکبیر تحریمہ نہ کہے)۔(فتاوی عبادالرحمن:ج2:ص)

سوال: امام رکوع میں تھا،ایک شخص بعد میں آیا اور جھکتے ہوئے تکبیر تحریمہ کہہ کر شریک ہوگیا،تو اس کی نماز ہوگئی یا نہیں؟

جواب: اگر تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر نہیں کہی بلکہ اس طرح جھکتے ہوئے کہی ہے کہ رکوع میں تکبیر پوری ہوئی تو اس کی نماز صحیح نہیں ہوگی۔(فتاوی محمودیہ:ج5:ص543)

سوال: مقتدی نے تکبیر تحریمہ بحالت قیام توقف کر کے نہیں کہی بلکہ جھکتے ہوئے اور رکوع میں جاتے ہوئے کہہ کر،امام کو رکوع میں پالیا۔تو یہ اقتداء صحیح ہوگی یا نہیں؟ اور رکعت معتبر ہوگی یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں تکبیر بحالت قیام نہیں کہی بلکہ جھکتے ہوئے کہی ہے اس لئے نماز میں داخل نہ ہوا،جب نماز میں داخل ہونا صحیح نہ ہوا تو رکعت کیسے معتبر ہوگی؟ بلکہ نماز ہی صحیح نہ ہوگی۔چنانچہ مجالس الابرار میں ہے:

تکبیر کا موقع قیام ہے (یعنی حالت قیام میں پوری تکبیر کہنا چاہئے) اسی بنا پر اگر

امام کورکوع میں پایااور جھکتے ہوئے تکبیر کہی تو نماز میں داخل نہ ہوگا۔اس لئے کہ نماز میں داخل ہونے کی شرط تکبیر کا حالت قیام میں کہنا ہے،لہذا اگر قیام میں :اللّٰہ: کہااور رکوع میں :اکبر: تو نماز میں داخل نہ ہوگا۔(فتاوی رحیمیہ:ج5:ص153)

رکعت ملنے کی حد:

(1) اگر امام کے رکوع سے اٹھنے کے بعد کوئی شخص جماعت میں شامل ہوجائے، تو اس کو وہ رکعت نہیں ملی۔(فتاوی محمودیہ:ج22:ص111)

(2) اگر کوئی شخص ایسے وقت آیا کہ امام رکوع میں تھا، یہ فوراً تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں شریک ہوااور جب ہی امام نے رکوع سے سر اٹھالیا، پس اگر سیدھا کھڑا ہوکر تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں گیا تھااور رکوع میں جھکنے سے پہلے پہلے :اللّٰہ اکبر: کہہ چکا تھا اور کمر کو رکوع میں برابر کرلیا تھا اس کے بعد امام نے رکوع سے سر اُٹھایا ہے، تب تو رکعت مل گئی، تسبیح اگر چہ ایک مرتبہ بھی نہ کہی ہو۔اور اگر امام کے سر اٹھانے سے پہلے رکوع میں کمر کو برابر نہیں کرسکا تو رکعت نہیں ملی۔اور اگر تکبیر سیدھے ہوکر نہیں کہی، بلکہ جھکتے ہوئے کہی اور رکوع میں پہنچ کر ختم کی ہے، تو یہ شروع کرنا ہی صحیح نہیں ہوا۔

(فتاوی محمودیہ:ج7:ص294)

سوال: ایک آدمی جماعت میں اس وقت شریک ہوا کہ امام رکوع میں تھا، رکوع میں امام کے ساتھ شرکت تو ہوئی، مگر بہت کم، یہاں تک کہ رکوع کی تسبیح ایک مرتبہ بھی نہیں پڑھی کہ امام نے سر اٹھالیا۔تو رکعت مل گئی کہ نہیں؟

جواب: مقتدی کو یہ رکعت مل گئی۔

(فتاوی محمودیہ:ج22:ص104)

قومہ کا نقشہ

قومہ میں ایک تسبیح کی مقدار سیدھا کھڑا ہونا واجب ہے:

(1) رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا واجب ہے۔اگر کسی نے یہ واجب ترک کردیا تو اس پر نماز کا لوٹانا واجب ہے۔(آپ کے مسائل اور اُن کا حل:ج3:ص360)

(2) اگر رکوع سے اُٹھ کر سیدھے کھڑے نہ ہو تو اس میں ترک واجب ہوتا ہے، اور وہ نماز قابلِ اعادہ ہے۔(فتاوی دار العلوم دیوبند:ج2:ص135)

(3) قومہ میں اتنی دیر ٹھہرنا کہ ہر عضو اپنی جگہ قرار پکڑ لے۔محققینِ احناف کے نزدیک واجب ہے۔اور اس کا اندازہ ایک تسبیح کے ساتھ کیا گیا ہے۔یعنی قومہ میں سیدھا کھڑے ہونے کے بعد ایک دفعہ:سبحان اللّٰہ: کہنے کی مقدار ٹھہرنا۔
(خیر الفتاوی:ج2:ص279)

(4) قومہ اور جلسہ اور تعدیلِ ارکان واجب ہے۔لہذا سہواً ترک کرنے سے سجدۂ سہو لازم ہوگا۔(احسن الفتاوی:ج3:ص 21)

(5) رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا واجب ہے،اگر سہواً رہ جائیں تو سجدہ سہو کفایت کرتا ہے اور عمداً ترک کیا جائے تو نماز واجب الاعادہ ہے۔
(فتاوی حقانیہ:ج3:ص 94)

(6) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ جب رکوع سے سر مبارک اُٹھاتے تاوقتیکہ خوب اچھی طرح کھڑے نہ ہو جاتے سجدہ میں نہ جاتے۔(مسلم:ص 194)

(7) رکوع سے کھڑے ہوتے وقت اتنے سیدھے ہو جائیں کہ جسم میں کوئی خم

باقی نہ رہے۔ بعض لوگ کھڑے ہوتے وقت کھڑے ہونے کے بجائے کھڑے ہونے کا صرف اشارہ کرتے ہیں، اور جسم کے جھکاؤ کی حالت ہی میں سجدے کے لئے چلے جاتے ہیں، ان کے ذمے نماز کا لوٹانا واجب ہو جاتا ہے۔ لہذا اس سے سختی کے ساتھ پرہیز کریں، جب تک سیدھے ہونے کا اطمینان نہ ہو جائے، سجدے میں نہ جائیں۔

(نمازیں سنت کے مطابق پڑھیے: ص 14)

قومہ سے جھکتے ہوئے تکبیر شروع کرنا اور سجدہ میں پہنچتے ہی تکبیر ختم کرنا:

(1) سجود کی تکبیر کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ سجدہ میں جاتے وقت تکبیر شروع کرے اور (سجدہ میں پہنچتے ہی) ختم کرے۔

سجود میں پہنچ کر تکبیر کہنا خلاف سنت اور مکروہ ہے۔ اور اس میں دو طرح کی کراہت لازم آتی ہے۔ ایک کراہت ترکِ محل کی، کیونکہ یہ تکبیریں تکبیراتِ انتقال کہلاتی ہیں سجدہ کی طرف منتقل ہونے، یعنی سجدہ میں جانے کے وقت ان کو کہنا چاہئے تھا، یہ ان کا محل تھا، جس کو ترک کر دیا۔ دوسری کراہت، اداء بے محل کی۔ یعنی جس وقت تکبیر کہہ رہا ہے وہ :سبحان ربی الاعلیٰ: کہنے کا وقت تھا تکبیر کا وقت نہیں تھا، اس وقت تکبیر بے محل ہے۔ (فتاوی رحیمیہ: ج5: ص 21)

(2) تکبیر کی انتہا اور سجدے کی ابتداء ساتھ ہی ہو، یعنی سجدے میں پہنچتے ہی تکبیر ختم ہو جائے۔ (مردوں کا دینی معلم: ص185)

(3) سجدہ میں جاتے ہوئے تکبیر کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ تکبیر پوری ہیتِ انتقال کو شامل ہو۔ یہ نہیں کہ :اللہ اکبر: کہا تب گئے، اور نہ یہ کہ جھکنے کے بعد سجدہ سے قبل

ختم ہو جائے۔(سنت کے مطابق نماز پڑھیئے:ص 59)

سجدے میں جاتے ہوئے ترتیب سے اعضاء کو زمین پر رکھنا:

(1) زمین پر پہلے گھٹنے رکھنا، پھر ہاتھ رکھنا، پھر ناک رکھنا، پھر پیشانی رکھنا۔

(مردوں کا دینی معلم:ص 185)

(2) سجدے میں جاتے ہوئے، پہلے گھٹنے، پھر ہاتھ، پھر ناک، پھر پیشانی زمین پر رکھنا چاہئے۔(آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ج 3:ص 362)

(3) سجدہ کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھے، پھر ہاتھوں کو، پھر ناک کو، پھر پیشانی کو دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھے۔

(جواهر الفتاوى:ج5:ص 273)

(4) سجدہ میں جاتے ہوئے اوّل گھٹنے، پھر ہاتھ، پھر ناک اور آخر میں پیشانی کو رکھنا سنت ہے۔(فتاوى عثمانيه:ج2:ص 89)

(5) سجدے میں جانے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے دونوں گھٹنوں کو زمین پر رکھے پھر دونوں ہتھیلیوں کو پھر چہرے کو جس میں ناک کو اوّلاً پھر پیشانی کو زمین پر رکھے۔

(طحاوى:ص 145)

(6) جمہور علماء اِس بات کے قائل ہیں کہ سجدہ میں جانے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ سجدہ میں جاتے ہوئے اوّلاً گھٹنے رکھے، پھر دونوں ہاتھ رکھے، پھر پیشانی رکھے، پھر ناک رکھے۔(عمدة القارى:ج6:ص 79)

219

قومہ سے سجدہ میں جاتے ہوئے کمر نہ جھکائے:

(1) قومہ سے سجدہ کی طرف جانے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ گھٹنے زمین پر ٹیکنے سے پہلے کمر اور سینہ نہ جھکائے، بلکہ کمر بالکل سیدھی رکھنی چاہئے۔

(فتاوی عثمانیہ:ج2:ص102)

(2) سجدہ کی طرف جاتے وقت کمر بالکل سیدھی رکھنا چاہئے، گھٹنے زمین پر رکھنے سے پہلے کمر میں خم نہ آنے پائے، اگر تھوڑا سا بھی جھکا تو رکوع میں تکرار لازم آئے گا۔

(آپ کے مسائل کا حل: ج2:ص184)

(3) سجدہ کی طرف جاتے وقت کمر بالکل سیدھی رکھنا چاہئے۔ گھٹنے زمین پر رکھنے سے پہلے کمر میں خم نہ آنے پائے، اگر تھوڑا سا بھی جُھکا تو رکوع میں تکرار لازم آئے گا۔(احسن الفتاوی:ج3:ص33)

(4) سب سے پہلے گھٹنوں کو خم دے کر انہیں زمین کی طرف اس طرح لے جائیں کہ سینہ آگے کو نہ جھکے، جب گھٹنے زمین پر ٹک جائیں، اس کے بعد سینے کو جھکائیں۔

جب تک گھٹنے زمین پر نہ ٹکیں، اُس وقت تک اُوپر کے دھڑ کو جھکانے سے حتی الامکان پرہیز کریں۔

آج کل سجدے میں جانے کے اس مخصوص ادب سے بے پروائی بہت عام ہوگئی ہے، اکثر لوگ شروع ہی سے سینہ آگے کو جھکا کر سجدے میں جاتے ہیں، لیکن صحیح طریقہ وہی ہے جو بیان کیا گیا۔(نمازیں سنت کے مطابق پڑھیے:ص15)

سجدہ میں جاتے وقت گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا:

سوال: سجدہ میں جاتے وقت گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا چاہئے یا نہیں؟

جواب: صراحۃً کوئی جزئیہ اس بارے میں نہیں ملا، البتہ اُمت کا برابر تعامل پایا جاتا ہے اور اس میں سہولت بھی ہے، اس وجہ سے سجدہ میں جاتے وقت گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے۔ ہاں کتب فقہ میں یہ مذکور ہے کہ سجدہ میں جاتے وقت پہلے گھٹنے رکھے پھر ہاتھ رکھے اور بطور استدلال: حدیث النهي عن البروك كبروك الابل: پیش کرتے ہیں۔ یہ حدیث شریف ترمذی میں موجود ہے۔ اور یہ صورت اُسی وقت آسانی سے ہو سکتی ہے جبکہ ہاتھ گھٹنوں پر رکھے۔ چنانچہ :بهشتي زيور: میں ہے: پھر تکبیر کہتا ہوا دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے ہوئے سجدے میں جائے۔

:فتاویٰ محمودیه: میں ہے: صراحۃً یہ جزئیہ کسی کتاب میں نہیں دیکھا، ہاں معمول یہ ہے کہ ہاتھوں کو رانوں اور گھٹنوں پر رکھ کر یعنی سہارا لے کر قومہ سے سجدہ میں چلے جاتے ہیں، جیسے کہ سجدہ سے اُٹھ کر رانوں اور گھٹنوں پر سہارا لے کر کھڑے ہوتے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ کا طریقہ نماز: میں ہے: الله اکبر: کہتا ہوا دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے ہوئے سجدے میں جائے۔ (فتاوی دار العلوم زکریا: ج 2: ص 157)

(2) سجدے میں جاتے وقت تکبیر کہتا ہوا دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے ہوئے سجدے میں جائے۔ (مردوں کا دینی معلم: ص 185)

سجدہ میں ہاتھ گھسیٹنا خلافِ سنت ہے:

خیال رہے کہ سجدہ میں ہاتھوں کو رکھنا سنت ہے، ہاتھوں کو گھسیٹ کر لے جانا خلافِ سنت مکروہ ہے۔ بعض لوگ دونوں ہتھیلیوں کو اوّلاً زمین پر رکھ دیتے ہیں پھر گھسیٹ کر آگے کانوں کے مقابل لے جاتے ہیں یہ بڑی بُری حرکت ہے۔

(سنت کے مطابق نماز پڑھیے: ص 149)

قومہ سے متعلق چند مسائل

رکوع سے اُٹھتے ہوئے پیٹھ کو اُوپر کرتے ہوئے: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه: کہنا:

حضرت ابوہریرہؓ نے آپ ﷺ کی نماز کا نقشہ کھینچتے ہوئے بیان کیا کہ آپ ﷺ جب رکوع سے پیٹھ اُٹھاتے تو: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه: کہتے اور جب سیدھے کھڑے ہوجاتے تو: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ: کہتے۔ (بخاری شریف: ص 109)

فائدہ: علامہ عینیؒ اور حافظ ابن حجرؒ نے بیان کیا ہے کہ رکوع سے اُٹھتے ہوئے کا ذکر: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه: ہے، اور جب ٹھیک کھڑا ہوجائے تو: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ:۔

چنانچہ اُٹھتے ہوئے: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه: کہنا سنت ہے۔ ایک قول میں یہاں تک ہے اگر اُٹھتے ہوئے نہ کہہ سکا تو کھڑے ہوکر نہ کہے۔ (السعایہ: ص 185)

رکوع سے اُٹھ کر سب سے افضل کلماتِ تحمید:

(1) رکوع سے اُٹھ کر: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ: پڑھنے کے چار طریقے ہیں:

پہلا طریقہ: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ:

دوسرا طریقہ: اَللّٰھُمَّ رَبَّنَالَکَ الْحَمْدُ:

تیسرا طریقہ: رَبَّنَاوَلَکَ الْحَمْدُ:

چوتھا طریقہ: رَبَّنَالَکَ الْحَمْدُ:

فضیلت میں پہلا والا سب سے زیادہ **افضل** ہے، **پھر** دوم **پھر** سوم اور **پھر** چہارم۔

(احسن الفتاوی:ج3:ص42)

(2) علامہ حصکفی صاحبؒ نے:اللّٰھم ربناولک الحمد: کو**افضل** قرار دیا ہے اور علامہ شامیؒ نے اس کی تائید فرمائی ہے۔

ان حضرات کی بحث کا حاصل یہ ہے کہ سب سے **افضل**:اللّٰھم ربناولک الحمد: ہے۔اس **کے بعد**:اللّٰھم ربنالک الحمد: کا درجہ ہے، **پھر**: ربناولک الحمد: کا۔اور **اخیر میں**: ربنالک الحمد: کا درجہ ہے۔

(کتاب النوازل:ج4:ص60)

(3) اگر کوئی شخص رکوع سے کھڑے ہوکر:سمع اللّٰہ لمن حمدہ، ربنا لک الحمد: نہ پڑھے تو بھی نماز ہوجائے گی لیکن سنت کے خلاف ہے۔

(مردوں کا دینی معلم:ص182)

سجدے کا نقشہ

سجدہ میں دونوں ہاتھ اور چہرہ رکھنے کی جگہ:

(1) ہاتھ نہ زیادہ پیچھے رکھے نہ زیادہ آگے بلکہ کان کے برابر رکھے۔اور چہرہ دونوں ہاتھوں کے درمیان ہونا چاہئے۔(مردوں کا دینی معلم :ص185)

(2) دونوں ہاتھ کانوں کے مقابل رکھے(سینے کے مقابل نہ رکھے)یعنی چہرہ دونوں ہتھیلیوں کے درمیان اور انگوٹھے کانوں کی لو کے مقابل رہیں۔

(فتاوی رحیمیہ:ج5:ص73)

(3) سجدے میں منہ کو دونوں ہاتھوں کے درمیان اس طرح رکھے کہ دونوں انگوٹھوں کے سرے کانوں کی لو کے سامنے ہو جائیں۔

(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ج2:ص380)

(4) پیشانی کو دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھے۔

(جواھر الفتاوی:ج5:ص273)

(5) سجدہ کی حالت میں چہرے کو دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھے۔

(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ج2:ص146)

(6) حضرت براءؓ کی روایت ہے کہ سجدہ میں آپ ﷺ کا سر مبارک دونوں ہتھیلیوں کے بیچ ہوتا۔(نسائی:ص166)

(7) سجدہ میں پیشانی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان اور ہاتھ کانوں کے مقابل

رکھے۔(بنایہ:ص 197)

(8) سجدے میں سر کو دونوں ہاتھوں کے درمیان اس طرح رکھیں کہ دونوں انگوٹھوں کے سرے کانوں کی لو کے سامنے ہو جائیں۔

(نمازیں سنت کے مطابق پڑھیے:ص 16)

دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی ہوں:

(1) دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی ہوں۔

(جواھر الفتاوی:ج 5:ص 273)

(2) سجدہ میں ہاتھ کی انگلیوں کو ملا کر رکھنا مسنون ہے۔

(کتاب الفتاویٰ:ج 1:ص 128:حصہ دوم)

(3) سجدے میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں بالکل ملی ہوئی ہوں۔

(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج 2:ص 380)

(4) بحالت سجدہ ہاتھ کی انگلیوں کو ملا کر رکھنا چاہئے۔

(فتاوی دار العلوم زکریا:ج 2:ص 160)

(5) مردوں کے لئے سجدہ میں اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملا کر رکھے۔

(فتاوی رحیمیہ:ج 5:ص 19)

(6) ہاتھ کی انگلیاں ملی ہوئی ہو۔(فتاوی رحیمیہ:ج 5:ص 19)

(7) ہاتھوں کی انگلیاں بالکل ملا کر رکھیں تا کہ سب کے سر قبلہ رُخ رہیں۔

(فتاوی رحیمیہ:ج 5:ص 73)

(8) حضرت وائل بن حجرؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب سجدہ فرماتے تو (ہاتھ کی) انگلیوں کو ملا لیتے۔(مجمع الزوائد:ج 1:ص 135)

(9) تمام فقہائے کرامؒ نے تصریح کی ہے کہ سجدہ میں ہاتھ کی انگلیوں کو ملا کر رکھے۔(السعایہ:ص196)

(10) حفص ابن عالم نے کہا کہ سنت یہ ہے کہ سجدہ میں انگلیوں کو ملا دے۔

(ابن ابی شیبہ:ص264)

ہاتھوں کی انگلیاں قبلہ رُخ ہوں:

(1) دونوں ہاتھوں کی انگلیاں قبلہ رُخ ہونی چاہئے۔

(جواھر الفتاوی:ج5:ص273)

(2) سجدے میں انگلیوں کا رُخ قبلے کی طرف ہو۔

(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ج2:ص380)

(3) ہاتھ کی انگلیوں کا رُخ قبلہ کی طرف ہو۔

(فتاوی رحیمیہ:ج5:ص19)

(4) ہاتھوں کی انگلیاں قبلہ رُخ رہیں۔(فتاوی رحیمیہ:ج5:ص73)

(5) حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب سجدہ فرماتے تو انگلیوں کا رُخ قبلہ کی جانب کرتے۔(ابن ابی شیبہ:ص264)

(6) حفص ابن عالم نے کہا کہ سنت یہ ہے کہ سجدہ میں انگلیوں کو قبلہ کی جانب کرے۔ (ابن ابی شیبہ:ص264)

سجدہ میں ناک اور پیشانی زمین پر لگانا ضروری ہے:

(1) سجدہ میں پیشانی اور ناک زمین پر لگانا دونوں ضروری ہیں۔صرف پیشانی لگانا، ناک نہ لگانا مکروہ تحریمی ہے،اور ایسی نماز کا لوٹانا واجب ہے۔اور ایک بار ناک لگا کر

پھر نہ لگانا بُرا ہے۔(آپ کے مسائل اوراُن کا حل: ج 3:ص 361)

(2) سجدے کے وقت اگر پیشانی زمین پر رکھے اور ناک نہ رکھے تو بھی نماز ہوجائے گی لیکن بہت بُرا کیا۔اوراگر صرف ناک زمین پر لگائی تو نماز نہیں ہوئی۔چاہے جان بوجھ کرایسا کیاہو یا بھول کردونوں کا یہی حکم ہے۔البتہ کوئی مجبوری ہوتو فقط ناک لگانا بھی درست ہے۔(مردوں کا دینی معلم:ص 181)

(3) پورے سجدے کے درمیان پیشانی کے ساتھ ساتھ ناک بھی زمین پر لگی رہے،زمین سے الگ نہ ہو۔(نماز کے مسائل کاانسائیکلوپیڈیا: ج2:ص 380)

سوال: ایک شخص ٹوپی پیشانی پر لگاتا ہےاور سر کا پچھلا حصہ کھلا رہتا ہے،جس سے سجدہ ٹوپی کے اُوپر ہوتا ہے۔اس طرح سے نماز ہوگی یانہیں؟

جواب: افضل یہ ہے کہ سجدہ کرتے وقت پیشانی زمین پر رہے اگر چہ سجدہ اس طرح بھی ادا ہوجاتا ہے کہ ٹوپی پیشانی پر ہو اوراس پر سجدہ کیا جائے،لیکن اگر پیشانی بالکل نہیں رکھی گئی،نہ بلاواسطہ زمین پر،نہ ٹوپی کے واسطے سے زمین پر، بلکہ اٹھی رہی کہ صرف ٹوپی کا کچھ حصہ زمین پر رکھا گیا اور پیشانی علیحدہ اُوپر اٹھی رہی جیسے کہ بعض دفعہ عمامہ کی صورت میں ہوسکتا ہے کہ اس کا پیچ کچھ زمین پر رکھا گیا اور پیشانی کا کوئی تعلق اس سے نہیں ہوا،نہ بالواسطہ نہ بلاواسطہ تو ایسی صورت میں سجدہ درست نہیں ہوتا،نماز صحیح نہیں ہوتی۔

(فتاوی محمودیہ:ج6:ص595)

سوال: ایک شخص نماز پڑھتے وقت سجدہ میں پیشانی کا اکثر حصہ اور ناک زمین پر نہیں رکھتا،اس غرض سے کہ پیشانی پر داغ نہ پڑھ جائے۔اس کی نماز درست ہے یانہیں؟

جواب: پیشانی کا اکثر حصہ اور ناک زمین پر رکھنا واجب ہے۔لہذا اس نماز کا

اعادہ واجب ہے۔(احسن الفتاوی:ج3:ص 21)

گٹوں سے کہنیوں تک کا حصہ زمین سے الگ رہے:

(1) حضور اکرم ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ سجدہ کی حالت میں دونوں ہاتھوں کو زمین پر بچھایا جائے۔سجدہ میں ہاتھوں کے رکھنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ گٹوں سے کہنیوں تک کا حصہ زمین سے الگ رہے۔(کتاب الفتاویٰ:ج1:ص129:حصہ دوم)

(2) سجدہ کی حالت میں دونوں بازوؤں کو زمین پر نہ لگائیں۔

(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ج1:ص298)

(3) سجدے میں کہنیاں زمین سے اُٹھی ہوئی ہوں،زمین پر ٹکی ہوئی نہ ہو۔

(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ج2:ص380)

(4) کہنیوں کو زمین پر نہ بچھائے بلکہ زمین سے اُٹھا ہوا رکھے۔مرد اگر کہنیاں زمین پر بچھائے تو مکروہ تحریمی ہے۔(فتاوی رحیمیہ:ج5:ص73)

(5) حضرت ابوحمیدؓ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ جب سجدہ فرماتے تو ہاتھوں کو زمین پر نہ بچھاتے۔(بخاری شریف:ص114)

(6) حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے بازو کو زمین پر بچھانے سے منع فرمایا ہے جیسے کتا بچھاتا ہے۔(مسلم شریف:ص193)

(7) حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے درندوں کی طرح ہاتھوں کو بچھا کر سجدہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔(ابن خزیمہ:ص325)

سجدہ میں بازوؤں کو بغل اور پہلو سے الگ رکھنا:

(1) سجدے میں دونوں بازو پہلوؤں سے الگ ہٹے ہوئے ہوں،پہلوؤں سے

بالکل ملے ہوئے نہ ہوں۔(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ج2:ص380)

(2) بازو کو پہلو سے جدا رکھے۔(کتاب الفتاویٰ:ج1:ص129:حصہ دوم)

(3) حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب سجدہ فرماتے تو آپ ﷺ کے بغل مبارک بالکل صاف نظر آتے۔(سنت کے مطابق نماز پڑھیئے:ص68)

(4) حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب سجدہ فرماتے تو اعضاء کو (ہاتھوں کو پہلو سے) الگ رکھتے، یہاں تک کہ بغل مبارک کی سفیدی نظر آتی۔

(ابن خزینہ:ص326)

(5) حضرت ابو صالح جہنیؓ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ جب سجدہ فرماتے تو بازوؤں کو بغل اور پہلو سے جدا رکھتے۔(سنن کبریٰ:ج2:ص114)

(6) جماعت میں سجدہ کے دوران کہنیاں زیادہ نہیں پھیلانی چاہئے جس سے دوسروں کو تکلیف ہو۔(آپ کے مسائل اور اُن کا حل:ج3:ص362)

(7) بازو بغلوں سے جدا ہوں۔اور بازو زیادہ کھلے نہ رکھے کہ کسی دوسرے مسلمان کو تکلیف ہو۔(مردوں کا دینی معلم:ص185)

(8) مرد کے لئے سجدہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اپنے بازوؤں کو اپنے پہلو (پسلیوں) سے جدا رکھے، لیکن جماعت کے اندر بازوؤں کو پہلو سے ملا ہوا رکھے (کہ دیگر مقتدیوں کو تکلیف نہ ہو)۔(فتاوی رحیمیہ:ج5:ص73)

(9) کہنیوں کو دائیں بائیں اتنی دُور تک بھی نہ پھیلائیں جس سے برابر کے نماز پڑھنے والوں کو تکلیف ہو۔(نمازیں سنت کے مطابق پڑھیے:ص16)

سجدہ میں پیٹ رانوں سے جدا ہوں:

(1) حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ جب نماز (میں سجدہ) کرتے تو ران کو پیٹ سے جدا رکھتے۔ (صحیح ابن خزیمہ: ص326)

(2) سجدے میں رانیں پیٹ سے الگ ہوں ملی ہوئی نہ ہوں۔

(نماز کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا: ج2: ص380)

(3) پیٹ زانوں سے علیحدہ ہو۔ (مردوں کا دینی معلم: ص185)

(4) پیٹ کو رانوں سے جدا رکھے۔ (فتاوی رحیمیہ: ج5: ص73)

(5) پیٹ رانوں سے علیحدہ اور بغل سے جدا ہو، اور پیٹ زمین سے اس قدر اُونچا ہو کہ بکری کا چھوٹا بچہ درمیان سے گذر سکے۔ (جواھر الفتاوی: ج5: ص273)

سجدہ میں دونوں پاؤں کو کھڑے رکھے:

(1) دونوں پیروں کو انگلیوں کے بل کھڑا رکھے (جواہر الفتاوی: ج5: ص273)

(2) سجدے میں دونوں پاؤں اس طرح کھڑے رکھے کہ ایڑیاں اوپر ہوں۔

(نماز کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا: ج2: ص380)

(3) حضرت عامر بن سعدؓ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے سجدہ میں پیروں کو کھڑا رکھنے کا حکم دیا ہے۔ (ابن ابی شیبہ: ج1: ص261)

پاؤں کی انگلیاں قبلہ رُخ رکھنا:

(1) پیروں کی انگلیاں قبلہ کی طرف رکھنا سنت ہے۔

(السعایہ: ج6: ص196)

230

(2) سجدے میں دونوں پاؤں اس طرح کھڑے رکھے کہ تمام انگلیاں اچھی طرح مڑ کر قبلہ رُخ ہو گئی ہوں۔(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج2:ص380)

(3) سجدہ کی حالت میں دونوں پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف متوجہ کرنا سنت ہے۔(نجم الفتاوی:ج2:ص460)

(4) حالت سجدہ میں پیروں کی انگلیوں کو قبلہ کی طرف متوجہ رکھے۔

(فتاوی محمودیہ:ج5:ص573)

(5) سجدہ کی حالت میں دونوں پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رُخ رکھنا سنت مؤکدہ ہے۔(احسن الفتاوی:ج3:ص398)

(6) سنت یہ ہے کہ سجدہ میں دونوں قدموں کی انگلیاں زمین پر لگی رہیں اور انگلیوں کا رُخ قبلہ کی جانب ہو۔(فتاوی رحیمیہ:ج5:ص30)

(7) دونوں پاؤں کی انگلیاں بھی زمین پر اس طرح رکھے کہ ان کے سرے قبلہ رُخ ہو۔(فتاوی رحیمیہ:ج5:ص73)

(8) حضرت ابوحمید الساعدیؓ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے سجدہ کیا اپنے پیر کی انگلیوں کا سرا قبلہ کے رُخ پر کیا۔(ابن خزیمہ:ص328)

(9) سجدہ میں اپنے پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف سے پھیرنا مکروہ ہے۔

(فتاوی عالمگیریہ:ج1:ص409)

پاؤں کے درمیان چار انگلی کا فاصلہ رکھنا:

سجدہ کرتے وقت دونوں پاؤں کے درمیان چار انگل کا فاصلہ رکھنا مستحب ہے۔

(فتاوی عبادالرحمن:ج2:ص68)

سجدہ میں دونوں قدموں کوزمین پر رکھنالازم ہے:

(1) سجدے میں دونوں قدموں کا زمین پر رکھنالازم ہے۔اگر پورے سجدے میں کسی بھی وقت دونوں قدم زمین پر نہ لگے بالکل اُٹھے رہےتو نماز فاسدہوجائے گی۔البتہ پورے سجدے میں کسی بھی وقت ایک پاؤں بھی زمین پرٹھہرارہاتوفرض اداہو جائے گالیکن ایسا کرنا غلط اورگناہ ہے۔(فتاوی عبادالرحمن:ج2:ص275)

(2) سجدہ کی حالت میں دونوں پاؤں زمین سے لگاناواجب ہےاوربغیرعذر کے ایک پاؤں کازمین سے اُٹھائے رکھنامکروہ تحریمی ہےاوردونوں میں سے ایک پاؤں کا کچھ حصہ زمین پرلگانافرض ہے چاہے ایک انگلی ہی کیوں نہ ہو،اوراگر دونوں پاؤں زمین سے اُٹھائے اورتین مرتبہ:سبحان اللّٰہ: کہنے کی مقداراُٹھائے رکھےتو نماز فاسد ہوجائے گی۔(نجم الفتاوی:ج2:ص460)

(3) سجدہ کی حالت میں پاؤں زمین پر رکھنے کے بارے میں تین قول ہیں۔

(1) فرض۔**(2)** واجب۔**(3)** سنت۔وجوب کاقول راجح ہے۔

دونوں پاؤں میں سے کسی ایک کاکوئی جزء،ایک تسبیح کے بقدررکھنا کافی ہے۔ پس اگر پورے سجدہ میں ایک تسبیح کی مقداردونوں پاؤں میں سے کسی کا کوئی جزء(حصہ) زمین پر رکھلیاتوواجب اداہو جائے گا،اگراتنی مقداربھی نہیں رکھاتو ترکِ واجب کی وجہ سے نمازواجب الاعادہ ہوگی۔

واضح رہے کہ ظہرِقدم یاصرف ایک قدم کوزمین پربغیرعذر رکھنے سےواجب تو ادا ہوجائے گامگرمکروہ ہے۔اس لئے کہ دونوں پاؤں زمین پر رکھنااورانگلیوں کوقبلہ رُخ رکھنا سنت مؤکدہ ہے۔(احسن الفتاوی:ج3:ص398)

(4) سجدہ کی حالت میں پاؤں کی کسی انگلی کا زمین سے لگا رہنا ضروری ہے۔اگر دونوں پاؤں اس طرح زمین سے اٹھے رہے کہ کسی انگلی کا کوئی حصہ بھی زمین سے لگا ہوا نہیں رہا اور تین تسبیح کی مقدار یہی کیفیت رہی تو نماز درست نہیں ہوگی،سجدہ سہو بھی اس کے لئے کافی نہیں۔(فتاوی محمودیہ:ج6:ص634)

(5) سجدہ میں دونوں پاؤں یا ایک پاؤں زمین سے لگانا فرض ہے۔اگر سجدہ میں ایک پاؤں بھی زمین سے نہیں لگایا تو نماز نہیں ہوگی۔

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل:ج3:ص364)

سوال: اگر سجدہ کرتے وقت دونوں پاؤں زمین سے اٹھ جائے تو نماز ہو جائیں گی یا نہیں؟

جواب: اگر دونوں پاؤں کی انگلیاں بالکل زمین سے اٹھی رہیں تو سجدہ درست نہیں ہوگا اور سجدہ درست نہ ہونے سے نماز درست نہیں ہوگی۔

(فتاوی محمودیہ:ج6:ص632)

سجدہ میں سرین کو اُٹھائے رکھے:

سجدہ کی حالت میں اپنے سرین (پیچھے کے حصے) کو اُٹھائے رکھے،پنڈلیوں یا پیروں سے نہ ملائے۔(ابن ابی شیبہ:ص258)

سجدہ میں ناک پر نظر رکھنا:

(1) سجدہ میں ناک پر نظر رکھنا چاہئے۔

(فتاوی دار العلوم زکریا:ج2:ص179)

(2) نماز کے دوران سجدہ کی حالت میں ناک کے سرے پر نگاہ رکھنا مستحب

ہے۔(فتاوی حقانیہ:ج3:ص115)

سجدے سے اُٹھتے ہوئے اعضا کو ترتیب سے اُٹھانا:

(1) سجدہ سے اُٹھتے وقت پہلے پیشانی اُٹھائے پھر ناک پھر ہاتھ پھر گھٹنے۔

(جواھر الفتاوی:ج5:ص273)

(2) سجدے سے اُٹھتے وقت پہلے پیشانی، پھر ناک، پھر ہاتھ، پھر گھٹنے اُٹھانا سنت ہے۔(فتاوی عثمانیہ:ج2:ص89)

(3) سجدے سے اُٹھتے وقت پہلے پیشانی زمین سے اُٹھائیں، پھر ناک، پھر ہاتھ، پھر گھٹنے۔(نمازیں سنت کے مطابق پڑھیے:ص 20)

دوسجدوں کے درمیان میں دایاں پاؤں کھڑا کرنا اور بایاں پاؤں بچھا کر اِس پر بیٹھنا:

(1) جلسہ(یعنی دونوں سجدوں کے درمیان) میں مردوں کا دایاں پاؤں کھڑا کر کے بائیں پاؤں پر بیٹھنا چاہئے۔(نجم الفتاوی:ج2:ص317)

(2) حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے علی! جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہوں وہی تمہارے لئے ناپسند سمجھتا ہوں، اور جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں وہی تمہارے لئے۔ تم دوسجدوں کے درمیان اقعا(ایڑیوں کو کھڑا کر کے پنجوں کے بل بیٹھنا) نہ کرنا۔(ترمذی:ص63)

فائدہ: یعنی آپ ﷺ نے دوسجدوں کے درمیان ایڑیوں کو کھڑا کر کے پنجوں کے بل بیٹھنے سے منع فرمایا، اس طرح بیٹھنا خلافِ سنت ہے۔ مسنون یہ ہے کہ بائیں پاؤں

کو بچھائے دائیں کو کھڑا رکھے۔البتہ کوئی تکلیف ہو تو اس کی گنجائش ہے)۔

(3) حضرت میمونہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ دو سجدوں کے درمیان بائیں پیر پر بیٹھتے۔(دارمی:ج1:ص306)

(4) دو سجدوں کے درمیان تشہد کی طرح بیٹھے،ایڑیوں پر نہ بیٹھے کہ یہ منع ہے۔

(سنت کے مطابق نماز پڑھئے:ص80)

سوال: نماز میں بعض لوگ قعدہ کی حالت میں بایاں پاؤں بچھا کر اس پر دائیں پاؤں کی پشت رکھ کر بیٹھ جاتے ہیں۔یعنی بائیں پاؤں کا تلوا اور دائیں پاؤں کی پشت ملا کر بیٹھ جاتے ہیں۔یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: یہ طریقہ سنت کے خلاف اور مکروہ ہے۔نماز کے قعدہ میں مرد کے لئے بیٹھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اپنے بائیں پیر کو بچھائے اور اس پر بیٹھ جائے اور دائیں پیر کو کھڑا کرے اور اس کی انگلیوں کا رُخ قبلہ کی طرف رکھے۔

نوٹ: اگر عذر کی وجہ سے اس طرح نہ بیٹھ سکے تو جس طرح بیٹھ سکتے ہیں بیٹھے اور کوشش کرے کہ ہیئت مسنونہ کے قریب ہو۔(فتاوی رحیمیہ:ج5:ص131)

سوال: بعض لوگ جنہوں نے پینٹ یا چست پاجامہ پہنا ہوا ہوتا ہے،نماز پڑھتے وقت جب وہ سجدہ سے سر اُٹھاتے ہیں تو پاؤں کی ایڑیوں پر بیٹھ کر دوبارہ سجدہ میں چلے جاتے ہیں۔اور بعض التحیات بھی اسی حالت میں پڑھتے ہیں،یعنی بعض ایڑیوں پر بیٹھ کر۔تو کیا پینٹ وغیرہ کی وجہ سے وہ معذور سمجھے جائیں گے؟

جواب: نماز کے دوران اس طرح پاؤں کھڑے کر کے ایڑیوں پر بیٹھنا مکروہ ہے۔(خیرالفتاوی:ج2:ص435)

دوسجدوں کے درمیان بیٹھنے کی واجب مقدار:

(1) دونوں سجدوں کے درمیان ایک مرتبہ تسبیح کہنے کی مقدار بیٹھنا واجب ہے۔ لہذا دونوں سجدوں کے درمیان اچھی طرح اطمینان کے ساتھ بیٹھنا چاہئے، ورنہ دو سجدے ادا نہیں ہوں گے اور نماز صحیح نہیں ہوگی۔ (نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج2: ص62)

(2) دوسجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا واجب ہے، اگر سہواً رہ جائیں تو سجدہ سہو کفایت کرتا ہے اور عمداً ترک کیا جائے تو نماز واجب الاعادہ ہے۔

(فتاوی حقانیہ: ج3: ص 94)

(3) جلسہ میں اتنی دیر ٹھہرنا کہ ہر عضو اپنی جگہ قرار پکڑ لے۔ محققین احناف کے نزدیک واجب ہے۔ اور اس کا اندازہ ایک تسبیح کے ساتھ کیا گیا ہے۔ یعنی جلسہ میں بیٹھنے کے بعد ایک دفعہ: سبحان اللہ: کہنے کی مقدار ٹھہرنا (خیر الفتاوی: ج2: ص279)

(4) دونوں سجدوں کے درمیان میں اچھی طرح نہیں بیٹھا بلکہ ذرا سا سر اُٹھا کر دوسرا سجدہ کرلیا تو ایک ہی سجدہ ہوا، دونوں سجدے ادا نہیں ہوئے اور نماز بالکل نہیں ہوئی۔ اور اگر اتنا اُٹھا کہ بیٹھنے کے قریب ہوگیا تو فرض ادا ہو جائے گا لیکن واجب چھوٹ دینے کی وجہ سے نماز دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ اگر بھول کر ایسا کیا تو سجدۂ سہو کر لے۔

(مردوں کا دینی معلم: ص 181)

(5) پہلے سجدہ سے سیدھا بیٹھ جائے پھر سجدہ کرے ورنہ نماز کا اعادہ واجب ہے۔ (فتاوی دار العلوم دیوبند: ج2: ص135)

(6) دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا واجب ہے۔ اگر کسی نے یہ واجب ترک کردیا تو اس پر نماز کا لوٹانا واجب ہے (آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ج3: ص360)

(7) قومہ اور جلسہ اور تعدیلِ ارکان واجب ہے۔لہذا سہواً ترک کرنے سے سجدۂ سہو لازم ہوگا۔(احسن الفتاوی:ج3:ص 21)

(8) حضرت میمونہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ (جب دو سجدوں کے درمیان) بیٹھتے تو نہایت اطمینان سے بیٹھتے۔(السعایہ:ص 207)

(9) ایک سجدے سے اٹھ کر اطمینان سے دو زانو سیدھے بیٹھ جائیں، پھر دوسرا سجدہ کریں، ذرا سا سر اُٹھا کر سیدھے ہوئے بغیر دوسرا سجدہ کرلینا گناہ ہے اور اس طرح کرنے سے نماز کا لوٹانا واجب ہوجاتا ہے۔(نمازیں سنت کے مطابق پڑھیے:ص 18)

دوسرے سجدہ سے سر اُٹھا کر سیدھا کھڑا ہونا چاہیے، کچھ دیر بیٹھنا نہیں چاہیے:

(1) سجدے سے اُٹھتے ہوئے سیدھا کھڑا ہونا سنت کے مطابق ہے۔حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز میں سجدہ سے اٹھتے ہوئے سیدھے اپنے دونوں پاؤں کے سرے پر کھڑے ہوجاتے تھے۔سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد کچھ دیر بیٹھتے نہیں تھے۔باقی جس روایت میں بیٹھ کر کھڑے ہونے کا ذکر ہے وہ آنحضرت ﷺ کے بڑھاپے کا واقعہ ہے کہ اپنے ضعف کی وجہ سے اس طرح کرتے تھے۔

(فتاوی دار العلوم دیوبند:ج2:ص 182:181)

(2) احناف کے نزدیک جلسۂ استراحت سجدہ کے بعد دوسری اور چوتھی رکعت کیلئے اٹھنے کے وقت نہیں ہے۔ایسا نہ کیا جائے۔(فتاوی دارالعلوم دیوبند: ج2:ص 169)

(3) پہلی اور تیسری رکعت جس کے بعد تشہد نہ ہو سیدھے کھڑے ہوجائے۔کچھ بیٹھ کر پھر کھڑا نہ ہو۔(بیہقی:ص 125)

دوسرے سجدے سے اُٹھتے ہوئے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھنا:

(1) سجدہ سے اُٹھتے وقت ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ کر کھڑا ہو۔

(جواھر الفتاوی:ج5:ص273)

(2) سجدہ سے اٹھتے ہوئے:اعتماد علی الرکبہ: جائز ہے۔ نہ خلاف اولٰی ہے نہ مکروہ ہے۔(کفایت المفتی:ج3:ص606)

(3) ہاتھ گھٹنوں اور رانوں پر رکھ کر کھڑا ہونا بہتر ہے اور اگر بضرورت زمین پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہو تو یہ بھی درست ہے(فتاوی دار العلوم دیوبند:ج2:ص168)

دوسرے سجدہ سے اُٹھتے ہوئے بغیر عذر کے زمین پر ٹیک نہ لگائے:

(1) سجدے سے اُٹھتے ہوئے سہارا لینا احناف کے نزدیک:اعتماد علی الرکبتین: ہے۔لہذا بلاعذر: اعتماد علی الارض:نہ کرے بلکہ: اعتماد علی الرکبتین: کر کے اُٹھے۔(فتاوی دار العلوم دیوبند:ج2:ص163)

(2) سجدہ اور تشہد سے اُٹھنے کے وقت بغیر عذر کے زمین پر ٹھیک لگا کر اُٹھنا مکروہ تنزیہی ہے۔(فتاوی فریدیہ:ج2:ص480)

(3) اگر قوی آدمی بلاوجہ زمین پر اعتماد کر کے (ٹیک لگا کر) کھڑا ہو تو مکروہ ہے۔ اور ضعیف کے واسطے اجازت ہے، مکروہ بھی نہیں۔(باقیاتِ فتاویٰ رشیدیہ:ص177)

(4) سجدہ سے اُٹھتے ہوئے گھٹنوں پر دونوں ہاتھ رکھ کر اُٹھے، آپ ﷺ اسی

طرح اُٹھتے۔ گھٹنوں کو پہلے اُٹھا کر ہاتھوں کو زمین پر رکھ کر سہارے سے اُٹھنا خلافِ سنت ہے۔ مرض، ضعف اور بڑھاپے کی وجہ سے ایسا کریں تو گنجائش ہے، ورنہ بغیر عذر کے ایسا کرنا خلافِ سنت اور مکروہ ہے۔ (سعایہ: ج 1: ص 210)

(5) حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ نماز میں اُٹھتے وقت دونوں ہاتھوں پر ٹیک لگاتے ہوئے اُٹھے۔ (ابوداؤد: ص 142)

(6) دوسرے سجدے سے اُٹھتے ہوئے قیام کی طرف سنت یہ ہے کہ گھٹنوں کے سہارے اُٹھے (یعنی ہاتھ لگا کر نہ اُٹھے)۔ (حلبی: ص 323)

(7) دوسرے سجدے سے اُٹھتے وقت زمین کا سہارا نہ لینا بہتر ہے، لیکن اگر جسم بھاری ہو یا بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے مشکل ہو تو سہارا لینا بھی جائز ہے۔

(نمازیں سنت کے مطابق پڑھیے: ص 20)

سجدہ سے متعلق چند مسائل

سجدہ میں ٹھہرنے کی مقدار:

سوال: سجدے میں کتنی دیر ٹھہرنا فرض ہے؟

جواب: مطلقاً سجدہ فرض ہے، اور ایک تسبیح کی مقدار ٹھہرنا واجب ہے۔ اور تین تسبیح کی مقدار ٹھہرنا سنت مؤکدہ ہے۔ (احسن الفتاوی: ج3: ص40)

اگر سجدہ میں تسبیحات نہیں پڑھے:

اگر کوئی شخص سجدے میں: سبحان ربی الاعلیٰ: نہ پڑھے تو بھی نماز ہو جائے گی لیکن سنت کے خلاف ہے۔ (مردوں کا دینی معلم: ص182)

مقتدی نے تین تسبیحات پوری نہیں پڑھی تھی کہ امام نے سجدہ سے سر اُٹھالیا:

(1) مقتدی نے ابھی تین تسبیحات پوری نہیں پڑھی تھی کہ امام نے سجدے سے سر اُٹھالیا تو مقتدی پر تین تسبیحات پوری کرنی ضروری نہیں بلکہ امام کی متابعت ضروری ہے۔ (نجم الفتاوی: ج2: ص355)

سوال: مقتدی نے امام کو سجدہ میں پایا، ابھی تک مقتدی تین تسبیحات یا کچھ بھی نہیں کہہ پایا کہ امام کھڑا ہو گیا۔ تو اب مقتدی کو کیا کرنا چاہئے؟ تین تسبیحات پوری

کر لے یا امام کی متابعت کر لے؟

جواب: ایک تسبیح کی مقدار سجدہ میں واجب ہے، اور بقدر تین تسبیح سنت ہے۔ لہذا بقدر وجوب یعنی صرف ایک تسبیح کی مقدار سجدہ میں توقف کرنے کے بعد امام کی متابعت کرنا واجب ہے۔ (احسن الفتاوی: ج3: ص316)

اگر مقتدی، امام سے پہلے سجدہ میں چلا گیا:

سوال: اگر کوئی امام سے پہلے سجدہ میں چلا جائے تو نماز درست ہوگی یا نہیں؟

جواب: ایسا کرنا مکروہ ہے۔ لیکن اگر اس سجدہ میں امام بھی پہنچ گیا تو نماز درست ہو جائے گی۔ اگر اس مقتدی نے امام کے سجدہ میں پہنچنے سے پہلے سر اٹھالیا، یعنی امام کے ساتھ سجدہ میں شرکت بالکل نہیں کی تو اس کی نماز فاسد ہوگئی۔

(فتاوی محمودیہ: ج6: ص639)

اگر ایک رکعت میں ایک سجدہ کیا:

(1) ہر رکعت میں دو سجدے فرض ہیں۔ اگر کسی رکعت میں ایک ہی سجدہ کیا تو نماز نہیں ہوگی۔

اگر کسی نے رکعت میں ایک سجدہ کیا دوسرا سجدہ نہیں کیا اور دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا تو نماز فاسد نہیں ہوئی، لیکن اس سجدہ کا ادا کرنا ضروری ہے، جب بھی یاد آ جائے اس سجدہ کی قضاء کرے، حتیٰ کہ اگر التحیات پڑھ کر سلام پھیر دیا تھا، پھر یاد آیا کہ میں نے ایک ہی سجدہ کیا تھا تو سلام پھیرنے کے بعد اگر نماز کو فاسد کرنے والی کوئی چیز نہیں پائی گئی تو اس سجدہ کو قضا کر لے اور سجدہ سہو بھی کر لے۔ اور اگر سلام پھیرنے کے بعد نماز کو فاسد کرنے والی کوئی چیز پائی گئی، اس کے بعد یاد آیا کہ ایک سجدہ رہ گیا تو نماز دوبارہ پڑھنی ہوگی۔

خلاصہ یہ کہ دوسرے سجدے کی تاخیر سے نماز فاسد نہ ہوگی، مگر دوسرا سجدہ بھی ضروری اور فرض ہے۔(آپ کے مسائل اور اُن کا حل:ج:3:ص366)

(2) ہر رکعت میں دو سجدے فرض ہیں، ایک بھی ترک ہو جائے گا تو نماز صحیح نہیں ہوگی۔(فتاوی محمودیہ:ج5:ص568)

ایک رکعت میں تین سجدے کئے تو نماز واجب الاعادہ ہے:

سوال: ایک شخص نے ایک رکعت میں تین سجدے کئے اور آخر میں سجدہ سہو نہیں کیا، تو کیا اس کی نماز درست ہو جائے گی؟

جواب: نماز واجب الاعادہ ہوگئی (فتاوی محمودیہ:ج6:ص620)

قعدہ کا نقشہ

قعدہ میں دایاں پاؤں کھڑا کرنا اور بایاں پاؤں بچھا کر اِس پر بیٹھنا:

(1) قعدہ میں مردوں کا دایاں پاؤں کھڑا کر کے بائیں پاؤں پر بیٹھنا چاہئے۔
(نجم الفتاوی:ج2:ص317)

(2) قعدہ میں مرد کے بیٹھنے کا طریقہ یہ ہے کہ بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جائے اور دایاں پاؤں کھڑا کرے۔(فتاوی دار العلوم زکریا:ج2:ص163)

(3) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ بائیں پیر کو بچھالو اور دائیں پیر کو کھڑا کرلو۔(دارقطنی:ص349)

(4) حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ بائیں پیر کو بچھا لیتے اور دائیں پیر کو کھڑا رکھتے۔(مسلم شریف:ص195)

(5) بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھیں اور دایاں پاؤں اس طرح کھڑا کرلیں کہ اس کی انگلیاں مڑ کر قبلہ رُخ ہوجائیں بعض لوگ دونوں پاؤں کھڑے کر کے ان کی ایڑیوں پر بیٹھ جاتے ہیں، یہ طریقہ صحیح نہیں۔(نمازیں سنت کے مطابق پڑھیے:ص18)

سوال: نماز میں بعض لوگ قعدہ کی حالت میں بایاں پاؤں بچھا کر اس پر دائیں پاؤں کی پشت رکھ کر بیٹھ جاتے ہیں۔یعنی بائیں پاؤں کا تلوا اور دائیں پاؤں کی پشت

ملا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: یہ طریقہ سنت کے خلاف اور مکروہ ہے۔ نماز کے قعدہ میں مرد کے لئے بیٹھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اپنے بائیں پیر کو بچھائے اور اس پر بیٹھ جائے اور دائیں پیر کو کھڑا کرے اور اس کی انگلیوں کا رُخ قبلہ کی طرف رکھے۔

نوٹ: اگر عذر کی وجہ سے اس طرح نہ بیٹھ سکے تو جس طرح بیٹھ سکتے ہیں بیٹھے اور کوشش کرے کہ ہیئت مسنونہ کے قریب ہو۔(فتاوی رحیمیہ:ج5:ص131)

سوال: بعض لوگ جنہوں نے پینٹ یا چست پاجامہ پہنا ہوا ہوتا ہے، نماز پڑھتے وقت جب وہ سجدہ سے سر اُٹھاتے ہیں تو پاؤں کی ایڑیوں پر بیٹھ کر دوبارہ سجدہ میں چلے جاتے ہیں۔ اور بعض التحیات بھی اسی حالت میں پڑھتے ہیں، یعنی بعض ایڑیوں پر بیٹھ کر۔ تو کیا پینٹ وغیرہ کی وجہ سے وہ معذور سمجھے جائیں گے؟

جواب: نماز کے دوران اس طرح پاؤں کھڑے کر کے ایڑیوں پر بیٹھنا مکروہ ہے۔(خیرالفتاوی:ج2:ص435)

قعدہ میں پاؤں کی انگلیاں قبلہ رُخ رکھنا:

(1) قعدہ میں اپنے پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ کی طرف کرے۔

(فتاوی دارالعلوم زکریا:ج2:ص163)

(2) حضرت ابوحمیدؓ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ بائیں پیر کو بچھا کر بیٹھتے اور دائیں پیر کے اوپری حصہ کو قبلہ رُخ فرما لیتے۔(ابو داؤد:ص139)

(3) پیروں کی انگلیوں کا رُخ قبلہ کی جانب رکھنا مسنون ہے۔

(عمدۃ القاری:ص106)

(4) بیٹھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اپنے بائیں پیر کو بچھائے اور اس پر بیٹھ جائے اور دائیں پیر کو کھڑا کرے اور اس کی انگلیوں کا رُخ قبلہ کی طرف رکھے۔

(فتاوی رحیمیہ:ج5:ص131)

قعدہ میں ہاتھوں کے انگلیوں کے سرے گھٹنوں کے قریب رکھنا، اور انگلیاں قبلہ رُخ ہوں:

(1) قعدہ میں ہاتھوں کو رانوں پر اس طرح رکھنا کہ انگلیوں کے سرے گھٹنوں کے قریب ہوں، یہی مسنون طریقہ ہے۔(فتاوی قاسمیہ:ج5:ص739)

(2) مسنون طریقہ یہ ہے کہ دونوں گھٹنوں پر ہاتھ کی انگلیاں کشادہ اور سیدھی رکھ کر کے قبلہ کی جانب رکھے، انگلیوں سے گھٹنوں کو نہ پکڑے کہ انگلیوں کا رُخ زمین کی طرف ہوجائے۔(اعلاء السنن:ص89)

(3) قعود کی حالت میں دونوں ہاتھ رانوں پر رکھے۔

(مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحی اُردو:ص224)

(4) قعدہ میں دونوں ہاتھ رانوں پر رکھ لے۔

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل:ج3:ص368)

(5) حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب تشہد کیلئے بیٹھتے تو دائیں ہاتھ کو دائیں گھٹنے پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر رکھتے۔(سنن کبریٰ:ج2:ص130)

(6) ابن ہمامؒ نے لکھا ہے کہ انگلیوں کے اطراف (سرے) گھٹنے کے کنارے پر رہیں، یعنی ران پر نہ رہیں۔(فتح القدیر:ص313)

(7) قعدہ میں افضل طریقہ یہ ہے کہ ہاتھوں کو اس طرح رانوں پر رکھے کہ

انگلیاں قبلہ رُخ ہوں، زمین کی طرف نہ ہوں۔اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھوں کو رانوں پر اس انداز میں رکھا جائے کہ انگلیوں کے سرے گھٹنوں پر جا کر ختم ہوں تو خود بخو د انگلیاں قبلہ رُخ ہو جائیں گی۔(فتاوی عبادالرحمن:ج2:ص267)

(8) قعدہ میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں قبلے کی طرف متوجہ رہیں، اس طرح کہ انگلیوں کے سرے گھٹنوں کے قریب پہنچ جائیں، مگر گھٹنوں کو پکڑے نہیں، ورنہ انگلیوں کا رُخ قبلے کی طرف نہیں رہے گا۔(آپ کے مسائل اور اُن کا حل:ج3:ص368)

(9) تشہد کے موقع پر اکثر لوگوں کی غفلت اور بے توجہی کی وجہ سے گھٹنے پر انگلیاں سیدھی قبلہ کی جانب نہیں ہوتی بلکہ انگلیوں کا سرا اور پُورا زمین کی جانب رُخ کرتی ہوئی ہوتی ہے جو خلافِ سنت ہے۔(سنت کے مطابق نماز پڑھیے:ص159)

(10) بیٹھنے کے وقت دونوں ہاتھ رانوں پر رکھے ہونے چاہئے، مگر انگلیاں گھٹنوں کی طرف لٹکی ہوئی نہ ہوں، بلکہ انگلیوں کے آخری سرے گھٹنے کے ابتدائی کنارے تک پہنچ جائیں۔(نمازیں سنت کے مطابق پڑھیے:ص19)

قعدہ میں ہاتھ کی انگلیاں اپنی ہیئت پر رکھنا:

(1) تشہد میں بیٹھنے کے وقت اپنے ہاتھوں کی انگلیاں نہ بالکل کشادہ رکھے اور نہ ہی بالکل ملا کر رکھے۔(السعایۃ:ص152)

(2) دونوں ہاتھوں کی انگلیاں اپنی اصلی حالت پر چھوڑ دے۔

(فتاوی دار العلوم زکریا:ج2:ص163)

(3) دونوں ہاتھ دونوں رانوں پر رکھ کر انگلیاں اپنی اصلی حالت پر چھوڑ دے۔

(فتاوی دار العلوم زکریا:ج2:ص163)

(4) قعدہ میں اپنے ہاتھوں کی انگلیاں اپنی ہیئت پر کشادہ رکھنا مسنون ہے۔

(فتاوی قاسمیہ:ج5:ص751)

قعدہ میں اپنی گود پر نظر رکھے:

(1) نماز کے دوران قعدے کی حالت میں اپنے جھولی میں نگاہ رکھنا مستحب ہے۔(فتاوی حقانیہ:ج3:ص115)

(2) تشہد میں بیٹھتے وقت نگاہ دونوں گھٹنوں کے درمیان یا گھٹنوں پر رہے۔

(ترمذی:ص65)

قعدہ میں شہادت کی انگلی اُٹھانا سنت ہے:

(1) تشہد میں انگشت شہادت اُٹھانا مسنون ہے۔

(فتاوی دار العلوم دیوبند:ج2:ص160)

(2) التحیات میں انگشت وسطی اور انگوٹھے کا حلقہ کرنا اور سبابہ سے اشارہ کرنا سنت ہے۔(فتاوی دار العلوم دیوبند:ج2:ص142)

(3) نماز کے دوران قعدہ میں:اشہدان لآالہ الاَّاللّٰہ: پر کلمے کی انگلی اُٹھانا سنت ہے،احادیثِ صحیحہ اور فقہ کی معتبر کتابوں سے ثابت ہے۔

(فتاویٰ عزیزی :ص468)

(4):التحیات:میں:اشھدان لاالہ الّاالله: پر کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرنا سنت ہے۔(فتاوی محمودیہ:ج5:ص635)

انگشتِ شہادت کا رُخ قبلہ کی طرف رکھنا آسمان کی طرف اُوپر نہ کرے:

(1) حضرت ابن عمرؓ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے انگشتِ شہادت سے قبلہ رُخ اشارہ کیا۔ (سنن کبریٰ:ص132)

(2) ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے: سنت یہ ہے کہ انگشتِ شہادت اُٹھاتے وقت انگلی قبلہ رُخ رہے۔ (مرقاۃ جدید:ج2:ص624)

(3) امام نوویؒ نے بھی لکھا ہے کہ رُخِ قبلہ کرتے ہوئے اشارہ کرے (یعنی انگشتِ شہادت زیادہ اُوپر نہ اُٹھائے کہ آسمان کی طرف ہو جائے)۔

(شرح مسلم:ص216)

(4) شہادت کی انگلی کو اِس طرح اُٹھائیں کہ انگلی قبلے کی طرف جھکی ہوئی ہو، بالکل سیدھی آسمان کی طرف نہ اُٹھانی چاہئے۔ (نمازیں سنت کے مطابق پڑھیے:ص21)

قعدہ میں اشارہ کرتے ہوئے انگلی پر نگاہ رکھنا:

قعدہ میں شہادت کی انگلی اُٹھاتے وقت انگلی پر نگاہ رکھنا مسنون ہے۔

(ترمذی:ص65)

(1) قعدہ میں جب: اَشْهَدُاَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّااللّٰه: پر پہنچے تو شہادت کی انگلی اُٹھائے:

(2) کلمۂ نفی یعنی: لَآ اِلٰـــہَ: پر شہادت کی انگلی اُٹھا کر اشارہ کریں اور: اِلَّا اللّٰہ: پر واپس نیچے کرلیں:

(3) اشارے کے بعد شہادت والی انگلی قدرے جھکا دی جائے، بالکل نہ گرائی جائے:

(4) قعدہ کے اخیر تک اِسی طرح حلقہ باندھے رکھے:

(1) تشہد میں اشارہ کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ تشہد پڑھتے ہوئے کلمۂ توحید پر جب پہنچے تو سیدھے ہاتھ کی چھوٹی انگلی اور ساتھ والی دونوں انگلیوں کو بند کردیں اور درمیان والی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنالیں، شہادت کی انگلی اپنے حال پر چھوڑ دیں اور کلمہ نفی یعنی: لا الـــہ: پر شہادت کی انگلی اُٹھا کر اشارہ کریں اور: اِلّا الـلّٰـــہ: پر واپس رکھ لیں اور قعدہ کے اخیر تک حلقہ بندھا رہے۔ (فتاوی عبادالرحمن: ج3: ص 251)

(2) تشہد میں: اشھدان لا الــہ اِلّا اللّٰـہ: پڑھتے وقت درمیان کی انگلی اور انگوٹھے کے سروں کو ملا کر حلقہ بنایا جائے، چھنگلی اور ساتھ والی انگلی کو بند کرکے مٹھی بنائی جائے پھر لفظ: لا: پر شہادت والی انگلی اُٹھائی جائے اور: اِلّا اللّٰہ: پر قدرے جھکا دی جائے، بالکل نہ گرائی جائے۔ (آپ کے مسائل کا حل: ج 2: ص 189)

(3) اشارہ بالسبابہ کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے اور بیچ کی انگلی سے حلقہ باندھ لے اور چھنگلیاں اور اس کے پاس کی انگلی کو مٹھی کی طرح بند کرلے اور کلمہ شہادت کی انگلی اُٹھا کر اشارہ کرے، یعنی: لا الہ: پر انگلی اُٹھائے اور: اِلّا اللّٰہ: پر جھکا دے،

بالکل نہ گرادے، پھر اخیر قعدہ تک اسی طرح حلقہ باندھے رکھے۔

(فتاوی دارالعلوم زکریا:ج2:ص174)

(4) محققین کے نزدیک مختار مذہب یہ ہے کہ انگلی اخیر تک اُٹھائے رکھے یعنی مکمل نہ رکھدے بلکے ہلکی سی جھکادے جس کو اُٹھائے رکھنے سے تعبیر کیا ہے۔

:احسن الفتاوی: میں ہے کہ: اشارہ کے بعد کی کیفیت کے متعلق عباراتِ فقہائے کرامؒ میں :یضعها: کے الفاظ ہیں، اس سے انگلی کو بالکلیہ گرادینا مراد نہیں بلکہ قدرے جھکادینا مراد ہے۔(فتاوی دارالعلوم زکریا:ج2:ص175)

(5) تشہد میں انگشت شہادت اُٹھانے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کے انگوٹھا او بچلی دونوں کے سرا ملا کر حلقہ بنائے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے۔

(فتاوی دارالعلوم دیوبند:ج2:ص160)

(6) قعدہ میں: لاالہ الّاالله: کہنے کے وقت جبکہ: عقدِاصابع: یا ان کا حلقہ کرلیا ہے تو پھر اس کو فارغ ہونے تک ویسا ہی رکھنا چاہئے۔

(فتاوی دارالعلوم دیوبند:ج2:ص178)

(7) :التحیات: میں: اشهدان لاالـه الّاالله: پر کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرنا سنت ہے۔ اس طرح کہ دو انگلیاں ہتھیلی سے ملی رہیں، بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کو ملا کر حلقہ بنالیا جائے، پھر :الّاالـلّـه: پر انگلی کے اشارہ کو ختم کر کے کچھ نیچے کو رُخ کردیا جائے، اور یہ ہیئت آخیر تک باقی رہے۔(فتاوی محمودیه:ج5:ص635)

(8) تشہد میں :لااله: پر انگلی اٹھائے اور :الّاالله: پر پست کرلے، لیکن بالکل ران پر نہ رکھے، بلکہ پست کرنے کے بعد بھی انگلی، ران سے قدرے اُٹھی ہوئی رہنی چاہئے۔(خیرالفتاوی:ج2:ص261)

عذر کے وقت بائیں ہاتھ کی انگلی سے اشارہ نہ کرے:

(1) اگر تکلیف کی وجہ سے شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا مشکل ہو تو اشارہ ترک کردیں۔ کسی اور انگلی سے اشارہ نہ کرے، کیونکہ اشارہ کرنا اسی انگلی سے مستحب ہے۔

(خیر الفتاوی:ج2:ص260)

(2) اگر تکلیف کی وجہ سے انگشتِ شہادت سے اشارہ مشکل ہو تو اشارہ ترک کردیں کسی اور انگلی سے اشارہ نہ کریں۔

(فتاوی دار العلوم زکریا:ج2:ص176)

(3) اگر دائیں ہاتھ میں عذر ہے اور انگلی نہیں اُٹھا سکتا تو وہ انگلی نہ اٹھائے۔ بائیں ہاتھ کی انگلی اٹھانے کا حکم نہیں ہے۔

(فتاوی دار العلوم دیوبند:ج2:ص170)

تشہد سے متعلق چند مسائل

مسبوق نے تشہد پورا نہیں کیا تھا کہ امام تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو گیا، یا مسبوق نے تشہد پورا نہیں کیا تھا کہ امام نے سلام پھیر دیا تو اِن دونوں صورتوں میں مقتدی پر تشہد پورا کر کے کھڑا ہونا اور تشہد پورا کر کے سلام پھیرنا ضروری ہے، تشہد پڑھے بغیر امام کی اقتداء میں کھڑا ہونا یا سلام پھیرنا مکروہ تحریمی ہے:

سوال: ایک شخص امام کے ساتھ نماز کے شروع میں شریک ہوا ہے، ابھی تک مقتدی نے تشہد پورا نہیں کیا تھا کہ امام کھڑا ہو گیا، تو کیا مقتدی اپنا تشہد پورا کر کے اُٹھے یا تشہد کو چھوڑ کر امام کی اطاعت کرے؟

جواب: مقتدی تشہد پورا کر کے اُٹھے۔

(احسن الفتاوی:ج3:ص289)

سوال: اگر کسی شخص کے بیٹھتے ہی امام قعدۂ اولی سے کھڑا ہو گیا اور یہ شخص التحیات نہ پڑھ سکا تو شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس صورت میں مسبوق (یہ مقتدی) تشہد پورا کر کے اُٹھے۔تشہد پورا کرنے کے بغیر امام کا اتباع مکروہ تحریمی ہے مگر نماز ہو جائے گی۔آخری قعدہ میں بھی یہی حکم ہے کہ اس کا تشہد پورا ہونے سے پہلے امام نے سلام پھیر دیا تو تشہد کو پورا کر کے کھڑا ہو۔

(احسن الفتاوی:ج3:ص376)

سوال: زید نے قعدہ اولی میں شرکت کی،ابھی تشہد شروع بھی نہیں کیا تھا کہ امام صاحب تیسری رکعت کے لئے تکبیر کہہ کر کھڑے ہوگئے۔اب زید کیا کرے تشہد پڑھے گا یا امام کی اقتداء میں کھڑا ہوگا؟

جواب: قعدہ اولیٰ میں شرکت کرتے ہی امام کھڑا ہو جائے تو زید تشہد پڑھ کر ہی کھڑا ہو تشہد پڑھے بغیر امام کی اقتداء میں کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے۔

(فتاوی قاسمیہ:ج7:ص148)

☆.....قعدہ اولی میں اگر امام مقتدی کے تشہد (التحیات) پورا پڑھنے سے پہلے کھڑا ہو جائے تو مقتدی کو تشہد پورا کر کے کھڑا ہونا چاہئے اور قنوت وتر میں اگر امام مقتدی کی قنوت ختم ہونے سے پہلے رکوع میں چلا جائے تو امام کی متابعت کرنی ہوگی۔ہر دو صورت میں وجہ فرق یہ ہے کہ دعائے قنوت جس قدر بھی ہوگی واجب ادا ہو گیا اور تشہد تمام واجب ہے۔(مسائل رفعت قاسمی:ج2:ص101)

سوال: امام قعدہ اخیرہ میں تھا اتنے میں ایک شخص آیا اور امام کے ساتھ شریک ہوگیا،اُس شخص کے بیٹھتے ہی امام نے سلام پھیر دیا۔تو اب یہ شخص تشہد پورا کر کے اپنی باقی نماز ادا کرے گا یا امام کے سلام پھیرنے کے بعد فوراً کھڑا ہو جائے گا؟

جواب: ایسے شخص پر لازم ہے کہ وہ امام کے سلام کے بعد اپنا تشہد (یعنی :عبدہ ورسولہ: تک) پورا کرے،اور تکمیل تشہد کے بعد کھڑے ہو کر اپنی نماز پوری

253

کرے، اور اگر تشہد چھوڑ کر امام کے سلام کے بعد فوراً کھڑا ہو جائے تو نماز تو ادا ہو جائے گی لیکن مکروہ تحریمی ہوگی۔(فتاوی قاسمیہ:ج7:ص155)

سوال: مسبوق کے اقتداء کر کے بیٹھتے ہی امام نے سلام پھیر دیا۔ اب وہ مسبوق تشہد پڑھ کے کھڑا ہو گا یا کیا کرے گا؟

جواب: مسبوق کے شامل ہوتے ہی اگر امام سلام پھیر دے تب بھی مسبوق کو تشہد پوری کر کے کھڑا ہونا چاہئے۔(امدادالاحکام:ج1:ص551)

سوال: کسی شخص نے جماعت میں داخل ہو کر تشہد پڑھنا شروع کیا اور اُسی وقت امام سلام کے ذریعہ نماز سے فارغ ہو جائے تو وہ شخص تشہد پڑھ کر کھڑا ہو یا نہیں؟

جواب: تشہد پڑھ کر کھڑا ہو۔(فتاوی محمودیہ:ج6:ص560)

سوال: امام نے سلام پھیر دیا، اور مقتدی کا تشہد پورا نہیں ہوا، تو کیا مقتدی تشہد پورا کر کے سلام پھیر دے یا امام کے ساتھ؟ اور اگر مقتدی نے تشہد اور درود شریف پڑھ کے سلام پھیرا تو اس مقتدی کی نماز میں کراہت تو نہیں آئے گی؟

جواب: اس صورت میں مقتدی پر تشہد پورا کرنا اور درود شریف چھوڑ کر امام کا اتباع کرنا واجب ہے۔ تشہد سے فارغ ہو کر سلام پھیر دے درود شریف نہ پڑھے، تشہد کو چھوڑنا مکروہ تحریمی ہے۔ اسی طرح درود شریف میں مشغول ہو کر سلام میں تاخیر کرنا یا رکوع وسجود کی تسبیحات پوری کرنے کے لئے امام سے پیچھے رہنا مکروہ تحریمی ہے۔

(احسن الفتاوی:ج3:ص281)

سوال: امام داہنی طرف سلام پھیرنے والا تھا کہ مسبوق آ کر شامل ہو گیا۔ اب مسبوق تشہد پورا کر کے اُٹھے یا سلام کے فوراً بعد کھڑا ہو جائے؟

جواب: وہ شخص تشہد پورا کر کے اُٹھے۔

(فتاوی دارالعلوم دیوبند:ج3:ص335)

سوال: اگرامام سلام پھیر دے اور مقتدی نے ابھی تک التحیات مکمل نہیں پڑھی ہو تو کیاامام کے ساتھ سلام پھیر دے یاپوری دعاپڑھ کرسلام پھیرے؟

جواب: التحیات یعنی (عبدہ ورسولہ) تک دونوں قعدوں میں واجب ہے۔اگر پہلے قعدہ میں مقتدی کاتشہد پورانہیں ہواتھا کہ امام تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوگیاتو مقتدی،امام کی پیروی نہ کرے، بلکہ اپناتشہد (عبدہ ورسولہ) تک پورا کر کے کھڑا ہو۔اسی طرح اگر آخری قعدہ میں مقتدی کاتشہد پورانہیں ہواتھا کہ امام نے سلام پھیر دیاتو مقتدی،امام کے ساتھ سلام نہ پھیرے، بلکہ اپناتشہد (عبدہ ورسولہ) تک پورا کر کے سلام پھیرے۔درود شریف کوپورا نہ کرے۔

اسی طرح اگر کوئی شخص پہلے قعدہ میں آ کر جماعت میں شریک ہوا،اوراس نے التحیات شروع کی تھی کہ امام کھڑا ہوگیا،تو یہ شخص امام کے ساتھ کھڑا نہ ہو، بلکہ التحیات (عبدہ ورسولہ) تک پڑھ کرکھڑا ہو۔اگر کوئی شخص آخری قعدہ میں شریک ہو،ابھی اس نے التحیات پوری نہیں کی تھی کہ امام نے سلام پھیر دیاتو یہ شخص فوراً کھڑا نہ ہوجائے، بلکہ التحیات (عبدہ ورسولہ)تک پوری کر کے کھڑا ہو۔

(آپ کے مسائل اوراُن کاحل: ج3:ص480:370)

اگرمقتدی کی درود شریف اور دُعا باقی ہواور امام نے سلام پھیر دیا تو مقتدی بھی سلام پھیر دے:

سوال: اگرامام نے سلام پھیر دیااورمقتدی نے صرف التحیات اورصرف درود شریف ہی پڑھاہے،دعانہیں پڑھی تو کیامقتدی بھی امام کے ساتھ سلام پھیر دینا

چاہئے یا دعا پڑھ کر؟

جواب: اس صورت میں مقتدی، امام کے ساتھ سلام پھیر دیوے۔

(فتاوی دار العلوم دیوبند:ج2:ص149)

(1) اگر مقتدی کا التحیات کے بعد ابھی تک درود شریف ختم نہیں ہوا امام نے سلام پھیر دیا تو مقتدی بھی امام کے ساتھ ہی سلام پھیر دے، درود شریف پورا ہونے کا انتظار نہ کرے۔ کیونکہ درود شریف پڑھنا سنت ہے اور امام کی اتباع کرنا واجب ہے۔ جب واجب اور سنت میں تعارض ہو جائے تو واجب کو ترجیح ہوتی ہے۔

(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج2:ص240)

(2) قعدۂ اخیرہ میں دعا پڑھنا سنت ہے اور امام کی اتباع واجب ہے۔ جب امام، مقتدیوں کے دعا ختم کرنے سے قبل سلام پھیر دے تو امام کی اتباع میں سلام پھیرا جائے، اگرچہ دعا متروک ہو جائے۔ (فتاوی حقانیہ:ج3:ص108)

سلام کا نقشہ

پہلے دائیں طرف سلام پھیرنا پھر بائیں طرف:

(1) سلام پھیرنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے دائیں جانب پھر بائیں جانب سلام پھیرا جائے۔ (نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج2: ص400)

(2) آئمہ ثلاثہؒ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نماز سے نکلنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے داہنی طرف لفظ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ: کہے، پھر بائیں طرف :السلام علیکم ورحمۃ اللہ: کہے۔ (فتاوی دارالعلوم زکریا: ج2: ص180)

(3) آپ ﷺ اوّلاً دائیں طرف سلام پھیرتے پھر بائیں طرف۔
(اعلاء السنن: ص143)

سلام کے وقت چہرہ پورا دائیں بائیں طرف موڑنا:

(1) سلام پھیرتے وقت چہرہ اتنا موڑا جائے کہ دائیں اور بائیں رُخسار پیچھے والے لوگوں کو واضح طور پر نظر آئیں۔ (نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج2: ص400)

(2) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ دائیں جانب سلام پھیرتے ہوئے فرماتے: السلام علیکم ورحمۃ اللہ: یہاں تک کہ دایاں رُخسار مبارک نظر آجاتا، پھر بائیں جانب رُخ پھیرتے اور فرماتے: السلام علیکم ورحمۃ اللہ: یہاں تک کہ بایاں رُخسار مبارک نظر آجاتا۔ (مشکوۃ شریف: ص88)

(3) حضرت عامر بن سعیدؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ دائیں بائیں جانب

سلام اس طرح پھیرتے کہ رُخسار مبارک کی سفیدی نظر آجاتی۔

(مسلم شریف:ص 788)

(4) دونوں طرف سلام پھیرتے وقت گردن کو اتنا موڑیں کہ پیچھے بیٹھے آدمی کو آپ کے رخسار نظر آجائیں۔(نمازیں سنت کے مطابق پڑھیے:ص 21)

سلام میں سینہ نہ پھیرے:

سلام میں دونوں طرف صرف منہ پھیرنا کافی ہے(یعنی سینہ نہ پھیرے)۔

(فتاوی دار العلوم دیوبند:ج 2:ص 183)

گردن جھکا کر سلام نہ پھیرے:

بعض لوگوں کی عادت ہے کہ خوب گردن جھکا کر تمام بدن گھما کر سلام پھیرتے ہیں۔اس طرح گردن جھکا کر سلام پھیرنا من گھڑت ہے،اس کی کوئی اصل نہیں۔

(مسائل رفعت قاسمی:مسائل نماز:ج 2:ص 103)

سلام پھیرتے وقت کندھوں پر نظر رکھنا:

(1) داہنی طرف سلام پھیرتے وقت داہنے کندھے پر اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت بائیں کندھے پر نظر رکھنا چاہئے۔(فتاوی دار العلوم زکریا:ج 2:ص 179)

(2) سلام پھیرتے وقت نمازی اپنی نگاہ کو اپنے کندھوں پر رکھے۔

(فتاوی قاسمیہ:ج 5:ص 757)

(3) نماز کے دوران سلام پھیرتے وقت اوّل سلام میں دائیں کندھے پر اور دوسرے سلام میں بائیں کندھے پر نگاہ رکھنا مستحب ہے۔(فتاوی حقانیہ:ج 3:ص 115)

سلام سے متعلق چند مسائل

مقتدی سلام پھیرنے میں امام سے سبقت نہ کرے:

(1) مقتدی کو چاہیئے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد سلام پھیرے، یعنی سلام پھیرنے میں امام سے مقدم نہ ہو۔ (فتاوی حقانیہ: ج3: ص113)

(2) سلام پھیرنے میں امام کی متابعت کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ مقتدی امام کے ساتھ ساتھ سلام پھیرے نہ امام سے پہلے اور نہ امام کے بعد۔

(مسائل رفعت قاسمی: مسائل نماز: ج2: ص103)

سلام کے الفاظ:

(1) نماز کا سلام: السلام علیکم ورحمة اللہ: تک ہے۔ اور :وبرکاتہ: نہیں ہے۔ (نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج4: ص326)

(2) آئمہ ثلاثہؒ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نماز سے نکلنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے داہنی طرف لفظ: السلام علیکم ورحمة اللہ: کہے، پھر بائیں طرف :السلام علیکم ورحمة اللہ: کہے۔ نہ اس سے کم کرے اور نہ اس میں اضافہ کرے، یہی متوارث عمل ہے۔ (فتاوی دار العلوم زکریا: ج2: ص180)

(3) سلام پھیرتے وقت صرف: السلام علیکم ورحمة اللہ: کہنا سنت ہے۔ احناف کے نزدیک لفظ :وبرکاتہ: کے زائد کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(فتاوی دار العلوم دیوبند:ج:2:ص174)

(4) نماز کے سلام میں:برکاتہ:کے الفاظ نہ کہے، یہ خلافِ سنت ہے۔

(بحر الرائق:ص352)

(4) نماز کے سلام میں:وبرکاتہ:کہنا درست نہیں، بدعت اور ممنوع ہے۔

(اعلاء السنن:ص143)

سلام پھیرتے وقت دائیں بائیں مقتدیوں اور فرشتوں پر سلام کی نیت کرنا:

(1) سلام پھیرتے وقت فرشتوں پر سلام کرنے کی نیت کرے، مقتدی دائیں بائیں دوسرے نمازیوں اور امام کی بھی نیت کرے۔

(2) مقتدی اگر امام کے دائیں جانب کھڑا ہو تو بائیں جانب سلام پھیرنے میں امام کی نیت کرے، اگر بائیں جانب کھڑا ہو تو دائیں جانب سلام پھیرنے میں امام پر سلام کی نیت کرے۔(مردوں کا دینی معلم:ص176)

مقتدی نے تکبیر تحریمہ کہی لیکن ابھی تک بیٹھا نہیں تھا کہ امام نے سلام پھیر دیا:

سوال: ایک شخص نے تکبیر تحریمہ کہہ کر امام کے ساتھ اس حالت میں شریک ہوا کہ امام قعدۂ اخیرہ میں ہے، مقتدی بیٹھنے نہیں پایا کہ امام نے سلام پھیرلیا۔ کیا مقتدی کی اقتداء صحیح ہوئی یا نہیں؟

جواب: اقتداء صحیح ہوگئی۔(احسن الفتاوی:ج3:ص270)

ایک سلام کے بعد کوئی شخص امام کے ساتھ شریک ہوگیا تو اِس کی اقتداء کا حکم:

سوال: اگر کوئی شخص جماعت میں دوسرے سلام کے ختم ہونے سے پہلے اور ایک سلام کے بعد شریک ہو جاوے تو اس کو جماعت کا ثواب ہوگا یا نہیں؟

جواب: وہ شخص جماعت میں شریک نہیں ہوا، اور جماعت کا ثواب اس کو نہیں ملا۔(عزیز الفتاوی:ج1:ص235)

سوال: ایک شخص نے امام کے ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد تکبیر تحریمہ کہہ کر اقتداء کی تو اس کی اقتداء تو صحیح نہیں ہوگی لیکن اپنی نماز کیسے پڑھے؟ کیا پہلی تکبیر تحریمہ کافی ہے یا از سرِ نو تکبیر تحریمہ کہی جائے گی؟

جواب: مقتدی کی تکبیر تحریمہ ختم ہونے سے پہلے اگر امام نے ایک طرف لفظ :السلام: کہہ لیا، اگر چہ ابھی :علیکم: نہ کہا ہو تو مقتدی کی اقتداء صحیح نہیں ہوئی، تکبیر تحریمہ دوبارہ کہہ کر نماز پڑھے، اگر دوبارہ تکبیر تحریمہ نہ کہے گا تو نماز نہ ہوگی۔

(احسن الفتاوی:ج3:ص270)

سوال: امام نے دائیں جانب سلام پھیرا تھا کہ بائیں جانب سلام پھیرنے سے پہلے ایک شخص نے آکر اقتدا کر لی۔ اقتدا صحیح ہوئی یا نہیں؟

جواب: صحیح نہیں ہوئی۔(فتاوی محمودیہ:ج6:ص548)

سوال: اگر کوئی شخص جماعت میں دوسرے سلام کے ختم ہونے سے پہلے اور پہلے سلام کے بعد شریک ہو جائے تو اس کو جماعت کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

جواب: وہ شخص جماعت میں شریک نہیں ہوا اور جماعت کا ثواب اس کو نہیں

ملا۔(فتاوی دارالعلوم دیوبند:ج3:ص66)

سوال: امام کے لفظ :السلام: کہہ دینے کے بعد اقتداء درست ہے یا نہیں؟

جواب: امام نے جب لفظ :السلام: کہہ دیا اس کے بعد اقتداء درست نہیں ہے اور وہ شخص شامل امام کے نہیں ہوا اور اپنی علیحدہ نماز پڑھے اور تحریمہ علیحدہ کہہ کر نماز شروع کرے، اپنے آپ کو مقتدی امام کا نہ سمجھے۔(فتاوی دارالعلوم دیوبند:ج3:ص338)

مسبوق اپنی باقی نماز پوری کرنے کیلئے کس وقت کھڑا ہو؟

سوال: جب امام داہنے طرف سلام پھیرتے وقت صرف لفظ سلام نکالے تو اسی وقت مسبوق اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہو جائے یا بائیں طرف کے لفظ سلام کے وقت کھڑا ہو جائے یا بائیں طرف سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو جائے؟

جواب: بائیں طرف سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہونا اسلم اور احسن ہے۔

(فتاوی محمودیہ:ج6:ص564)

سوال: مسبوق اپنی باقی نماز پوری کرنے کیلئے کس وقت کھڑا ہو، امام کی دائیں جانب سلام پھیرنے کے ساتھ ساتھ، یا بعد، یا امام کے دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد؟

جواب: مسبوق، امام کے دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد بھی اتنی تاخیر سے اُٹھے کہ امام کے ذمہ سجدۂ سہو نہ ہونا معلوم ہو جائے۔(احسن الفتاوی:ج3:ص377)

سوال: مسبوق بقیہ رکعات کی ادائیگی کے لئے امام کے اوّل سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو یا دونوں سلام پھیرنے کے بعد؟

جواب: دونوں سلام پھیرنے کے بعد اُٹھنا بہتر ہے، تاکہ اگر امام پر سجدۂ سہو

ہوتو اس کولوٹا نہ پڑھے۔(فتاوی دارالعلوم دیوبند:ج3:ص348)

☆...سنت ہے کہ مسبوق اپنے امام کے سلام پھیرنے کا انتظار کرے،یعنی مسبوق جس کی رکعت چھوٹ گئی ہو اُس کے لئے سنت یہ ہے کہ امام کے سلام کی آواز سنتے ہی فوراً کھڑا نہ ہو جائے بلکہ دونوں سلام سے فارغ ہونے کے بعد اپنی رکعت پوری کرنے کے لئے کھڑا ہو۔اسے دوسرے سلام کے فارغ ہونے کا انتظار کرنا سنت ہے۔

(الشامیہ:ص377)

☆...اکثر مسبوق،امام کے پہلے سلام ہی کے بعد کھڑے ہو جاتے ہیں، دوسرے سلام کا انتظار نہیں کرتے بلکہ جیسے ہی امام کے سلام کی آواز سنتے ہے تو جلدی سے رکعت پوری کرنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں،یہ خلاف سنت اور مکروہ تحریمی ہے۔

(طحاوی:ص150)

سوال: زید بعد میں جماعت میں شریک ہوا،ایک رکعت امام پڑھا چکا تھا، امام جب پہلا سلام پھیرے،تب رکعت پوری کرنے کے لئے مقتدی اٹھے یا جب دوسرا سلام پھیرے،اُس وقت کھڑا ہو؟

جواب: دوسرا سلام امام شروع کردے تو کھڑا ہو،کیونکہ پہلے سلام کے بعد ممکن ہے کہ امام سجدۂ سہو کرے تو کھڑے ہونے والے کو سجدۂ سہو کے لئے واپس آنا ہوگا۔

(کفایت المفتی:ج4:ص433)

☆.....جب امام دوسری طرف سلام شروع کرے تو مسبوق کھڑا ہو جائے، ایک طرف سلام پھیر کر کھڑا نہ ہو،کیونکہ ہو سکتا ہے کہ امام کے ذمہ سجدہ سہو ہو۔

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل:ج3:ص526)

دعا کا نقشہ

دعا سے پہلے منہ پر ہاتھ نہ پھیرنا:

دعا سے پہلے چہرے پر ہاتھ نہ پھیرے بلکہ دعا مانگ لینے کے بعد دونوں ہاتھ چہرہ پر پھیر لے۔(قریشی)

دونوں ہاتھوں کو سینے تک اُٹھانا:

(1) دعا میں ہاتھ سینے تک اٹھائے جائیں۔

(احسن الفتاوی:ج3:ص 51)

(2) دعا کے وقت دونوں ہاتھوں کو اُٹھا کر سینے کے مقابل رکھنا مستحب ہے۔

(فتاوی عالمگیریہ:ج9:ص60)

(3) دعا مانگنے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ سینے تک اُٹھے ہوئے ہوں۔

(فتاوی قاسمیہ:ج4:ص595)

(4) دعا کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو سینے تک اُٹھایا جائے۔

(فتاوی قاسمیہ:ج8:ص 61)

(5) دعا کے لئے ہاتھ اُٹھانے کا افضل اور بہتر طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو سینے تک اُٹھالے۔(فتاوی عبادالرحمن:ج 1:ص206)

(6) دعا کے آداب میں سے یہ ہے کہ دونوں ہاتھ سینہ تک اُٹھا کر دعا کرے۔

(فتاوی رحیمیہ:ج6:ص80)

سوال: کیا دعا کے وقت منہ آسمان کی طرف کر کے اور کندھوں سے اوپر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جائز ہے؟

جواب: نمازِ استسقاء کے بعد اسی طرح دعا کی جاتی ہے، اس کو ابتہال کہتے ہیں، دوسرے اوقات میں یہ طریقہ مسنون نہیں۔ (فتاوی محمودیہ:ج5:ص711)

دونوں ہاتھوں کو زیادہ لمبے نہ کرے:

دعا مانگتے وقت ہاتھ اُٹھانے میں اعتدال مسنون ہے، نہ تو ہاتھ زیادہ لمبے کرنے چاہئے اور نہ ہی بالکل سینے کے قریب ہونے چاہئے۔

(فتاوی مفتی محمود:ج10:ص59)

دونوں ہاتھوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رکھنا:

(1) دعا کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہتھیلیوں کے درمیان قدرے فاصلہ رہے۔(فتاوی قاسمیہ:ج8:ص61)

(2) دعا کرنے میں افضل یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کے درمیان جگہ کشادہ رکھے اگرچہ بہت قلیل ہو۔(فتاوی عالمگیریہ:ج9:ص60)

(3) دعا مانگنے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ ہاتھوں کے درمیان قدرے فاصلہ ہو، ہاتھ ملا کر رکھنا خلافِ اولی ہے۔(فتاوی قاسمیہ:ج4:ص595)

(4) دعا کے لئے ہاتھ اُٹھانے کا افضل اور بہتر طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کے درمیان تھوڑی سی کشادگی ہو۔(فتاوی عبادالرحمن:ج1:ص206)

(5) دعا کے آداب میں سے یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کے درمیان قدرے فاصلہ

ہو، ملا کر رکھنا خلاف اولیٰ ہے۔(فتاوی رحیمیہ:ج6:ص80)

(6) دعا میں دونوں ہاتھوں کے درمیان قدرے فاصلہ رکھنا افضل ہے۔

(احسن الفتاوی:ج3:ص51)

سوال: دعا نماز کے بعد اور علاوہ نماز کے دونوں ہاتھوں کو ملا کر مانگنا چاہئے یا دونوں ہاتھوں کے درمیان کچھ فاصلہ ہونا چاہئے؟

جواب: کچھ فاصلہ رکھنا افضل ہے۔(فتاوی محمودیہ:ج5:ص710)

دونوں ہتھیلیوں کو پھیلانا:

(1) دعا کرنے میں افضل یہ ہے کہ اپنی دونوں ہتھیلیاں پھیلا دے۔

(فتاوی عالمگیریہ:ج9:ص60)

(2) دعا کے لئے ہاتھ اُٹھانے کا افضل اور بہتر طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلی کو کھول دے۔(فتاوی عبادالرحمن:ج1:ص206)

ہتھیلیوں کا رُخ آسمان کی طرف رکھنا:

سوال: دعا مانگتے وقت ہاتھوں کی ہتھیلیاں چہرے کی طرف رکھی جائیں یا اوپر آسمان کی طرف؟ صحیح طریقہ کیا ہے؟

جواب: دعا میں ہاتھوں کا رُخ آسمان کی طرف رکھنا مستحب ہے۔

(احسن الفتاوی:ج3:ص57)

(2) دعا میں انگلیاں، قبلہ رُخ رکھنا مستحب ہے۔

(احسن الفتاوی:ج3:ص58)

(3) سجدہ میں دعا کے وقت ہتھیلی زمین کی طرف رکھنا چاہئے۔

(احسن الفتاوی:ج3:ص27)

دعا مانگنے کے وقت منہ آسمان کی طرف نہ اُٹھائے:

سوال: دعا مانگنے کے وقت آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا کیسا ہے؟

جواب: دعا کے وقت آسمان کی طرف نگاہ نہ اٹھائے۔اس وجہ سے کہ یہ ادب کے خلاف ہے۔(فتاوی محمودیه:ج5:ص55)

سوال: کیا دعا کے وقت منہ آسمان کی طرف کر کے اور کندھوں سے اوپر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جائز ہے؟

جواب: نماز استسقاء کے بعد اسی طرح دعا کی جاتی ہے،اس کو ابتہال کہتے ہیں،دوسرے اوقات میں یہ طریقہ مسنون نہیں۔(فتاوی محمودیہ:ج5:ص711)

دعا کے بعد منہ پر ہاتھ پھیر لینا:

(1) دعا کے بعد ہاتھ منہ پر پھیر لینا درست اور ثابت ہے،اور حصولِ برکت کے لئے یہ فعل کیا جاتا ہے۔(تالیفات رشیدیه:ص223)

(2) دعا کے بعد اپنے اُٹھے ہوئے ہاتھوں کو چہرہ پر پھیرنا سنت ہے۔

(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ج2:ص255)

(3) دعا کے لئے افضل اور بہتر طریقہ یہ ہے کہ دعا کے آخر میں دونوں ہاتھوں کو چہرے پر مل دے۔(فتاوی عبادالرحمن:ج1:ص206)

(4) حضرت سائب بن یزیدؓ فرماتے ہیں کہ ہمارے والد نے کہا کہ جب آپ ﷺ دعا فرماتے تو دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے پھر دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے پر پھیر لیتے۔(ابو داؤ د:ص187)

ختم دعا کے وقت ہاتھ منہ پر پھیرتے وقت کلمہ طیبہ پڑھنا:

سوال: ہمارے یہاں اکثریت میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ دعا ختم کرنے کے بعد جب منہ پر ہاتھ پھیرتے ہیں تو اُس وقت:لاالہ الااللّٰہ محمدرسول اللّٰہ: پڑھتے ہیں۔کیا شریعت میں اس کا ثبوت ہے؟

جواب: نماز کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرتے وقت کلمہ طیبہ پڑھنا ممنوع ہے، کیونکہ یہ اہل بدعت کا شعار بن چکا ہے،اس لئے منہ پر ہاتھ پھیرتے وقت کلمہ طیبہ نہ پڑھنا چاہئے۔اوراس کا التزام کرنا واجب اورضروری سمجھنا شرعاً ثابت نہیں ہے۔

(فتاوی قاسمیہ:ج4:ص605)

سوال: بعض لوگ فرض نماز کے بعد کی دعا کا اختتام:لاالـہ الااللّٰـہ: پر کرتے ہیں،شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟اورکن الفاظ کے ذریعہ دعا کا اختتام کرنا مسنون ہے؟

جواب: فرض نمازوں کے بعد دعا کے اختتام پر:لاالـہ الا اللّٰـہ: پڑھنا ثابت نہیں ہے۔بلکہ آداب دعا میں سے دعا کے اختتام پر اللہ تعالیٰ جل شانہ کی حمد وثنا اور حضوراکرمﷺ پر درود پڑھنا ہے۔اس لئے:سبحـان ربّک ربّ العـزۃ عما یصفون:یا:صلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقہ:وغیرہ الفاظ پر دعا کا اختتام کرنا مستحب ہے۔(فتاوی قاسمیہ:ج4:ص604)

دعا سے متعلق چند مسائل

فرض نماز کے بعد آہستہ آواز سے دعا کرنا افضل ہے:

(1) فرض باجماعت کے بعد سری (آہستہ آواز سے) دعا کرنا افضل ہے، نمازیوں کا حرج نہ ہوتا ہو تو کبھی کبھی ذرا آواز سے دعا کر لے جائز ہے، ہمیشہ جہری دعا کی عادت بنانا مکروہ ہے۔(فتاوی رحیمیہ:ج6:ص55)

(2) دعا میں اخفاء افضل ہے۔ (فتاوی محمودیہ:ج5:ص709)

(3) دعا کے آداب میں سے یہ ہے کہ اس طرح دعا کریں کہ سر اور جہر کے درمیان ہو، نہ تو بالکل دل میں ہو، نہ اتنے زور سے کہ دوسروں کے لئے مخل بنے۔

(فتاوی محمودیہ:ج21:ص533)

نماز کے بعد لمبی دعا کرے یا مختصر:

(1) جن فرائض کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر، عصر اُن میں جتنی دیر تک چاہئے دعا مانگ سکتے ہیں۔ اور جن فرائض کے بعد سنن ہیں، اُن میں مختصر دعا مانگے۔

(فتاوی دارالعلوم دیوبند: ج2:ص174)

(2) جس فرض نماز کے بعد سنت نماز بھی ہے جیسے ظہر، مغرب، عشاء، اس کے بعد مختصر دعا کر کے سنت میں مشغول ہو جائے اور جس نماز کے بعد سنت نہیں جیسے فجر وعصر، ان کے بعد تسبیحات واذکار متعدد حدیثوں میں وارد ہیں۔(فتاوی محمودیہ:ج5:ص683)

فرض نماز کے بعد دعا مانگنا مسنون ومستحب ہے، اور فرض نمازوں کے بعد دعا مانگنے کا ثبوت وفضیلت اور حکم

(1)

اس بارے میں احادیث وفقہ سے اس امر کی شہادت ملتی ہے کہ فرائض کے بعد دعا مانگنے کا طریقہ نہ صرف جائز، بلکہ افضل ہے۔

حدیث نمبر 1 : حضور اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کس وقت کی دعا زیادہ مقبول ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: رات کے آخری حصے کی دعا اور فرض نمازوں کے بعد کی دعا۔

حدیث نمبر 2 : حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے اور سلام پھیرتے تو یہ دعا پڑھتے: لاالٰہ الّا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کلّ شیء قدیر: اللّٰھم لامانع لما اعطیت ولامعطی لما منعت ولاینفع ذالجدّ منک الجدّ:

حدیث نمبر 3 : حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ میں جب کبھی کسی فرض یا نفل نماز کے بعد حضور اکرم ﷺ کے قریب ہوا تو میں نے حضور اکرم ﷺ کو کہتے ہوئے سنا: اللّٰهم اغفرلی ذنوبی وخطایای کلها، اللّٰهم انعشنی واجبرنی واهدنی لصالح الاعمال والاخلاق انه لایهدی لصالحها ولایصرف سیّئها الّاانت:

حدیث نمبر 4 : حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نمازوں کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے: لااله الّاالله وحده لاشریک له له الملک وله الحمدوهوعلیٰ کلّ شیءٍ قدیر: لاحول ولاقوّة الّابالله لااله الّاالله، ولانعبدالّاایاه، له النعمة وله الفضل وله الثناء الحسن الجمیل لااله الّاالله مخلصین له الدّین ولوکره الکافرون:

حدیث نمبر 5 : حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب نماز پڑھتے اور فارغ ہوتے تو سیدھا ہاتھ اپنے سر مبارک پر ملتے اور یہ دعا پڑھتے: بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَااِلٰهَ اِلَّاهُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِیْم، اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنِّی الْهَمَّ وَالْحُزْنَ:

حدیث نمبر 6 : حضرت انسؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے جب کبھی ہمیں نماز پڑھائی تو ہماری طرف منہ کر کے یہ دعا پڑھی: اللّٰهم انی اعوذبک من کل عمل یخزینی، واعوذبک من کل صاحب یردینی، واعوذبک من کل عمل یلهینی، واعوذبک من کل فقر ینسینی، واعوذبک من کل غنی یطغینی:

حدیث نمبر 7 : حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب

نماز کا سلام پھیرتے تو یہ دعا پڑھتے:اللّٰھم اغفرلی ماقدّمت و مااخرّت و ما اسررت و مااعلنت و مااسرفت و ماانت اعلم به منی انت المقدم والمؤخر لااله الّاانت:

حدیث نمبر 8 : حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے فرمایا کہ جب حضور اکرم ﷺ نماز سے لوٹنا چاہتے تو تین مرتبہ استغفار پڑھتے ،پھر فرماتے:اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَاذَاالْجَلَالِ وَالْاَکْرَام:

حدیث نمبر 9 : حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے:اللّٰھم ربنا ورب کل شی ء،اناشھید انک انت الرب وحدك لاشریک لک،اللّٰھم ربنا ورب کل شی ء، اناشھیدان محمدعبدك ورسولک،اللّٰھم ربنا ورب کل شی ء، انا شھید ان العباد کلھم اخوۃ،اللّٰھم ربنا ورب کل شی ء **اجعلنی** مخلصالک،واھلی فی کل ساعة من الدنیا والاخرۃ یاذاالجلال والاکرام اسمع واستجب، اللّٰه اکبرالاکبر،اللّٰه نورالسمٰوٰت والارض.....اللّٰه اکبرالاکبر حسبی اللّٰه ونعم الوکیل،اللّٰه اکبرالاکبر:

حدیث نمبر 10 : حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ ہر نماز کے بعد :معوّذات:پڑھا کرو(:معوّذات: سے مراد یہ تین سورتیں ہیں:قل اعوذبرب الناس،قل اعوذبرب الفلق،قل ھواللّٰه احد)۔

حدیث نمبر 11 : طبرانی نے حضرت امام جعفر بن محمد صادقؒ کی روایت سے بیان کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ فرضوں کے بعد دعا مانگنا نوافل کے بعد دعا

مانگنے سے اِس قدر افضل ہے، جس قدر فرائض نوافل سے افضل ہیں۔

فائدہ: نماز کے بعد اذکار اور دعا کے بارے میں بے شمار روایات کتب احادیث میں موجود ہیں، ہم نے صرف اِن چند احادیث پر اکتفا کیا کہ طالبِ حق کے لئے اس قدر بھی کافی ہیں۔اور ان احادیث سے یہ باتیں ثابت ہوئیں:

(1) حضور اکرم ﷺ ہر فرض نماز کے بعد ذکر کرتے اور دعا مانگتے۔ دیکھو! حدیث نمبر: 6:3:2۔

(2) نماز فرض کے بعد دعا کی مقبولیت کی زیادہ اُمید ہے۔ کیونکہ یہ وقت خاص مقبولیتِ دعا ہے۔ دیکھو! حدیث نمبر: 11:1۔

(3) فرض نماز کے بعد دعا مانگنا اُن فرضوں سے مخصوص نہیں ہے جن کے بعد سنتیں نہ ہو، بلکہ تمام فرضوں کے بعد دعا ثابت ہے، خواہ اُن کے بعد سنتیں ہوں یا نہ ہوں۔ دیکھو! حدیث نمبر: 9:8:6:3:2:1۔ کہ ان حدیثوں میں: کُلِّ صلاۃ: کالفظ موجود ہے، جو ہر نماز کو شامل ہے۔

(4) حضور اکرم ﷺ کی عادت شریفہ یہی نہ تھی کہ: اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام: پڑھتے ہوں، بلکہ اور دعائیں بھی حضور ﷺ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہیں۔ دیکھو! حدیث نمبر: 2: سے: 10: تک۔

(5) دعائیں جو حضور اکرم ﷺ سے فرائض کے بعد ثابت ہیں، وہ مقدار میں بھی: اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام: سے بڑھی ہوئی ہیں، بعض کم بعض زیادہ۔ دیکھو! حدیث نمبر: 9:6:4:3:2: 10۔

(6) فرضوں کے سلام کے بعد سنتوں سے پہلے حضور اکرم ﷺ سوائے: اَللّٰھُمَّ

اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ: کےاور دعائیں بھی جواس سے بڑی ہیں پڑھتے تھے۔دیکھو!حدیث نمبر:2:7:8۔

الحاصل: ان تمام روایات سے یہ بات نہایت صراحت کے ساتھ ثابت ہوگئی کہ فرائض کے بعد دعامانگنا حضور اکرمﷺ کا طریقہ اور حضور اکرمﷺ کی سنت ہےاور اس کی مقبولیت کی اُمید بھی زیادہ ہے،اور یہ کہ:اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ: سے کسی قدر زیادہ مقدار کی دعامانگنا بھی جائز ہےاور خود حضور اکرمﷺ سے ثابت ہے۔(کفایت المفتی: ج4:ص70)

(2)

دعا کے موقعہ پر حضور اکرمﷺ کا ہاتھ اُٹھا کر دعامانگنا ثابت ہے،اسی وجہ سے نماز کے بعد یا کسی اور عبادت کے بعد مطلقاً کسی دعا کے لئے ہاتھ اُٹھانا سنت ہے جو دعا کے آداب میں سے ہے۔تمام فقہاءکرام ومحدثین عظامؒ نے اسے آدابِ دعا میں شمار کیا ہے۔

فرض نمازوں کے بعد دعاؤں کا مانگنا احادیث سے ثابت ہے۔اس سلسلے میں حضور اکرمﷺ سے ہر قسم کی روایتیں منقول ہیں۔حضور اکرمﷺ سے اس کے متعلق فضائل،تاکید،تعلیم بھی ثابت ہیں اور حضور اکرمﷺ سے عملاً بھی ثابت ہے۔حضورﷺ نے فرض نماز کے بعد دعا کی اور اس کی تاکید اور فضائل بھی بیان فرمائے اور حضور اکرمﷺ سے دعاؤں میں ہاتھ اُٹھانا بھی ثابت ہے،اس کی فضیلت اور روایتیں بھی منقول ہیں۔

اور اہل علم واہل فہم پر یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ جو حضور اکرمﷺ نے کیا،خواہ چند ہی مرتبہ کیا ہو اور اس کی فضیلت اور ثواب بیان فرمایا،جس کی تاکید کی ہو، بھلا وہ بدعت ہوسکتی ہے؟اور اس کو خلافِ سنت کہا جاسکتا ہے؟ہرگز نہیں،ہرگز نہیں۔

(سنت کے مطابق نماز پڑھیئے:ص110)

(3)

فرض نماز کے بعد دعا آپ ﷺ سے روایاتِ صحیحہ سے ثابت ہے۔اربابِ حدیث نے:الدعاء بعدالسلام: پر باب قائم کر کے اس کے سنت ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہ کہ ہاتھ اُٹھا کر بھی ثابت ہے اور یہ ہاتھ اُٹھانا دعا کے آداب میں سے بھی ہے۔(سنت کے مطابق نماز پڑھیئے:ص 111)

(4)

محمد بن یحییٰ اسلمیؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو دیکھا کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ سلام سے پہلے کی دعا میں ہاتھ اُٹھا کر دعا کر رہا ہے تو اس شخص سے فراغتِ نماز پر کہا کہ نبی کریم ﷺ ہاتھ اُٹھا کر اُس وقت دعا فرماتے جب نماز سے فارغ ہو جاتے۔(اعلاء السنن :ج3:ص 161)

(5)

حضرت اسود عامریؒ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی۔حضور اکرم ﷺ نے جب سلام پھیرا تو دونوں ہاتھوں کو اُٹھایا پھر دعا کی۔(ابن ابی شیبہ:تحفۃ الاحوذی:ص246)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرض نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگی ہے۔(سنت کے مطابق نماز پڑھیئے:ص 110)

(6)

فرض نماز کے بعد دعا مانگنا ثابت ہے۔(فتاوی محمودیہ:ج5:ص 678)

(7)

مقتدی کو امام کے سلام کے بعد دعا میں اقتداءوشرکت کرنا مستحب ہے۔

(فتاوی دارالعلوم دیوبند:ج2:ص168)

(8)

دعا کے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھانا سنت ہے۔

(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ج2:ص255)

(9)

حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے سامنے عرض کیا گیا: حضرت ﷺ! کون سی دعا زیادہ سنی جاتی ہے؟ (اللہ تعالیٰ جل شانہ کی بارگاہ میں) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ دعا زیادہ مقبول ہوتی ہے جو رات کے آخری حصے میں کی جائے اور وہ دعا جو فرض نماز کے بعد مانگی جائے۔ (نماز مسنون کلاں:ص408)

سوال: فرض نمازوں سے فارغ ہونے کے بعد امام کا اجتماعی دعا پڑھ کر مقتدیوں سے آمین کہلوانا درست ہے یا نہیں؟ یا امام ومقتدی کو انفرادی دعا کرنا لازم ہے یا بغیر دعا کے سنت پڑھ سکتا ہے؟

جواب: فرض نمازوں کے بعد دعا مقبول ہوتی ہے، اُس وقت دعا کرنا حدیث وفقہ سے ثابت ہے۔ جہراً دعا کرنا اور مقتدیوں سے آمین کہلوانا، اس کی پابندی ثابت نہیں۔

جس فرض نماز کے بعد سنت نماز بھی ہے جیسے ظہر، مغرب، عشاء، اس کے بعد مختصر دعا کر کے سنت میں مشغول ہو جائے اور جس نماز کے بعد سنت نہیں جیسے فجر وعصر، ان کے بعد تسبیحات واذکار متعدد حدیثوں میں وارد ہیں۔

(فتاوی محمودیہ:ج5:ص683)

سوال: ہر فرض نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنا حضور اکرم ﷺ سے بطریق صحیح ثابت ہے یا نہیں؟ اگر کوئی اثباتِ دعا کا قائل نہ ہو، انکار کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: فرضوں کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنا اور بعد دعا کے منہ پر ہاتھ پھیرنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔اس کا منکر بے خبر اور جاہل ہے سنت سے،اور تارکِ سنت ہوکر موردِ ملامت وطعن ہے۔ترمذی شریف میں مروی ہے:

:عن ابی امامۃؓ قال قیل یارسول اللّٰہﷺ ای الدعاء اسمع؟ قال جوف اللیل الاخر و دبر الصلوۃ:اور حصن حصین:میں بروایت ترمذی و حاکم نقل کیا ہے:وبسط الیدین:اور صحاح ستہ کی روایت سے نقل کیا ہے:ورفعھما:

پس مجموعہ اِن احادیث صحیحہ سے ہر نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا اور اس کا سنت ہونا ثابت ہوا۔(عزیز الفتاوی: ج 1:ص 169)

روایات فقہیہ کی روشنی میں فرائض کے بعد دعا کا ثبوت:

(1):شرعۃ الاسلام: میں ہے:اور غنیمت سمجھے نماز پڑھنے والا دعا کو بعد نماز فرض کے۔

(2):مفاتیح الجنان شرح شرعۃ الاسلام: میں ہے:بعد فرض کے یعنی سنتوں سے پہلے (دعا مانگ)۔

(3):نور الایضاح: اور اس کی شرح:امداد الفتاح:میں ہے: پھر نماز سے (یعنی فرض سے) فارغ ہوکر امام اپنے لئے اور مسلمانوں کے لئے دعا کرے،سینہ کے برابر ہاتھ اُٹھائیں اور ہتھیلیاں منہ کی طرف رکھیں،خشوع اور سکون سے دعا مانگیں،پھر یعنی دعا سے فارغ ہوکر ہاتھ منہ پر پھیر لیں۔

(4):تحفۃ المرغوبہ:میں ہے:علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ نماز کے بعد ذکر

اور دعا مستحب ہے اور اس میں احادیث کثیرہ وارد ہیں۔

(5) بیہقیؒ نے اللہ تعالیٰ جل شانہ کے اس قول کی تفسیر میں کہا ہے :فاذاقضیتم الصلوۃ۔الآیۃ: یعنی نماز سے فارغ ہو کر خدا تعالیٰ جل شانہ کا ذکر اور دعا کرو۔

(6) علامہ عینیؒ نے بیان کیا :اس حدیث کے فوائد میں سے یہ ہے کہ نماز کے بعد ذکر مستحب ہے، کیونکہ وہ ایک عمدہ وقت ہے جس میں مقبولیتِ دعا کی اُمید ہے۔

(7) :منہج العمال: اور :عقائدسنیہ: میں مذکور ہے کہ فرض نماز کے بعد دعا مسنون ہے اور اسی طرح ہاتھ اُٹھانا اور منہ پر ہاتھ پھیرنا بھی مسنون ہے۔

(8) :مبسوط: میں ہے: کہ جب تم نماز سے فارغ ہو تو خدا تعالیٰ جل شانہ سے دعا مانگو، کیونکہ یہ مقبولیت کے زیادہ قریب ہے۔

الحاصل: یہ روایات فقہیہ ہیں، جن سے صراحۃً ثابت ہوتا ہے کہ فرض نماز کے بعد امام اور مقتدی سب مل کر دعا مانگیں اور دعا سے فارغ ہو کر ہاتھ منہ پر پھیریں۔

:شرعۃ الاسلام: اور :مفاتیح الجنان: کی عبارتوں سے یہ بات صراحۃً ثابت ہوگئی کہ فرضوں کے بعد سنتوں سے پہلے دعا مانگنا چاہئے اور یہی بہتر اور افضل ہے۔

اور :نور الایضاح: اور اس کی شرح :امدادالفتاح: کی عبارت سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اس دعا میں ہاتھ اُٹھانا اور منہ پر ہاتھ پھیرنا بھی جائز ہے۔اور :منہج العمال: اور :عقائدسنیہ: سے یہ ثابت ہوگیا کہ ہاتھ اُٹھانا اور منہ پر پھیرنا مسنون ہے۔

اور علامہ عینیؒ کی :شرح بخاری: اور :مبسوط: سے یہ ثابت ہوگیا کہ فرضوں کے بعد دعا مانگنے میں مقبولیت کی زیادہ امید قوی ہے کہ یہ وقت دعا کے لئے نہایت عمدہ اور افضل وقت ہے۔(کفایت المفتی: ج4:ص 76)

مستحبات پر اصرار کرنا بدعت نہیں ہے:

شریعت مطہرہ نے محض کسی امرِ مستحب پر مداومت کرنے کو بدعت قرار نہیں دیا ہے، بلکہ کسی امرِ مستحب یا مباح کے بارے میں وجوب کا اعتقاد رکھنا یا اس کو اپنے درجہ سے بڑھا دینا یہ بدعت ہے۔ہاں کسی مستحب عمل کو مستحب سمجھ کر کرنا اور مداومت کے ساتھ کرنا یہ شریعت کی نگاہ میں پسندیدہ عمل ہے۔(فتاوی دارالعلوم زکریا:ج 1:ص252)

:دُعابالالتزام: کامعنی:

واضح رہے کہ دعابالالتزام بدعت ہے،خواہ فرائض کے بعد ہو یا سنن کے بعد، لیکن التزام بہت سے لوگوں پر مخفی ہے۔التزام کا معنی ہے کسی چیز کولازم اورواجب سمجھنا یا کسی چیز کے فاعل یا تارک پرواجب جیسا انکار کرنا اور بُرا ماننا۔اورصرف دوام اور پابندی کو التزام نہیں کہا جاتا ہے،ورنہ تہجد،اوابین،ضحیٰ وغیرہ مستحبات،تمام کے تمام بدعات ہو جائیں گے۔(فتاوی فریدیہ:ج2:ص267)

جماعت سے نماز پڑھنے کے بعد بغیر دعا مانگے مقتدی کا چل دینا کیسا ہے:

سوال: ایک شخص نماز باجماعت پڑھ کر بلا دعا مانگے امام سے پہلے چلا جاتا ہے،اس کے واسطے کیا حکم ہے؟ جبکہ وہ اپنی علیحدہ دعا مانگتا ہے۔

جواب: اگر کسی شخص کو سخت ضرورت ہوتو وہ امام سے پہلے دعا مانگ کر جا سکتا ہے،اگرضرورت نہ ہوتو بلاوجہ امام صاحب سے پہلے دعا مانگ کر چلا جانا مکروہ ہے کہ اس

میں صورت مخالفتِ جماعت ہے جس سے صغینہ وحسد پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

(امدادالاحکام: ج1:ص322)

سوال: نماز پڑھ کر امام سے پہلے دعا مانگ کر بھاگ جانا کیسا ہے؟

جواب: بیشک یہ فعل اگر بلاضرورت شرعی ہو تو خلافِ سنت اور مکروہ ہے، اور اس کی عادت کرلینا گناہ ہے۔ (فتاوی دار العلوم دیوبند: ج2:ص148)

دعامیں ہاتھوں کا اُٹھانا بھی مسنون ومستحب ہے

(1)

حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ جل شانہ شرماتا ہے اس بات سے کہ بندہ اس کے سامنے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے اور اللہ رب العزت اُن (ہاتھوں) کو خالی اور ناکام لوٹائے۔(نماز مسنون کلاں: ص 409)

(2)

حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب دعا میں ہاتھ اٹھاتے تو اُن کو واپس نہیں لوٹاتے تھے جب تک منہ پر نہ مل لیتے۔

(نماز مسنون کلاں: ص 409)

(3)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم اللہ تعالیٰ جل شانہ سے سوال کرو تو ہاتھوں کے بطون (ہتھیلیوں) کو سامنے رکھ کر سوال کرو، ہاتھوں کی پشت کو سامنے رکھ کر سوال نہ کرو۔اور پھر دعا کے بعد ہاتھوں کو منہ پر مل لیا کرو۔

(نماز مسنون کلاں: ص 409)

281

(4)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جو بندہ اپنے ہاتھ ہر نماز کے بعد پھیلاتا ہے اور پھر یہ دعا کرتا ہے:

اے اللہ! جو میرا الٰہ ہے، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا الٰہ ہے۔ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت اسرافیل علیہ السلام کا الٰہ ہے، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ: تُو میری دعا قبول فرمالے، کیونکہ میں مجبور و پریشان ہوں، اور میری حفاظت فرما میرے دین میں کہ میں آزمائش میں ڈالا ہوا ہوں اور مجھے اپنی رحمت سے نواز کہ میں گنہگار ہوں، اور مجھ سے فقر دُور کر دے کہ میں مسکنت والا ہوں۔ جو شخص ایسی دعا کرے گا تو اللہ تعالیٰ جل شانہ اس کے دونوں ہاتھوں کو نا کام نہیں لوٹائے گا۔ (نماز مسنون کلاں: ص 410)

(5)

حضرت سلمانؓ نبی کریم ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہارا رب بڑا ہی حیادار اور کریم رب ہے، جب کوئی ہاتھ اُٹھا کر اس سے کوئی دعا کرتا ہے تو خالی ہاتھ واپس کرنے میں اسے شرم محسوس ہوتی ہے۔ (ابن ماجہ: ص 275)

(6)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ دعا مانگنے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو کندھے تک اُٹھاؤ۔ (ابو داؤد: ص 209)

(7)

حضرت مالک بن یسارؓ سے مروی ہے کہ دعا مانگنے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو کندھے تک اُٹھاؤ۔ (ابو داؤد: ص 209)

(8)

حضرت ابن ابی وداعۃؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: نماز دو دو رکعت ہوتو ہر دو رکعت پر تشہد پڑھو، خضوع اور مسکنت کا اظہار کرو، اور اپنے دونوں ہاتھوں کا اٹھا کر (سلام کے بعد) دعا کرو، اور کہو: اے اللہ! اے اللہ! ۔(ابو داؤد: ص183)

(9)

فرض نماز کے بعد دعا آپ ﷺ سے روایاتِ صحیحہ سے ثابت ہے۔ اربابِ حدیث نے: الدعاء بعد السلام: پر باب قائم کر کے اس کے سنت ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہ کہ ہاتھ اُٹھا کر بھی ثابت ہے اور یہ ہاتھ اُٹھانا دعا کے آداب میں سے بھی ہے۔(سنت کے مطابق نماز پڑھیے: ص 111)

(10)

محمد بن یحیٰی اسلمیؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو دیکھا کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ سلام سے پہلے کی دعا میں ہاتھ اُٹھا کر دعا کر رہا ہے تو اس شخص سے فراغتِ نماز پر کہا کہ نبی کریم ﷺ ہاتھ اُٹھا کر اُس وقت دعا فرماتے جب نماز سے فارغ ہو جاتے ۔(اعلاء السنن: ج3: ص 161)

(11)

حضرت اسود عامریؓ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی ۔حضور اکرم ﷺ نے جب سلام پھیرا تو دونوں ہاتھوں کو اُٹھایا پھر دعا کی۔(ابن ابی شیبہ: تحفۃ الاحوذی: ص246)

(12)

نماز پنجگانہ کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا سنت نبوی ﷺ ہے۔

(فتاوی دارالعلوم دیوبند: ج2:ص176)

سوال: ہرفرض نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنا حضور اکرم ﷺ سے بطریق صحیح ثابت ہے یانہیں؟ اگر کوئی اثباتِ دعا کا قائل نہ ہو، انکار کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: فروضوں کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنا اور بعد دعا کے منہ پر ہاتھ پھیرنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔اس کا منکر بے خبر اور جاہل ہے سنت سے، اور تارکِ سنت ہوکر موردِ ملامت وطعن ہے۔ترمذی شریف میں مروی ہے:

:عن ابی امامۃؓ قال قیل یارسول اللہ ﷺ ای الدعاء اسمع؟ قال جوف اللیل الاخر ودبر الصلوۃ: اور حصن حصین: میں بروایت ترمذی وحاکم نقل کیا ہے: وبسط الیدین: اور صحاح ستہ کی روایت سے نقل کیا ہے: ورفعھما:

پس مجموعہ اِن احادیث صحیحہ سے ہرنماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا اور اس کا سنت ہونا ثابت ہوا۔(عزیز الفتاوی: ج1:ص169)

سوال: نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا کر کے منہ پر پھیرنا کیسا ہے؟

جواب: یہ طریقہ مسنونہ ومستحبہ ہے۔نماز کے فارغ ہونے کے بعد امام کو چاہئے کہ مقتدیوں سمیت ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگے، پھر سب کے سب اپنے ہاتھوں کو چہروں پر پھیرلیں۔(فتاوی دارالعلوم دیوبند: ج17:ص74)

فائدہ نمبر 1 :اس سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرض نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگی ہے۔

فائدہ نمبر 2 : دیکھئے! اِن روایتوں میں دونوں ہاتھوں کو اُٹھا کر دعا مانگنے کی فضیلت اور تاکید ہے اور جن روایتوں میں فضیلت اور حکم ہو، اسے اختیار کرنا مشروع اور مسنون ہوگا۔

284

سنتوں اورنوافل کے بعد اجتماعی دعامانگنے کاشرعی حکم

(1)

سنتوں کے بعد اجتماعاً دعا کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ دعا اجتماعاً ایک ہی بار ہے (یعنی فرائض کے بعد)۔ پھر دوبارہ سنتوں کے بعد مقتدیوں کو امام کی دعا کا انتظار کرنا اور اس کا التزام کرنا ضروری نہیں ہے۔

سنتوں کے بعد اجتماعاً دعا کرنے کا دستور عہد نبوی ﷺ میں نہیں تھا اور نہ اب یہ التزام درست ہے، اس لئے کہ حدیث شریف کے خلاف ہے۔

(فتاوی دارالعلوم دیوبند: ج2:ص175)

(2)

سنتوں کے بعد بہیئت اجتماعیہ کے دعا مانگنے پر نہ تعامل ثابت ہے اور نہ کسی حدیث واثر سے اس کا ثبوت ہے تو اس پر اجتماع اور اس اجتماع کا التزام بلاشبہ بدعت کی حد میں آتا ہے۔ (امدادالمفتین: ج2:ص195)

(3)

سنت اور نفل کے بعد اجتماعی طور پر دعا مانگنے کا طریقہ نہ حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں تھا، نہ صحابہ کرامؓ کے زمانے میں، اس لئے اسے سنت یا مستحب سمجھنا صحیح نہیں

ہے۔(کفایت المفتی: ج4:ص44)

سوال: سنتوں اور نفلوں کے بعد لوگوں کا اجتماعی طور پر دعا کرنا ثابت ہے یا نہیں؟

جواب: جاننا چاہئے کہ احادیث شریف اور فقہ سے کہیں یہ ثابت نہیں ہوتی کہ قرونِ ثلاثہ میں دعا کا یہ طریقہ تھا کہ سنتیں نفلیں پڑھ کر ساری جماعت دعا مانگتی ہو، اور جب اس پر یہ قیود اور بڑھ جائیں کہ امام لوگوں کے فارغ ہونے تک ان کا انتظار کرے اور پھر:الفاتحہ:بلند آواز سے کہہ کر دعا شروع کرے تو اس طریقہ کا طریقہ جدیدہ محدثہ ہونا اور بھی پختہ ہو جاتا ہے۔

پھر اس پر اگر اس التزام کا لحاظ بھی کرلیا جائے جو بعض اطراف میں مشاہد ہے کہ اس طریقہ دعا کو ضروری سمجھتے ہیں اور نہ کرنے والے کو ملامت کرتے ہیں تو پھر اس کے بدعت ہونے میں کسی طرح کا شک وشبہ باقی نہیں رہتا۔

سنن ونوافل گھر میں پڑھنا افضل ہے:

بلکہ احادیث شریف میں غور کرنے سے اس طریقہ کی نفی ثابت ہوتی ہے۔حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:افضل صلاۃ المرء ۃ فی بیتہ الا المکتوبۃ:یعنی آدمی کی افضل نماز وہ ہے جو گھر میں پڑھے،سوائے فرض نماز کے،یعنی فرض نماز کے سوا باقی تمام نمازیں گھر میں پڑھنا افضل ہے۔

حضرت عبداللہ بن سعد انصاریؓ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضور اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ نماز مسجد میں افضل ہے یا گھر میں؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: کہ مجھے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ محبوب ہے مسجد میں نماز پڑھنے سے۔مگر یہ کہ نماز فرض ہو۔

حضرت عبداللہ بن شقیق ؒ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے حضور اکرم ﷺ کی نماز کا حال پوچھا: تو انہوں نے فرمایا کہ: حضور اکرم ﷺ میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے، پھر باہر تشریف لے جاتے اور لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھاتے، پھر اندر تشریف لاتے او ر دو رکعتیں پڑھتے، پھر (عصر کے وقت) باہر جاتے اور عصر کی نماز پڑھاتے اور (مغرب کے وقت) مغرب کی نماز پڑھاتے، پھر اندر آ کر دو رکعتیں پڑھتے، پھر لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھاتے اور میرے گھر میں آ کر دو رکعتیں پڑھتے۔

فائدہ: پہلی دونوں حدیثیں اس امر کی صریح دلیل ہیں کہ سنن و نوافل گھر میں پڑھنا مسجد میں پڑھنے سے افضل ہے اور تیسری حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ فرض نمازوں کے بعد والی سنتیں بھی گھر میں تشریف لے جا کر پڑھتے تھے اور جبکہ حضور اکرم ﷺ کا خود اس پر عمل تھا اور صحابہ کرامؓ کو بھی حضور اکرم ﷺ نے یہ فرما دیا اور تعلیم کر دی تھی کہ سنن و نوافل گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ تو ظاہر یہی ہے کہ صحابہ کرامؓ بھی سنتیں اور نفلیں اپنے گھروں میں جا کر پڑھتے ہوں اور شاذ و نادر کوئی شخص مسجد میں سنتیں پڑھتا ہوگا۔ اور پھر کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور اکرم ﷺ گھر میں سنتیں پڑھ کر دعا کے لئے مسجد میں تشریف لاتے ہوں یا صحابہ کرامؓ اپنے گھروں سے سنتیں پڑھ کر دعا کیلئے مسجد میں دوبارہ آ کر جمع ہوتے ہوں اور ظاہر نظر بھی اس دوبارہ جمع ہونے کو حرج عظیم اور مشکل سمجھتی ہے۔

بہر حال جبکہ روایتوں سے صراحۃً اور اشارۃً یہ بات ثابت ہے کہ حضور اکرم ﷺ سنتیں مکان میں پڑھتے تھے تو سنتوں کے بعد پھر مسجد میں تشریف لانے اور دعا کرنے کا جو دعویٰ کرے، اس کا ثبوت (پیش کرنا) اس کے ذمہ ہے۔

(کفایت المفتی: ج4:ص 66)

سوال: سنن ونوافل کے بعد بھی دعا کرنا چاہئے یا نہیں؟ سلام پھیرتے ہی اُٹھ کر چلا جانا چاہئے؟ اگر کوئی عالم شخص بعد سنن ونوافل کے دعا نہ کرے اور یوں ہی چلا جایا کرے تو قابل ملامت ہے یا نہیں؟

جواب: فرائض کے بعد دعا کر کے متفرق ہونا چاہئے۔ سنن ونوافل کے بعد اجتماعاً دعا کا پابند مقتدیوں کو نہ کرنا چاہئے۔ فرائض کے بعد کوئی شخص مثلاً گھر جا کر سنتیں پڑھنا چاہتا ہے تو اس کو کیوں پابند کیا جاوے۔ جو فرائض پڑھ کر نکل جائے اور گھر میں سنتیں پڑھنا چاہے اس کو ملامت نہیں کرنا چاہئے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند: ج4: ص189)

سوال: جماعت سے ہر فرض نماز کے بعد نہایت اختصار کے ساتھ دعا مانگی جانے کے علاوہ سنتیں اور نفلیں پڑھ لینے کے بعد پھر اسی امام کی متابعت اور اقتداء کے ساتھ نہات طویل طویل بآوازِ جہر دعا مانگی جاتی ہے، یہ جائز ہے یا بدعت؟ جبکہ نمازیوں کو اِس دعا سے پریشانی ہوتی ہے۔

جواب: اس طرح اس قسم کی دعا کا کچھ ثبوت نہیں ہے، بہیئت کذائیہ التزام اس کا بدعت ہے، اور جبکہ نمازیوں کی تشویش وغیرہ کا باعث ہے تو یہ وجہ بھی کراہت کی ہے۔ لہٰذا اس التزام کے ساتھ اس فعل دعائے مکرر کو چھوڑ دیا جائے، اور دعائے اوّل بعد فرائض پر اکتفا کیا جائے کہ وہ مسنون ومستحب ہے۔

(فتاوی دار العلوم دیوبند: ج18:ص429)

سوال: نماز ختم ہونے کے بعد جب امام سنتوں سے فارغ ہو جاتا ہے تو زور زور سے دعا مانگتا ہے اور جو مقتدی فارغ ہو چکے ہوتے ہیں وہ اس کے ساتھ دعا میں شریک ہوتے ہیں، یہ دعا لمبی چوڑی ہوتی ہے اور اس کو ضروری سمجھتے ہیں۔ اِن اُمورِ متذکرہ بالا کا کیا حکم ہے؟

288

جواب: یہ امر سنت سے ثابت نہیں، لہذا بدعت ہے، اس کو ترک کیا جائے۔ پس اصرار کرنا ایک امر بدعت پر نہایت مذموم ہے(فتاوی دار العلوم دیوبند: ج:5،ص 155)

سوال: (1) اکثر یہ دیکھا جا رہا ہے کہ ائمۂ مساجد فرائض کے بعد تو بہت مختصر دعا کر کے ختم کر دیتے ہیں، لیکن سنن و نوافل کے بعد پھر اجتماعی ہیئت سے دعا کرتے ہیں، اور اتنا ضروری سمجھتے ہیں کہ مقتدی سنن و نوافل سے فارغ ہو کر امام صاحب کے ساتھ دعا مانگنے کا انتظار کرتے رہتے ہیں، جیسے جماعت سے نماز پڑھنے کا انتظار ہوتا ہے، حالانکہ ان میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کو چلے جانے کی ضرورت ہے، مگر جماعت کو چھوڑ کر تنہا اُٹھ جانے سے حیاء کرتے ہیں، اور اگر امام صاحب پہلے فارغ ہو گئے تو وہ مقتدیوں کی خاطر بندھے بیٹھے ہوئے ہیں کہ اکثر لوگ نماز پڑھ چکے تب دعا مانگیں، اس کا شرعی حکم ارشاد فرمائیں۔

(2) کیا سنن رواتب اور نوافل کے بعد تین تین بار دعا کرنا، یعنی ایک دفعہ دعا مانگی پھر منہ پر ہاتھ پھیر کر دوبارہ مانگی اسی طرح منہ پر ہاتھ پھیر کر تبارہ دعا مانگا۔ اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: (1) سنتوں اور نفلوں کے بعد پھر اجتماعی صورت سے دعا کرنا، نہ حضور اکرم ﷺ سے ثابت ہے، نہ صحابہ کرامؓ و تابعینؒ اور ائمۂ دینؒ سے۔

حضور اکرم ﷺ کی سنت تو اس بارے میں یہ ہے کہ فرض پڑھنے کے بعد مختصر سی دعا کر کے مکان میں تشریف لے جاتے، اور سنتیں و نفلیں گھر میں پڑھتے تھے۔

صحیح بخاری شریف میں بروایتِ حضرت اُم سلمہؓ مذکور ہے: انه صلی اللّٰه علیه وسلم کان یمکث اذا سلّم یسیراً۔ یعنی حضور اکرم ﷺ سلام پھیرنے کے بعد بہت تھوڑی دیر ٹھہرتے تھے۔ اور صحیح مسلم میں بروایتِ حضرت عائشہ صدیقہؓ منقول

ہے:کان اذا سلّم لم یقعدالامقدار مایقول:اللّٰھم انت السّلام و منک السّلام تبارکت یاذالجلال والاکرام: یعنی حضور اکرم ﷺ جب فرض نماز سے سلام پھیر لیتے تو صرف اتنی دیر مصلے پر بیٹھتے تھے کہ یہ کلماتِ دعا پڑھ لیں۔عام صحابہ کرامؓ کی بھی یہی سنت منقول ہے۔

معلوم نہیں یہ طریقہ کب اور کس نے ایجاد کیا کہ سارے مقتدی بیٹھے ہوئے اس کا انتظار کرتے ہیں کہ جب امام صاحب سنت نفل سے فارغ ہوں تو پھر مل کر دعا کریں اور اس کا ایسا التزام کرتے ہیں جیسے نماز کا کوئی جزء ہے۔

جو چیز سنت سے ثابت نہ ہو اُس کو بطریقِ سنت پابندی اور التزام کے ساتھ بجماعت ادا کرنا خود ایک بدعت اور اپنی طرف سے ایک شریعت کا ایجاد کرنا اور معاذاللّٰہ حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ پر ایک حیثیت سے یہ الزام لگانا ہے کہ یہ نافع اور مفید طریقہ یا اُن کو معلوم نہ تھا، یامعاذاللّٰہ جان بوجھ کر اِس میں کوتاہی کرتے تھے۔اِن ایجاد کرنے والوں نے اُمت پر احسان کیا کہ یہ طریقہ بتلایا (نعوذباللّٰہ منہ)۔

اس اجتماعی دعا میں اس کے علاوہ دوسرا مفسدہ یہ بھی ہے کہ عام جاہل لوگ یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ جیسے نمازوں کے بعد سنت مؤکدہ ضروری ہیں اُن کے بغیر نماز کی تکمیل نہیں ہوتی، اسی طرح سب کے آخر میں یہ اجتماعی دعا بھی نماز کی تکمیل کے لئے ضروری ہے، یہ ایک عقیدہ کی غلطی ہے، جو نہایت خطرناک ہے۔

(2) اس طرح سے تین تین مرتبہ دعا کرنے کی کوئی اصل سنتِ رسول اللہ ﷺ میں نہیں ہے، حضور اکرم ﷺ کی سنت اُوپر معلوم ہو چکی ہے کہ صرف نمازِ فرض کے بعد مختصر دعا جماعت کے ساتھ مانگتے تھے، سنن اور نوافل مسجد میں پڑھتے ہی نہ تھے، اُن کے بعد دوسری یا تیسری دعا کا وہاں کوئی سوال ہی نہ تھا۔(جواھر الفقہ: ج2:ص 197)

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام بلاناغہ نماز پنجگانہ میں دو وقت دعا مانگتا ہے۔اوّل بعد ادائے فریضہ، دوم بعد اتمام سنت۔ہر نماز میں سنت کی ادائیگی کے بعد جو دعا مانگی جاتی ہے اس میں فاتحہ کا پڑھنا لازمی سمجھا جاتا ہے۔بعض مقتدیوں کو اس سے اختلاف ہے۔لہٰذا یہ تحریر فرمائیں کہ دعائے اوّل و ثانی کا حق امام کو ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اس کی دلیل کیا ہے؟ اور امام کا ہر نماز کے بعد دعا میں فاتحہ کہنا اور مقتدیوں کا تعمیل کرنا حنفی مذہب میں جائز ہے یا نہیں؟

جواب: نفسِ دعا مطلقاً مامور بہ ہے، اور نماز کے بعد خصوصیت کے ساتھ قبول ہونے کے قریب ہوتی ہے، احادیث میں کثرت سے اس کی فضیلت وارد ہے، لیکن دو مرتبہ جیسا کہ سائل نے بیان کیا۔دعا مانگنا قرونِ مشہود لہا بالخیر سے ثابت نہیں۔کُتبِ معتبرہ و فقہ میں اس کا کہیں ذکر نہیں۔پس معلوم ہوا کہ یہ طریق محدث ہے اس پر التزام اور بھی بُرا ہے۔

بعض علاقوں میں اس دعا کے ساتھ فرض جیسا معاملہ کیا جاتا ہے بلکہ فرض سے بڑھ کر، مثلاً اگر کوئی نماز نہ پڑھنے والا ہو جو کہ بالاتفاق فرض عین اور قطعی الثبوت ہے اس پر طعن و تشنیع نہیں کی جاتی، لیکن اگر کوئی یہ دوسری دعا کو چھوڑ آوے جو کہ مستحدث و بے اصل ہے اس پر سب و شتم، لعن و طعن کیا جاتا ہے، بسااوقات فساد کی نوبت آتی ہے، ایسے شخص کو مسجد میں داخل ہونے سے روک دیا جاتا ہے، یہاں تک کہ بہت سے آدمی ایسے شخص کو دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔لہٰذا اس طریقہ کو ترک کرنا ضروری ہے۔

اگر کسی جگہ مستحب امر پر اصرار کیا جائے اور اس کو واجب کا درجہ دے دیا جائے تو وہ مستحب امر، مکروہ ہو کر واجب الترک ہو جاتا ہے۔

حضور ﷺ کی عادتِ شریفہ عامہ یہ تھی کہ فرض نماز مسجد میں باجماعت ادا فرماتے

تھے اور سنن ونوافل مکان پر، اگر چہ اس کے خلاف بھی ثابت ہے مگر قلت کے ساتھ۔

لہذا اصل مسنون طریقہ سنن ونوافل میں یہ ہے کہ مکان پر ادا کی جائیں۔ ایسی حالت میں دوسری دعا کی حیثیت اجتماعیہ کی کوئی صورت نہیں، نیز ہر فرض نماز کے بعد تو سنتیں ثابت بھی نہیں۔ امام کا دعا میں فاتحہ کہنا اور مقتدیوں کا اتباع کرنا بے اصل اور بدعت ہے۔ جو لوگ اس کے ثبوت کے قائل ہیں اُن سے دلیل کا مطالبہ کیا جائے۔

(فتاوی محمودیہ: ج5: ص294)

سوال: رواتب یا وقتی سنتوں کے بعد امام کا اجتماعی دعا پڑھ کر مقتدیوں سے آمین کہلوانا ضروری ہے یا مقتدی سنت پڑھنے کے بعد انفرادی طور پر دعا پڑھ کر جا سکتا ہے؟

جواب: اس طرح سنتوں کے بعد اجتماعی دعا کا اہتمام حضرت نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے ثابت نہیں، بلکہ عامۃً سنتیں اپنے اپنے مکان پر جا کر ادا کیا کرتے تھے، مسجد میں اس کی نوبت کم ہی آتی تھی۔

فقہاءؒ نے بھی یہی لکھا ہے کہ سنتوں کو مکان میں پڑھنا افضل ہے۔

(فتاوی محمودیہ: ج5: ص707)

سوال: سورتی جامع مسجد رنگون میں تقریباً آج سے آٹھ دس سال پہلے فرض نمازوں کے بعد سلام پھیرنے کے بعد متصل ہی امام اوّلاً دعا میں: اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام: پڑھتا تھا، اور جب لوگ سنن ونوافل سے فارغ ہو جاتے تھے تو پھر دوسری مرتبہ: الفاتحہ: کہہ کر بلند آواز سے دعا مانگتا تھا اور سب مقتدی آمین آمین کہتے تھے۔ اس دوسری: الفاتحہ: والی دعا کی پابندی ضروری سمجھتے تھے حتی کہ کسی وقت امام کو سنن ونوافل پڑھنے میں دیر لگ جاتی تو منتظرین دعا کا

اعتراض امام پر ہوتا تھا کہ ہم دعا کے انتظار میں ہیں اور امام صاحب تاخیر کرتے ہیں۔

انہی ایام میں مسجد کی امامت پر ایک دیندار عالم صاحب کا تقرر ہوا، جب انہوں نے دیکھا کہ ثانی فاتحہ کی نہایت پابندی کی جاتی ہے، اور امام کو اس پر مجبور کیا جاتا ہے، نیز امام کو سنن ونوافل پڑھنے میں ذرا تاخیر ہوجاتی ہے تو اعتراض کیا جاتا ہے، تو لوگوں سے کہا کہ اس التزام کے ساتھ فاتحہ پڑھنے کا حدیث وفقہ میں کسی جگہ ثبوت نہیں ملتا، اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنے سنن ونوافل پڑھ لینے کے بعد ہر شخص اپنے طور پر دعا مانگ لیا کریں۔

اس عالم صاحب کے اس طرح کہنے کا لوگوں پر اثر ہوا اور علماء کے فتوے لے کر اس التزام کے ساتھ فاتحہ پڑھنا موقوف کر کے (چھوڑ کر) ہر شخص نے بعد سنن ونوافل منفرداً دعا مانگنا شروع کیا۔

تقریباً آٹھ دس سال سے حسب ذیل طریقہ دعا مانگنے کا جامع مسجد سورتی میں مقرر ہوگیا ہے، کہ جن فرضوں کے بعد سنتیں ہیں ان میں سلام پھیرنے کے بعد امام صاحب :اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام: یا اسی مقدار کی دعا مانگتا ہے، دعا میں سب لوگ شامل ہوتے ہیں، اور جن فرضوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں مثلاً: فجر وعصر، اس میں سلام پھیرنے کے بعد امام صاحب دائیں یا بائیں جانب یا نمازیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھ جاتا ہے اور تھوڑی دیر اوراد ووظائف میں مشغول ہوتا ہے، اس کے بعد جماعت کے ساتھ دعا مانگتا ہے۔

اس آٹھ دس سال کے عرصہ میں بہت سے علماء کرام کا یہاں آنا جانا ہوا اور کچھ یہاں مقیم بھی ہیں، انہوں نے ہمیشہ اس طریقہ کو سنت کے موافق سمجھا اور کبھی کچھ اعتراض نہیں کیا، نیز بہت سے نمازی بھی اس طریقہ کو سنت کے موافق سمجھتے ہیں اور کچھ اعتراض

نہیں کرتے ،لیکن بعض ناواقف لوگ جو رسم کے پابند ہیں اور رسم کے کرنے میں ثواب سمجھتے ہیں، وہ متولیانِ مسجد کو اُبھارتے ہیں کہ فاتحہ ثانی کا دوبارہ اجرا کیا جائے اور امام صاحب کو مجبور کیا جائے کہ وہ فاتحہ ثانی اسی التزام کے ساتھ پڑھیں ،جس طرح پہلے پڑھا جاتا تھا۔

اب سوال یہ ہے کہ اِس وقت جو بعد نماز فرض متصل ہی ایک وقت دعا مانگی جاتی ہے وہ سنت طریقہ کے موافق ہے یا نہیں ؟اور سنن ونوافل کے بعد خاص التزام مذکور کے ساتھ دعا مانگنے کا ثبوت حدیث شریف وفقہ سے ہے یا نہیں ؟اور سنن ونوافل کے بعد خاص التزام مذکور کے ساتھ فاتحہ شروع کرنے کیلئے متولیانِ مسجد کو مجبور کر سکتے ہیں یا نہیں ؟اگر وہ مجبور کریں تو ان کا یہ جبر شریعت مطہرہ کے موافق ہے یا نہیں ؟

جواب: طریقۂ مسنونہ حسب تصریح فقہاء حنفیہ یہی ہے کہ جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں ان میں فرض کا سلام پھیرتے ہی مختصر دعا کرکے سنن رواتب میں مشغول ہو جائیں ،اور سنتیں پڑھنے کے بعد ہر شخص اپنے اپنے کام میں لگیں ۔اور جن فرضوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں ،اُن میں سلام پھیر کر امام صاحب دائیں یا بائیں جانب کو منحرف ہو کر اذکار ماثورہ پڑھے ،پھر سب نمازی دعا کریں۔

اور جو صورت فاتحہ ثانی کی سوال میں مذکور ہے یہ بدعت ہے ،اس کی کچھ اصل نہیں ،بالخصوص التزام واصرار کی وجہ سے یہ بدعت سیئہ میں داخل ہے۔

پس متولیانِ مسجد کو اس طریقۂ بدعت پر ہرگز مجبور کرنا جائز نہیں ،اور یہ چیز بالکل خلافِ شریعت واشاعتِ بدعت ہے ،جس کا کرنے والا شرعاً بوجہ ابتداع کے مستحقِ گناہِ عظیم ہے۔(امداد الاحکام: ج 1:ص 178)

سوال: ظہر ،مغرب اور عشاء کی نمازوں کے بعد دعا مانگنے کے دو طریقے دیکھے جاتے ہیں پہلا طریقہ یہ ہے کہ نماز کے بعد امام ومقتدی مل کر :اللّٰھم انت

السلام و منک السلام تبارکت یاذالجلال والاکرام: کے ساتھ دوسری چند ادعیہ ماثورہ (مگر زیادہ طویل نہیں) مانگی جاتی ہیں۔اس کے بعد سنن ونوافل مسجد میں یا گھر جا کر پڑھ کر خود دعا کر لیتے ہیں،امام ومقتدی جمع ہو کر دعانہیں کی جاتی۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ فرائض کے بعد فقط:اللّٰھم انت السّلام و منک السّلام تبارکت یاذالجلال والاکرام: والی دعا مانگی جاتی ہے،پھر سنن وغیرہ مسجد میں پڑھ کرامام ومقتدی اکٹھے ہوکر:الفاتحہ: کہہ کر جماعت سے دعا کی جاتی ہے،اس سے نمازیوں کو بڑی تشویش ہوتی ہے،اس طریقہ کو (سنن کے بعد مل کرزُورزُور سے دعا کرنے کو) ضروری سمجھا جاتا ہے،بڑے اہتمام والتزام اور پابندیوں سے کیا جاتا ہے،کبھی بھی فوت نہ ہو،امام کے ساتھ شرط کی جاتی ہے کہ اس طرح فاتحہ پڑھنا ہوگا۔مذکورہ طریقہ کے ثبوت میں آیتِ قرآنی:فَاِذَافَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلیٰ رَبِّکَ فَارْغَبْ: (آپ جب فارغ ہوں تو دعا میں محنت کرو اور اپنے رب کی طرف ہی رغبت کرو) اور حدیث رسول ﷺ:الدّعاء مخ العبادۃ: (دعا عبادت کا مغز ہے) پیش کرتے ہیں۔اور پہلے طریقے والے کو تاریک فاتحہ،منکرِ دعا،وہابی،بدعقیدہ کہتے ہیں اوراہل سنت والجماعت سے خارج کہتے ہیں،ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ان دونوں میں سنت کے مطابق کونسا طریقہ ہے؟ پہلا یا دوسرا؟

جواب: مسنون یہ ہے کہ جس طرح فرض نماز جماعت سے پڑھی،دعا بھی جماعت کے ساتھ کی جائے،یعنی امام اور مقتدی سب مل کر دعا مانگیں اور جس طرح سنتیں اور نفلیں الگ الگ پڑھی ہیں دعا بھی الگ الگ مانگیں۔

لہذا صورت مسئولہ میں دونوں طریقوں میں سے پہلا طریقہ مسنون اور سنت کے مطابق ہے،دوسرا طریقہ خلافِ سنت ہے،بے اصل،منگھڑت اور بلا دلیل ہے۔الگ

الگ سنتیں اور نفل پڑھنے کے بعد سب کا اکٹھا ہونا اور اکٹھے ہو کر دعا مانگنا نہ حضور اکرم ﷺ کے کسی عمل اور فرمان سے ثابت ہے نہ صحابہ کرامؓ و تابعینؒ، تبع تابعینؒ اور ائمہ دینؒ میں سے کسی کے قول و عمل سے ثابت ہے۔ حضور اکرم ﷺ، صحابہ کرامؓ اور سلف صالحینؒ کا طریقہ یہ تھا کہ فرض نماز جماعت سے ادا فرما کر دعا بھی جماعت کے ساتھ (امام اور مقتدی مل کر) مانگا کرتے تھے اور پھر سنتیں اور نفلیں الگ الگ پڑھا کرتے تو دعا بھی الگ الگ مانگا کرتے تھے۔

احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ سنن گھر جا کر پڑھتے تھے اور صحابہ کرامؓ کو بھی یہی ہدایت فرماتے۔ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے مسجد بنی عبد الاشہل میں نماز مغرب ادا فرمائی۔ نماز کے بعد دیکھا کہ جماعت میں شریک ہونے والے مسجد میں سنتیں اور نفلیں پڑھ رہے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ نمازیں تو گھر میں پڑھنے کی ہے۔

بہر حال جب یہ ثابت ہے کہ حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ اکثر و بیشتر سنتیں گھر جا کر ادا فرماتے تھے تو امام و مقتدی مل کر باجماعت دعا مانگنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیا سنتیں گھر میں پڑھ کر دوبارہ مسجد میں جمع ہوتے تھے؟ اور جماعت کے ساتھ دعا مانگا کرتے تھے؟ دعا مانگنے کیلئے گھر سے مسجد میں آنا تو درکنار واقعہ یہ ہے کہ کبھی کسی مصلحت یا ضرورت کی وجہ سے حضور اکرم ﷺ کو مسجد میں سنتیں پڑھنے کا اتفاق ہوا تب بھی آپ ﷺ نے مقتدیوں کے ساتھ مل کر دعا نہیں فرمائی بلکہ حضور اکرم ﷺ سنتوں میں مشغول رہتے اور مقتدی اپنی اپنی نمازوں سے فارغ ہو کر حضور اکرم ﷺ کی فراغت کا انتظار کئے بغیر ایک ایک کر کے چلے جاتے۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ بعد نماز مغرب

سنتوں میں اتنی طویل قراءت فرماتے تھے کہ نمازی مسجد میں سے چلے جاتے تھے۔

حضرت ابن عباسؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شب میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں رہا، آنحضرت ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی، پھر نماز میں مشغول ہو گئے، یہاں تک کہ مسجد میں سوائے آنحضرت ﷺ کے کوئی باقی نہ رہا۔

اس سے بھی ثابت ہوا کہ سنن کے بعد امام و مقتدی مل کر دعا مانگنے کا دستور تھا ہی نہیں۔ لہٰذا یہ دستور اور طریقہ خلافِ سنت ہے اس کو ترک کرنا لازم ہے۔ اس لئے کہ قبولیتِ عمل کے لئے ایک ضروری شرط یہ بھی ہے کہ وہ عمل سنت کے مطابق ہو۔

حضرت فضیل بن عیاضؒ آیت کریمہ: لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا: کی تفسیر کرتے: یعنی جو عمل خالص اللہ تعالیٰ جل شانہ کے لئے ہو مگر سنت کے مطابق نہ ہو تو وہ مقبول نہیں ہے، اسی طرح جو عمل سنت کے مطابق ہو مگر خالص اللہ تعالیٰ جل شانہ کے لئے نہ ہو وہ بھی مقبول نہیں ہوتا۔ عمل وہی مقبول ہوتا ہے جو خالص اللہ تعالیٰ جل شانہ کے لئے ہو اور سنت کے مطابق بھی ہو۔

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ کوئی قول و عمل اور نیت ٹھیک نہیں ہوتی جب تک رسول اللہ ﷺ کے سنت طریقے کے مطابق نہ ہو۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا بغیر اخلاص اور سنت کی موافقت کے۔

حضرت امام غزالی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اگر تم کوئی کام حضور اقدس ﷺ کے کہنے کے بغیر کرو، اگر چہ وہ بشکل عبادت ہی ہو تو وہ عبادت نہیں بلکہ گناہ ہے۔

حضرت خواجہ محمد معصومؒ فرماتے ہیں کہ دنیا اور آخرت کی کامیابی حضور اقدس ﷺ کی اتباع پر موقوف ہے، جہنم سے نجات اور دخول جنت بسبب حضور اقدس ﷺ کی

اطاعت پر موقوف ہے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ جل شانہ کی رضامندی حضوراقدس ﷺ کی پیروی کے ساتھ مشروط ہے،توبہ، زہد وتقویٰ،توکل وتبتل آنحضرت ﷺ کے طریقہ کے بغیر مقبول نہیں ہے،ذکروفکر،ذوق وشوق حضوراکرم ﷺ سے تعلق کے بغیر ناقابل اعتبار ہے۔ سنت نبوی ﷺ کی روشنی کے بغیر صراط مستقیم دشوار ہے اور راہِ نبوت اختیار کئے بغیر حصولِ نجات محض خیال ہے۔

حضرت امام اوزاعی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ سنت طریقے پر اپنے آپ کو مضبوطی سے جمائے رکھو، جہاں قوم (جماعت صحابہؓ) ٹھہر گئی تم بھی ٹھہر جاؤ، جو اُن بزرگوں (صحابہ کرامؓ) نے فرمایا وہی تم بھی کہو، جس کے بیان سے یہ حضرات (صحابہ کرامؓ) رُک گئے تم بھی رُک جاؤ (عقل نہ چلاؤ) اور اپنے سلف صالحین کے راستہ پر چلتے رہو۔

اسی لئے سورج گرہن کی نماز با جماعت پڑھی جاتی ہے کہ ثابت ہے اور چاند گرہن کی نماز الگ الگ پڑھی جاتی ہے کہ ثابت نہیں ہے۔

عیدالاضحیٰ کے روز عیدگاہ آتے جاتے زور سے تکبیر پڑھتے ہیں کہ ثابت ہے اور عیدالفطر میں آہستہ آواز سے پڑھتے ہیں کہ زور سے ثابت نہیں ہے۔

جمعہ کی نماز کیلئے دو اذانیں اور ایک اقامت کہی جاتی ہے کہ ثابت ہے اور عید کے لئے نہ اذان کہی جاتی ہے نہ اقامت کہ ثابت نہیں ہے۔

نماز وتر ہلال رمضان دیکھ کر با جماعت پڑھتے ہے کہ ثابت ہے اور عیدالفطر کا چاند دیکھتے ہی الگ الگ پڑھنے لگ جاتے ہیں کہ جماعت ثابت نہیں ہے۔

اسی طرح فرائض کے بعد امام ومقتدی مل کر اجتماعی دعا کرتے ہیں کہ ثابت ہے اور سنن ونوافل منفرداً پڑھ کر دعا بھی منفرداً (تنہا تنہا) مانگ لیتے ہیں کہ جماعت سے ثابت نہیں ہے۔اس میں کیا خطا ہے؟

الغرض سوال میں جو دوسرا طریقہ بیان کیا گیا ہے کہ اس امر کو دینی سمجھنا اور سنت کی طرح تھامے رکھنا دین میں اپنی طرف سے کمی بیشی کرنے کے مترادف ہے جو بالکل ناجائز اور گناہ ہے۔

خلیفۂ چہارم سیدنا حضرت علیؓ نے عید کے دن عید گاہ میں عید کی نماز سے پہلے ایک شخص کو نفل نماز پڑھنے سے رُوک دیا تو اس نے کہا: اے خلیفۂ سیدنا حضرت علیؓ! مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ مجھے نماز پڑھنے پر عذاب نہ دے گا۔ خلیفۂ چہارم حضرت علیؓ نے فرمایا: مجھے بھی یقین ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے جو کام نہیں کیا یا کرنے کی ترغیب نہیں دی ہے تو وہ کام عبث ہوگا، اور عبث کام بے کار اور بے فائدہ ہے۔ پس ڈر ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے طریقہ سے مخالف ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جل شانہ عذاب دے۔

سوچیے! نماز عبادت ہے، حضور اقدس ﷺ کے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، اللہ تعالیٰ جل شانہ کے قُرب کا ذریعہ ہے مگر عید کی نماز سے پہلے پڑھنا چونکہ سنت کے خلاف ہے اس لئے موجب عقاب ہے۔

حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ جس نے اسلام میں نئی بات ایجاد کی اور اسے بہتر سمجھا تو اس نے حضرت محمد ﷺ کو احکامِ خداوندی کی تبلیغ میں (معاذاللہ) خیانت اور کمی کرنے والا ٹھہرایا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے: الیوم اکملت لکم دینکم: (آج میں نے دین مکمل کر دیا) تو جو کام حضور اقدس ﷺ کے مبارک زمانہ میں دین میں داخل نہیں تھا (جس کو نہ خود آپ ﷺ نے کیا اور نہ کرنے کی ترغیب دی) وہ آج بھی دین میں شامل نہیں ہو سکتا۔

الغرض کوئی بھی انفرادی یا اجتماعی کام جس طرح حضور اکرم ﷺ نے کیا ہے اسی طرح کرنا، اطاعت اور فرمان برداری ہے اور جس قدر مشابہت بڑھتی رہے گی اس کام کی

فضیلت بڑھتی رہے گی اور اس میں کمال پیدا ہوتا رہے گا اور جتنا وہ مشابہت ہونے سے ہٹتا رہے گا ناقص ہوتا رہے گا اور بالکل ہٹا ہوا ہوگا تو بدعت وضلالت ہوگا۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ فرماتے ہیں کہ: ہر وہ کام جس کے متعلق حضور اقدس ﷺ کی طرف سے ترغیب نہ ہو، اُس کی ترغیب، اور جس کا وقت مقرر نہ ہو، اُس کا وقت مقرر کرلینا حضور اقدس ﷺ کے خلاف ہے اور مخالفتِ سنت حرام ہے۔

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ: کسی عبادت کو خاص کرلینا کسی وقت یا کسی جگہ کے ساتھ جس کے لئے نبی کریم ﷺ کی کوئی حدیث یا حکم نہیں ہے، ممنوع ہے، اور اس کو عقیدہ بنالینا حرام ہے۔

سنن ونوافل کے بعد اجتماعی دعا کے ثبوت کے لئے آیت قرآنی: فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ: اور مذکورہ حدیث: الدعاء مخ العبادۃ: پیش کرنا جہالت کی دلیل ہے۔

نماز کے بعد دعا کا منکر کون ہے؟ سوال تو سنن کے بعد اجتماعی طور پر دعا مانگنے کے متعلق ہے، اس کے لئے آیت قرآنی اور حدیثِ صحیح تو درکنار، حدیثِ ضعیف بھی پیش نہیں کرسکتے۔ اگر آیتِ مذکورہ، سنن کے بعد اجتماعی دعا کے متعلق ہے تو پھر حضور اکرم ﷺ فرائض ادا کرکے حجرۂ مبارک میں کیوں تشریف لے جاتے تھے؟

ایسے بے اصل اور بغیر دلیل خلاف سنت طریقہ کو اسلامی عقیدہ اور اہل سنت والجماعت کی علامت اور شعار بنالینا اور نہ کرنے والے کو منکرِ دعا، وہابی، بدعقیدہ اور اہل سنت والجماعت سے خارج بتلانا کہاں کی شریعت اور کہاں کی سنت اور کہاں کا انصاف ہے...؟؟؟

بے شک یہ وہی زمانہ آگیا ہے جس کی پیشن گوئی تیرہ سو سال پہلے حضور اکرم

ﷺ کے صحابی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی زبانی ہو چکی ہے کہ: تمہارا کیا حال ہوگا جب کہ شائع شدہ بدعت کو سنت ٹھہرا لیا جائے گا، اگر تم اس میں تغیر کرو گے تو کہیں گے کہ سنت میں تغیر کر رہے ہو، تمہیں منکرِ سنت کے نام سے مشہور کریں گے۔

ایک بنیادی نکتہ جو کبھی فراموش نہیں ہونا چاہئے:

صحابہ کرامؓ معیارِ حق ہیں۔ان کے جذبات ورجحانات صراطِ مستقیم کے مقدس نشانات اور دینِ کامل کی عملی تصویریں ہیں۔کیونکہ دینِ حق کے بانی، اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے کلام پاک میں شہادت دی ہے کہ یہی ہیں راہِ راست پر، یہی ہیں وہ پاک نفوس کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ان کے دلوں میں ایمان کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دی ہے، ایمان کو ان کے دلوں میں سجا دیا ہے۔کفر، فسق اور معصیت سے بہت سخت اور شدید نفرت ان کے اندر پیدا کر دی ہے۔پرہیز گاری پر ان کو پختہ کر دیا ہے، کلمۂ تقویٰ ان کے لئے لازم کر دیا ہے اور ان پر چپکا دیا ہے، یہ تقویٰ اور پرہیز گاری کے سب سے زیادہ مستحق اور اس کے پورے اہل ہیں۔

میرے محترم دوستو! غور فرمائیں.....!

اللہ تعالیٰ جل شانہ سے بڑھ کر شہادت کس کی ہو سکتی ہے؟ ان شہادتوں کا بار بار مطالعہ کیجئے اور پھر فیصلہ کیجئے کہ جب یہ اکابر (صحابہ کرامؓ) خلافِ سنت معمولی سی بات کو بھی بدعت فرما دیتے ہیں اور بدعت سے اتنی نفرت کرتے ہیں کہ کسی چیز سے اتنی نفرت نہیں کرتے تو ایک صاحبِ ایمان کے لئے کہاں گنجائش نکلتی ہے کہ وہ کسی بدعت کو اختیار کرے اور اس کو وظیفۂ عمل بنا لے (معاذاللّٰہ)۔(فتاوی رحیمیہ: ج6: ص 58)

نماز کے بعد متصل سجدۂ شکر کرنے کا حکم

سوال: سجدۂ شکر کا کیا حکم ہے؟ اور بعد نماز کرنا چاہئے یا کس وقت۔ اور نماز کے بعد بلا وجہ سجدہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: سجدۂ شکر: عند تجدید النعمت: مستحب ہے۔ اور بعد نماز کے بلا وجہ مکروہ ہے۔ (فتاوی دار العلوم دیوبند: ج2: ص143)

(2) نماز کے بعد متصل ہر قسم کا سجدہ، حتیٰ کہ سجدۂ تلاوت بھی مکروہ تحریمی ہے۔ دوسرے حالات میں دعا کے لئے سجدہ جائز ہے، مگر اس کا التزام بدعت ہے۔

(احسن الفتاوی: ج3: ص27)

(3) نماز کے بعد سجدۂ دعائیہ کو فقہائے کرامؒ نے مکروہ فرمایا ہے۔

جو سجدہ کہ نماز کے بعد کیا جاتا ہے، مکروہ ہے، کیونکہ عوام اس کو واجب یا سنت اعتقاد کر لیتے ہیں اور جو مباح کہ اعتقادِ وجوب یا سنیت پیدا کرے، مکروہ ہو جاتا ہے۔

یہ سجدہ فی حد ذاتہ: مباح ہے، کراہت کی وجہ یہ ہے کہ اس مباح کو واجب یا سنت سمجھ لیا جاتا ہے یا لوگ دیکھ کر سمجھ لیتے ہیں، اور جو کوئی نہ خود ایسا سمجھتا ہو اور نہ لوگوں کے سامنے کرے بلکہ تنہائی میں کرے تو مباح ہے۔ آنحضرت ﷺ یا صحابہ کرامؓ یا ائمہ عظامؒ کا یہ طریقہ نہ تھا۔ (کفایت المفتی: ج4: ص58)

(4) نماز کے بعد سجدۂ شکر کرنا ممنوع ہے کہ ناواقف لوگ اس کو مسنون یا واجب اعتقاد کریں گے۔ (فتاوی محمودیہ: ج7: ص475)

فرض نماز کے بعد مسنون اذکار

1.....تین مرتبہ:اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ:کہہ کر یہ دعا پڑھیں:اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام:(مسلم:ص 579:591)

سوال: نماز کے ختم پر:اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَام:کی دعا کہاں تک ہے؟

جواب: سنت صرف اتنی دعا ہے:اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام:(فتاوی محمودیہ:ج 21:ص 530)

☆.....فرائض کے بعد:اللّٰھم انت السّلام و منک السّلام تبارکت یاذاالجلال و الاکرام:والی دعا مسنون اور افضل ہے۔اس لئے اکثر اسی کو پڑھا جاتا ہے۔لیکن دوسری دعا اور درود شریف پڑھنے سے بلکہ اس قدر خاموش بیٹھنے سے بھی سنت ادا ہو جاتی ہے۔لہذا کسی دوسری دعا کو خلافِ سنت کہنا صحیح نہیں۔

(فتاوی رحیمیہ:ج 6:ص 56)

نوٹ: حضرت ملا علی قاری صاحبؒ نے:مرقاۃ:جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 358 پر لکھا ہے کہ:الیک یرجع السّلام فحیّنا ربّنا بالسّلام وادخلنا دار السّلام فلا اصل لہ.....الخ: اِن جملوں کا روایات میں ثبوت نہیں ملتا بلکہ بعض قصہ گو لوگوں کا بڑھایا ہوا ہے۔(طحاوی شامی:ج 2:ص 188)

2.....حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو فرض نماز کے بعد:آیۃ الکرسی:پڑھے گا،اس کے لئے جنت سے روکنے والی چیز صرف موت ہوتی ہے۔(زاد المعاد:ص 303)

☆.....حضرت عبداللہ بن حسنؓ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جوفرض نماز کے بعد: آیۃ الکرسی: پڑھے گا وہ دوسری نماز کے آنے تک اللہ تعالیٰ جل شانہ کی حفاظت میں رہے گا۔(زادالمعاد: ص304)

3.....اَشْھَدُاَنْ لَّااِلٰـہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّدًاعَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ:(مسلم شریف:ص 579:591)

4.....اَللّٰھُمَّ لَامَانِعَ لِمَااَعْطَیْتَ،وَلَامُعْطِیَ لِمَامَنَعْتَ،وَلَایَنْفَعُ ذَاالْجَدِّمِنْکَ الْجَدُّ:(مسلم شریف:ص 579:591)

5.....روایات میں ہے کہ آپ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوجاتے تو اپنا دایاں ہاتھ سر مبارک پر رکھ کر یہ دعا پڑھا کرتے تھے:بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَااِلٰہَ اِلَّاھُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ،اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنِّی الْھَمَّ وَالْحُزْنَ:(فتاوی حقانیہ:ج3:ص109)

6.....تینتیس مرتبہ:سبحان اللّٰہ :تینتیس مرتبہ:الحمدللّٰہ:چونتیس مرتبہ:اللّٰہ اکبر:(مسلم شریف:ص 579:591)

سوال: تسبیح فاطمہؓ،معوذتین،آیۃ الکرسی وغیرہ وظیفہ پڑھنے کے لئے فرائض کے بعد متصلاً پڑھنا افضل ہے یا سنن ونوافل سے فارغ ہوکر؟

جواب: جس فرض نماز کے بعد سنن ونوافل ہو تو سنن ونوافل کے بعد افضل ہے،اور جس فرض نماز کے بعد سنن ونوافل نہیں جیسے فجر وعصر،تو فرض کے بعد متصلاً پڑھنا افضل ہے۔(فتاوی محمودیہ:ج5:ص664)

304

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ
مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی
اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ
مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی
اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

جَزَاللّٰہُ تَعَالٰی عَنَّا مُحَمَّدًا ﷺ مَا ھُوَ اَھْلُہٗ

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم
وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْم

(جلد اوّل: اللہ تعالیٰ جل شانہ کے فضل و کرم سے مکمل ہو گئی)

(9 رمضان المبارک: 1444ھ: بوقت: رات: 3:30 بجے)

مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللهَ
"جس نے رسول کی اطاعت کی، تحقیق اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔"
مَنْ اَحْيَا سُنَّتِيْ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ
"جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔"
پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
پیاری زندگی اپنائیں
جلد دوم
اس کتاب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانا کھانے، دعوت طعام، پھلوں و میووں، پانی پینے، لباس پہننے، سونے اور بیدار ہونے، بال رکھنے، ناخن کاٹنے، عطر اور سرمہ لگانے، انگوٹھی پہننے، اور مہندی لگانے سے متعلق سنتیں اور ہدایات مستند ذخیرہ کتب سے جمع کیا گیا ہے۔ جس کا مطالعہ ہر مسلمان کیلئے نہایت ضروری ہے۔
وہ نہ پہنچے گا کبھی اللہ تعالیٰ تک
راہِ سنت پر نہ ہو جس کا قدم
نقشِ قدم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں جنت کے راستے
اللہ تعالیٰ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے
تالیف
حضرت مولانا محب اللہ قریشی صاحب